بسم اللہ الرحمن الرحیم

وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین

اعترافِ حق

قرآن

اسلام

پیغمبر اسلامؐ

مؤلفہ و مرتبہ

حسین خان ادیب فاضل نیشنل ایوارڈ یافتہ

مکتبہ نور - مسلم پورہ - ۱۰-۳۹-۶۴ - اکاولی - ۵۲۴۲۰۱
ضلع نیلور (اے - پی)

نام کتاب	:	اعتراف حق
نام مؤلف	:	حسین خاں
تعداد	:	ایک ہزار
سن اشاعت	:	۲۰۰۴ء
طباعت بہ اہتمام	:	شارپ کمپیوٹرس، چادر گھاٹ، حیدرآباد ۔ ۲۴ فون : 4574117
ضخامت	:	۲۶۴
قیمت	:	۱۰۰/ روپیہ
ناشر	:	مکتبۂ نور ۔ مسلم پورہ ۔ کاولی ۵۲۴۲۰۱ ۔ ضلع نیلور ۔ اے ۔ پی

Publishers

MAKTAB-E-NOOR

10-49-64, Kavali - 524201, Nellore Dist., A.P.

ملنے کے پتے

۱۔ ظفر بک ڈپو ۔ کچھیری منڈ 64-49-10 کاولی 524201 ضلع نیلور (اے ۔ پی)

۲۔ ہمالیہ بک ڈسٹری بیوٹر ۔ یم ۔ جے روڈ ۔ حیدرآباد 500001

۳۔ ندا ڈسٹری بیوٹر ۔ سندیش بھون ۔ لکڑکوٹ ۔ چھتہ بازار ۔ حیدرآباد 500002

۴۔ سب ڈپو ۔ مرکزی مکتبۂ جماعت اسلامی ۔ چھتہ بازار ۔ حیدرآباد ۔ 2

۵۔ مینار بک ڈپو ۔ چارکمان ۔ حیدرآباد 500002

۶۔ کتب خانہ انجمن ترقی اردو ۔ جامع مسجد ۔ دھلی 110006

۷۔ رحیمیہ بک ڈپو ۔ انجمن بلڈنگ ۔ گنٹور ۔ (اے ۔ پی)

۸۔ مکتبۂ حسینیہ ۔ یس ۔ سڈلاپلی ۔ ہندوپور ۔ 515211 اے ۔ پی

۹۔ گوہر بک ڈپو ۔ ٹرپلیکین ہائی روڈ 323 چنئی 600005

۱۰۔ وزیر بک ڈپو ۔ ٹرپلیکین ہائی روڈ چنئی 600005

اعتراف حق

آئینہ ترتیب

قرآن مجید

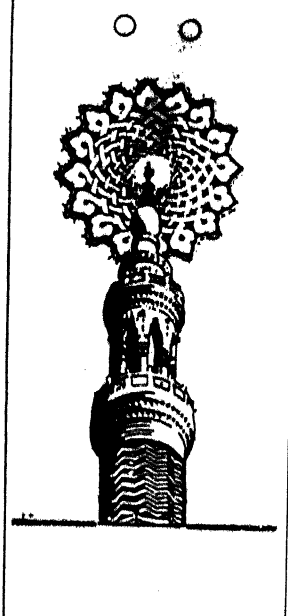
HOLY QURAN

آئینہ ترتیب — اعتراف حق

اسلام
ISLAM

آئینہ ترتیب ـــــ اعتراف حق

پیغمبر اسلام ﷺ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ کفٰی وسلام علی عبادہ الذین الصطفٰی

امابعد :

ایک عالم ہے ثناخواں آپ ﷺ کا :

دنیا میں انسان کا کردار بلند کرنے کے لئے پاکیزہ اخلاق رکھنے والی ایسی ہستیاں پیدا ہوتی رہی ہیں جنھوں نے اپنی زبان اور اپنے عمل سے انسان کو انسانیت کا سبق سکھایا' انہیں میں سے انبیاء کرام کی وہ برگزیدہ ہستیاں تھیں جو انسانیت کا بلند ترین درجہ رکھتی تھیں' اور انبیاء کی آخری کڑی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات گرامی ہے جو رہتی دنیا تک ہدایت کا سرچشمہ بنا کر بھیجی گئی۔ اسی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات آپؐ کی شخصیت پندرہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی اپنے اصلی رنگ میں محفوظ ہے اور اس بات کی شہادت غیر مسلم اور مستشرقین نے بھی دی ہے۔

ایک مسلمان کے لئے قرآن' اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تعظیم کوئی حیرت کی بات نہیں' لیکن اگر ایک غیر مسلم ادیب و عالم' اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شوکت اور اس کی رہنمائی کو تسلیم کرتا ہے تو یہ یہی سچی خراج عقیدت ہے۔ کیونکہ یہ اعتراف بنی نوع انسان کے حق میں اسلامی قوانین کے ترقی پسند اور فطری ہونے کی بنا پر ہوتا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کو ان کی حمایت کی ضرورت نہیں۔ لیکن ان کے خیالات' سچائی کی تلاش و تحقیق کرنے والوں کی راہ ہموار کرنے میں ضرور مدد دے سکتے ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید سے متعلق ایک غیر مسلم کا بیان ہے کہ : اچھا اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ قرآن مجید حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اپنی لکھی ہوئی کتاب تھی اور دوسرے بھی ایسا لکھ سکتے ہیں ...... تو اس کی دس آیتیں ہی لکھ لائیں۔ اگر نہیں تو (ظاہر ہے کہ وہ نہیں لکھ سکتے) انھیں مان لینا چاہئے کہ قرآن ایک نمایاں باثبوت معجزہ ہے۔

ایک مشہور نامور مورخ ڈاکٹر گبن لکھتا ہے کہ :

"قرآن وحدانیت کا سب سے بڑا گواہ ہے۔ ایک موحد فلسفی اگر کوئی مذہب قبول کر سکتا ہے تو وہ اسلام ہے غرض سارے جہان میں قرآن کی نظیر نہیں مل سکتی۔"

یہی مورخ قرآن مجید سے متعلق لکھتا ہے کہ :

"قرآن کی نسبت بحر اطلانتک سے لے کر دریائے گنگا تک نے مان لیا ہے کہ یہ پارلمنٹ کی روح ہے۔ قانون اساسی ہے۔ اور صرف اصول مذہب کے لئے ہی نہیں، بلکہ احکام و تعزیرات کے لئے اور ان قوانین کے لئے بھی ہے کہ جن پر صحیح انسانی زندگی کے نظام کا دارومدار ہے۔ جن سے نوع انسانی کی زندگی وابستہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شریعت سب پر حاوی ہے وہ اپنے تمام احکام میں بڑے بڑے شہنشاہ سے لے کر چھوٹے فقیر و گداگر تک کے لئے مسائل مبائی (یعنی فقیر و امیر ہر قسم کے لوگوں کے لئے قرآن کریم میں رہنمائی کے مکمل اصول پائے جاتے ہیں) رکھتی ہے۔ یہ وہ شریعت ہے اور ایسے دانشمندانہ اصول اور اس قسم کے عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہاں میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو اسے ضرور دیکھتا جھکا ہوا۔ اور پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے اور مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں۔

قرآن مجید ایک انقلابی کتاب ہے جس نے دلوں کی کایا پلٹ دی اور جو دل برسہابرس سے زنگ آلود ہو چکے تھے ان کو اس طرح قلعی کر دیا کہ پھر کوئی میل وکچیل ان کے قریب نہ آسکا۔ قرآن مجید ایسی موثر اور دلوں میں حیرت انگیز انقلاب برپا کرنے والی کتاب ہے کہ اس کی تاثیر کو آج بھی آزمایا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید میں آج بھی وہ معجزہ نما تاثیر موجود ہے جو آج سے ۱۵؍ (پندرہ) سو سال پہلے موجود تھی۔

ایک مرتبہ محرم میں سرداران قریش کی محفل جمی ہوئی تھی، عتبہ، ابو جہل، ابو لہب جیسے لوگ شریک تھے۔ تمام دنوں کی طرح مسرت و شادمانی کے بجائے ان کے چہروں سے پریشانی اور تردد کے آثار نمایاں تھے۔ موضوع سخن نہ تجارت تھی نہ جنگ۔ صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ موضوع سخن تھے۔ ان کی دعوت اور ان کے ساتھی اور ان کی تبلیغ، نئے دین کے ماننے والے اپنے آباء و اجداد کے مذہب کے باغی! وہ سوچ رہے تھے کہ ان کو دبانے کے لئے ہم نے کیا کچھ نہیں کیا، نئے دین سے پھیرنے کے لئے کیسی کچھ کوششیں نہ کر لیں۔ ظلم و زیادتی کی ہر تدبیر آزما کر دیکھ لی! مگر کیا مجال اس کو ہوش آئے۔ ان کی لگائی ہوئی آگ بڑھتی ہی جا رہی ہے جو ایک دفعہ اس کا ہو جاتا ہے کسی طرح ہمارا نہیں بنتا۔ اب تو اس کو سیدھی راہ دکھانے کے لئے صرف ایک ہی صورت رہ گئی ہے۔ کہ اس کو لالچ کے دام میں پھنسایا جائے! سبز باغ دکھائے

جائیں۔ کیونکہ یہ ترکیب بھی بہت مؤثر ہوتی ہے۔ بڑے بڑوں کے پیر پھسل جاتے ہیں۔ دولت، عزت، عورت، شہرت، آرام و آسائش کون نہیں چاہتا اور یہ سب کچھ بڑی مشکل سے ملا کرتا ہے۔ لیکن کسی کی جھولی میں بلا محنت پڑے تو؟ ہاں یہ ترکیب ٹھیک ہے' سب نے کہا!

عتبہ نے کہا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاتا ہوں اور اس مؤثر ہتھیار کو میں ہی آزماتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کس طرح ہمارے جال سے نکلتے ہیں۔

سب مسرت اور خوشی سے جھوم اٹھتے ہیں کہ عتبہ معمولی آدمی نہیں ہے۔ چرب زبان، فصیح اللسان، ذہین آدمی ہے۔ اس میدان میں اس کے حریف کم ہیں۔ یہ تھوڑی ہی دیر میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زیر کر لے گا! سب نے کہا عتبہ شاباش! آپ جائیں اور محمدؐ سے کھل کر بات کر لیں اور آج شام سے پہلے آپ کی گفتگو کے ساحرانہ انداز کے نتائج کو ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔

عتبہ شاداں و فرحاں چلتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کیا چاہتے ہیں۔ ابھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جواب ہی نہیں دیا تھا کہ خود بول اٹھا کہ کیا آپؐ مکے کی ریاست چاہتے ہیں؟

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ نہیں!

کیا کسی بڑے گھرانے میں شادی چاہتے ہو!

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں!

کیا دولت کی ڈھیر چاہتے ہو؟

آپؐ نے فرمایا نہیں!

عتبہ یہ سن کر سٹپٹا گیا اور کہنے لگا یقین مانئے ہمیں آپ سے بڑی ہمدردی ہے۔ اگر آپ یہ کچھ بھی نہیں چاہتے تو آپ پر جنات کا اثر ہو گیا ہے! اگر آپؐ چاہیں تو علاج کراتے ہیں اور تمام اخراجات ہم خود برداشت کر لیں گے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کی تمام باتیں نہایت حوصلہ سے سن کر ارشاد فرمایا کہ:

اے عتبہ تم نے تو اپنی تمام باتیں کر لیں اب اگر مجھے اجازت ہو تو میں بھی کچھ باتیں آپ کے گوش گزار کروں؟

عتبہ نے بڑی خوشی سے کہا ضرور ضرور!

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میٹھی زبان سے سورۂ حٰمٓ کی تلاوت شروع فرمائی تلاوت قرآن اور پھر محمدؐ کی زبانی سبحان اللہ، ایک سماں بندھ گیا۔ عتبہ ہاتھ زمین پر ٹکاتے ہوئے مبہوت ہو کر سن رہا ہے، اور آپؐ تلاوت فرما رہے ہیں۔ فرمایا:

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم . بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم .

حٰم . تنزیل من الرحمن الرحیم کتب فصلت ایته قران عربیا لقوم یعلمون o وقالو قلوبنا فی اکنة مما تدعونا الیه وفی اذاننا وقر ومن بیننا وبینك حجاب فاعمل اننا عملونo قل انما انا بشر مثلكم یوحی الی انما الهكم اله واحد فاستقیموا الیه واستغفروه وویل للمشركین o

حم۔ یہ کلام رحمٰن ورحیم کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں کھول کر بیان کر دی گئی ہیں۔ یعنی فصیح قرآن جو نافع ہے۔ دانشمند لوگوں کے لئے انہیں بشارت دینے والا اور ڈرانے والا۔ لیکن ان میں سے اکثر نے روگردانی کی۔ سو وہ سنتے ہی نہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے دل پردوں کے اندر ہیں۔ اس بات سے جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہے۔ اور ہمارے اور آپ کے درمیان ایک حجاب ہے سو آپ اپنا کام کئے جائیں اور ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے! میں بھی تم جیسا بشر ہوں البتہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے کہ بس تمہارا خدا تو ایک ہی خدا ہے۔

اسی کی طرف سیدھے باندھے رہو اور اسی کی طرف سے معافی مانگو!

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح تلاوت کرتے رہے اور عتبہ اپنے دونوں ہاتھ زمین پر لٹکائے ہوئے غور سے سنتا رہا۔ اتنے میں آیت سجدہ آئی اور آپؐ سجدے میں پڑ گئے۔ عتبہ غور سے دیکھتا رہا۔ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے سے سر اٹھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عتبہ تم نے میرا جواب سن لیا؟ اب تم جانو اور تمہارا کام۔ عتبہ جو طاقت لسانی کے زعم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح کرنے آیا تھا خود مفتوح ہو گیا۔ منہ سادھے ہوئے سرداران قریش کی طرف چل نکلا۔ سرداران قریش نے جب عتبہ کو منہ

لٹکاتے آتے ہوئے دیکھا تو وہ سب بول پڑے!

خدا کی قسم عتبہ کا چہرہ بدلا ہوا ہے!

جب عتبہ نے حقیقت حال بیان کیا تو قریش کہنے لگے۔ لو جی محمدؐ کا جادو عتبہ پر بھی چل گیا۔ عتبہ کو قرآن نے متاثر کر لیا ذرا غور کیجئے عتبہ کس رنگ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ

وسلم کے پاس گیا تھا اور اس کا یہ رنگ کیسے اڑ گیا۔ عتبہ کی پیش کش پر آپؐ نے کوئی لمبی چوڑی تقریر نہیں فرمائی بلکہ قرآن مجید کی آیات کو نہایت درد میں ڈوبی ہوئی آواز سے تلاوت فرمایا۔ بس پھر کیا تھا قرآن نے اپنا رنگ دکھایا کیونکہ یہ شہنشاہوں کا کلام تھا۔ اہل دنیا کے جادو سے بالکل مختلف لیکن دل و دماغ کی کایا پلٹ دینے والا۔ اس میں مقناطیسیت ہے جو دلوں کو کھینچتی ہے اس میں وہ کیف ہے کہ سن کر آدمی تو آدمی شجر و حجر بھی جھومنے لگتے ہیں وہ حلاوت ہے کہ دل کے سارے تار جوڑ دیتی ہے! یہ وہ طاقت ہے جو ایک نئے انسان کو جنم دیتی ہے!

اسی لئے ارشاد فرمایا گیا ہے:

لو انزلنا هذاالقرآن علی جبل لرائیتهٗ خاشعًا متصدعًا من خشية الله

قرآن مجید ایک زندہ معجزہ ہے جس کے اعجاز کے دس وجوہات ہیں!

۱۔ یہ عجیب و غریب تمام علوم کی جامع کتاب ہے۔ جس میں علوم اوّلین و آخرین اور انسان کی جسمانی و روحانی تربیت کا مکمل نظام اور تدبیر منزل سے لے کر سیاست ممالک تک ہر نظام کے بہترین اصول موجود ہیں۔

۲۔ قرآن اور اس کے احکام ساری دنیا کے لئے آئے۔ لیکن اس کے بلاواسطہ اور پہلے مخاطب عرب تھے۔ جن کو فصاحت و بلاغت میں فطری ہنر اور پیدائشی وصف تھا۔ قرآن ان کو مخاطب کر کے چیلنج کرتا ہے کہ تمہیں میرے کلام الٰہی ہونے میں شبہ ہے تو تم میری ایک صورت کی مثال بنا کر دکھلا دو۔ قرآن نے انھیں یہ سہولت بھی دی تھی کہ ساری قوم مل کر بنا لائے۔ مگر قرآن کے اس دعوے اور غیرت دلانے کے باوجود عرب کی غیور قوم خاموش رہی۔ اور چند سطریں بھی مقابلے میں پیش نہ کر سکی۔

۳۔ اس میں غیب کی اور آئندہ پیش آنے والے واقعات کی بہت سی خبریں ہیں۔ جو قرآن مجید نے دیں اور ہو بہو اسی طرح کے واقعات پیش آئے جس طرح قرآن نے خبر دی تھی۔

۴۔ اس میں پچھلی امتوں اور ان کی شرائع اور تاریخی حالات کا ایسا صاف تذکرہ ہے کہ اس زمانے کے بڑے بڑے علماء یہود و نصاریٰ جو پچھلی کتابوں کے ماہر سمجھے جاتے تھے ان کو بھی اتنی معلومات نہ تھیں۔

۵۔ اس کی متعدد آیات میں لوگوں کے دل کی چھپی ہوئی باتوں کی اطلاع دی گئی اور پھر ان کے اقرار سے ثابت ہو گیا کہ وہ بات صحیح اور سچی تھی۔

۶۔ اعجاز قرآن کی وہ آیات ہیں جن میں قرآن نے کسی قوم یا فرد کے متعلق یہ پیشین گوئی کی کہ وہ فلاں کام نہ کر سکیں گے۔ اور پھر وہ لوگ باوجود ظاہری قدرت کے اس کام کو نہ

کر سکے۔ جیسے فتح روم وغیرہ۔

۷۔ اس کی وہ خاص کیفیت ہے جو قرآن کے سننے سے ہر خاص و عام اور مومن و کافر پر طاری ہوتی ہے۔

۸ اس کو بار بار پڑھنے اور سننے سے اکتاتا نہیں، بلکہ جتنا زیادہ پڑھا جاتا ہے اس کا شوق اور بڑھتا ہے۔ دنیا کی کوئی بہتر سے بہتر کتاب دو چار مرتبہ پڑھنے سے انسان کی طبیعت اکتا جاتی ہے۔ لیکن قرآن مجید کو کوئی جتنا پڑھتا ہے اتنا ہی اسکو شوق و رغبت بڑھتا ہی جاتا ہے۔

۹۔ قرآن مجید کا یہ اعلان ہے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے وہ قیامت تک ادنیٰ تغیر و ترمیم کے بغیر باقی رہے گا۔

۱۰۔ اس میں وہ علوم و معارف ہیں جن کا احاطہ نہ آج تک کسی کتاب نے کیا ہے نہ آئندہ امکان ہے۔ اتنے مختصر حجم اور محدود کلمات میں اتنے علوم و فنون جمع کیے جا سکیں جو تمام کائنات کی دائمی ضروریات کو حاوی اور انسان کی زندگی کے ہر شعبہ اور ہر حال سے متعلق پورا مرتب اور بہترین نظام پیش کر سکے۔ (معارف القرآن۔ جلد اول ص ۸۹/ تا ۱۰۴)

قرآن مجید ایک ایسا دستور حیات ہے جو رب کی جانب سے مجوزہ ہے۔

☆ دستور حیات میں خود یہ بات بتائی گئی ہے کہ یہ ان کے خالق ورب کی طرف سے ہے۔

☆ دستور حیات میں یہ بات بھی بتلا دی گئی ہے کہ یہ ہر زمانہ، ہر ملک اور ہر قوم کے لئے ہے۔

☆ دستور حیات میں انسان کی پوری زندگی کے لئے رہنمائی کی گئی ہو (یعنی تعلقات معاملات، کاروبار، اخلاق، معیشت و معاشرت، تہذیب و تمدن، حالت جنگ ہو یا امن حالت خوف و رنج، مصیبت و تکلیف، راحت، آرام و خوشی، صحت و بیماری، شادی ہو یا غم، حکومت ہو یا محکومیت، آزادی ہو یا غلامی)

☆ دستور حیات کی باتیں انسان کی عقل و فطرت کے مطابق ہوں۔ یعنی نہ عقل کے خلاف ہوں اور نہ تجربہ و مشاہدے میں غلط۔

☆ انسان کی کسی بھی فطری خواہش و جذبے کو فنا کرنے کی تعلیم نہ ہو۔ مثلاً ترک دنیا' رہبانیت' تجرد کی زندگی گوشہ نشینی۔

☆ دستور حیات خالص و اصلی شکل و صورت میں ہو۔ صرف ترجمہ نہ ہو، انسانی خیالات و تصورات سے پاک اور دست برد سے قطعی محفوظ ہو۔

☆ دستور حیات ایک ایسی زبان میں ہو جس کو کروڑوں انسان بولتے ہوں، لکھتے اور سمجھتے ہوں

☆ دستور حیات کا پڑھنا، سمجھنا، اور عمل کرنا ہر انسان کے لئے آسان و سہل ہو۔

☆ دستور حیات پر عمل کرنے کے ایسے انفرادی، واجتماعی نمونے بھی ہوں جو مستند ذرائع سے ہم تک پہنچے ہوں۔

☆ دستور حیات کی تعلیم بندوں کو خالق ورب سے بلاواسطہ ووسیلہ راست جوڑنے والی ہو۔ یعنی اللہ پرستی کے سوا ہر قسم کی سرپرستی سے بچانے والی ہو۔ جیسا کہ اعلان الٰہی ہے۔ "ان الدین عنداللہ الاسلام" (تحقیق اللہ کے پاس وہی طریقۂ زندگی قبول ہوگا جو مکمل اطاعت پر مبنی ہو)

فرانس کا ایک مشہور مستشرق "موسیو سیدیو کہتا ہے کہ:

"قرآن ایک واجب التعظیم کتاب ہے۔ جس میں بتایا ہے کہ خدا کے حقوق بندوں پر کیا ہیں اور بندوں کے حقوق اور تعلقات خدا سے کس قسم سے ہونے چاہئیں۔ اس میں فلسفہ واخلاق کی ہر قسم کی باتیں مذکور ہیں۔ فضل و کمال، عیب و نقصان، حقیقت اشیاء عبادت واطاعت، گناہ و معصیت کی کوئی بات ایسی نہیں ہے جس کا قرآن جامع نہ ہو۔ واقعات کے اعتبار سے اس کی آیتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترتی رہی ہیں۔ یہی ایک چیز جس نے تمام عرب میں قومیت کی روح پھونک دی۔ جنگجو قبائل میں اتفاق واتحاد کی بنیاد ڈالدی اور دنیا میں ایک عالمگیر رابطۂ اخوت پیدا کردیا۔ وہ آداب واصل جو فلسفہ وحکمت پر قائم ہیں جن کی اساس عدل وانصاف پر مبنی ہے۔ جو دنیا کو بھلائی اور احسان کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک جزو بھی ایسا نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔ وہ اعتدال اور میانہ روی کا سیدھا راستہ دکھلاتا ہے۔ ضلالت و گمراہی کے گڑھے سے نکالتا ہے۔ اخلاقی کمزوریوں سے بچاکر فضائل وعزت کی روشنی میں لاتا ہے۔ اور انسانی زندگی کے نقائص کو کمالات سے بدل دیتا ہے جو جہلاء اسلام کو وحشیانہ مذہب کہتے ہیں۔ ان کے سیاہ قلب ہونے کی یہی ایک بڑی دلیل ہے کہ وہ قرآن کی ان صریح آیات کو بالکل نہیں دیکھتے جن کے اثر سے عرب کی تمام بُری اور معیوب عادتیں جو مدت ہائے دراز سے تمام ملک میں رائج تھیں ایک دم مٹ گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے۔ اس لئے زمانہ نزول سے آج تک لوگوں کے دستبرد سے ایسا محفوظ ہے کہ سبحان اللہ حسب وعدۂ خداوندی قیامت تک محفوظ رہے گا۔ دنیا میں بڑے بڑے انقلاب آئے اور سارے مذاہب کی کتابوں میں تغیر ہوگیا۔

تغیر ہوگیا سارے مذاہب کی کتابوں میں ٹلا شوشہ نہ ہرگز ایک قرآن محمدؐ کا

اسلام ایک ابدی صداقت ہے اور قرآن اس کا زندہ وپایندہ معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اسلام کو آخری شکل میں تمام انسانیت کے لئے بھیجا

ہے۔ اور خود اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ وہ عالمگیر بھی ہے اور دائمی بھی' زمان و مکان دونوں ہی اعتبار سے اس کی ہدایت اور مخاطب کا دائرہ تمام انسانیت پر محیط ہے۔ اس طرح دین اسلام' کتاب اللہ اور پیغمبر اسلامؐ کی ذات گرامی حق اور سچائی کے تین ستون ہیں کہ جن کے بغیر قیامت تک کسی کو ہدایت کی روشنی مل نہیں سکتی۔

یہاں ہم عقل و فلسفہ کی نکتہ آرائیوں سے بچ کر تاریخ کے آئینے میں واقعیت کا چہرہ دیکھیں۔ قرآن پاک علم و تمدن کے لحاظ سے دنیا کی سب سے تاریک سرزمین میں سب سے جاہل قوم پر اُترا جو علم و تمدن سے عاری' دولت و ثروت سے خالی' سامان و اسلحہ سے محروم اور ہر قسم کی دنیوی اور مادی طاقت سے تہی مایہ تھی۔ قرآن نے تیرہ برس تک کبھی پہاڑوں کے غاروں سے اور کبھی پہاڑیوں کے چٹانوں سے انسان کو آوازیں دیں۔ اس طویل مدت میں اس کی پکار کے جواب میں سب و شتم' سنگریزے اور پتھر' تیر و تبر اور تیغ و خنجر کی بارش ہوتی رہی۔ لیکن جونہی چودھویں برس کا چاند طلوع ہوا۔ اس کی روشنی ماہ شب چہاردہم بن کر نمودار ہوئی اور چند سال کے عرصے میں عرب کا گوشہ گوشہ چپہ چپہ بقعۂ نور بن گیا۔

قرآن کا سب سے بڑا تاریخی معجزہ یہ ہے کہ ۲۳ برس کی تعلیم میں ایک ان پڑھ اور جاہل قوم کو دنیا کی عالم ترین اور متمدن ترین قوم بنا دیا۔ جس کی عظمت نے دنیائے قدیم کے دونوں حکمرانوں قیصر و کسریٰ کے بازو کو توڑ کر رکھ دیا۔ تیس برس کی مدت میں جب خلافت راشدہ کا دور ختم ہوا' قرآن کے ماننے والے جو بحر ہند کے دہانے سے لے کر بحر اٹلانٹک کے ساحل تک پھیل گئے' دنیا کی کایا پلٹ دی۔ تاریکی کی جگہ نور' جہالت کے بدلے علم' شرک و کفر کی جائے خدا پرستی کا تحفہ دنیا کو دیا۔ دنیا کی سب سے جاہل مفلس قوم سب سے زیادہ علم پرور اور متمدن ہو گئی۔ دنیا کی سب سے ضعیف و کمزور قوم سب سے قوی اور سب پر غالب ہو گئی۔ وہ قوم جس کو دنیا میں سیاسی جاہ و جلال نصیب نہیں ہوا تھا اس نے دنیا کی شہنشاہی کا تاج اپنے سر پر رکھا۔

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی ... کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

عربی و عجمی' ترکی و حبشی' ہندی و خراسانی' افغانی و طورانی غرضیکہ جس نے بھی قرآن مجید کو اپنے سینے سے لگایا' اس نے فتح و ظفر کا پرچم ہاتھ میں لیا۔ تخت شاہی اپنے پاؤں کے نیچے بچھایا اور حکومت کا تاج اپنے فرق شاہی پر رکھا۔

انھوں نے باطل پرستی پہ ہر ظلم کو توڑا بتوں کے ہیکل مسمار کر دیے۔ ستارہ پرستی کا چراغ گل کر دیا۔ انسانی جانوں کی قربانی موقوف کر دی۔ دختر کشی کی رسم کو بیخ و بن سے اکھاڑ

کر پھینک دیا۔ عورتوں کی عزت' غلاموں کو آزادی اور غریبوں کو بشارت دی۔ اور سب کے لئے صرف ایک ایمان اور عمل صالح کو ہر قسم کی ترقیوں اور سعادتوں کا زینہ بنایا۔ اور سب سے آخر میں اور سب سے بڑھ کر انہوں نے مسلمانوں کو اللہ کے آستانہ قدس کے سوا دینوی قوت کے ہر آستانے سے بے نیاز کر دیا۔ انہوں نے فرعونوں کو دریا میں دھکیل دیا۔ نمرودوں کے تخت الٹ دیئے۔ ہامانوں سے وزارت چھین لی' اور شدادوں کے بہشت پر قبضہ کر لیا۔ اور وہ یہ سب اس لئے کر سکے کہ انہوں نے ہر رشتہ محبت کو توڑ کر صرف خدا سے اپنا رشتہ جوڑا۔ اور ملایا تھا۔ تو اللہ بھی ان سے خوش ہوا اور اپنی خوشنودی کا ہر خزانہ ان کے لئے کھول دیا۔

دین اسلام جامع اور کامل مذہب ہے ۔ قرآن حکیم میں' حقوق اللہ' حقوق العباد' طہارت' عبادات' اور معاملات' ملکی انتظامات اور تہذیب واخلاق وغیرہ کی پوری پوری تفصیل سورۂ نساء کے چھٹے رکوع میں موجود ہے :

یعنی تم سب اللہ کی عبادت کرو۔ اور قرابت والوں کے ساتھ بھی اور دور والے پڑوسیوں کے ساتھ بھی جو تمہارے لونڈی اور غلام ہیں۔ بے شک اللہ ایسے لوگوں کو نہیں چاہتا جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں۔

اسلام صفائی اور پاکیزگی کی تعلیم دیتا ہے اور غیر مسلموں کے ساتھ رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام اخوت اور مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔ اور رشتہ داروں' غریبوں' مسکینوں' عورتوں' مسافروں اور ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدوروں ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید کی ہے۔ آپؐ نے یہ بھی ہدایت دی تھی کہ تم مزدوروں کی اجرت ان کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر کوئی شخص مزدوروں کا حق غصب کرے تو اس پر خدا کی لعنت ہو۔

سورۂ انفال میں ہے کہ کافروں سے کہہ دو اگر وہ شرک سے باز آجائیں گے تو ان کے پچھلے گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ اسلام پہلے کے سارے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کے مثل ہے کہ جس نے گناہ ہی نہیں کیا۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

پناہ دہر ہے اسلام ہی کے سایے میں ۔۔۔ یہ وہ چمن ہے جہاں گل ہی گل ہیں خار نہیں

اسلام نے تعلیم حاصل کرنے کو بچپن ہی میں فرض قرار دیا ہے : موجودہ دور میں تعلیم حاصل کرنا ضروری قرار دیا جا رہا ہے۔ اس کے لئے کروڑوں روپیہ خرچ کئے جا رہے ہیں۔ لیکن اسلام نے آج سے پندرہ سو سال پہلے ہی لازمی اور فرض قرار دیا تھا۔

گاندھی جی (Gandhiji)' اسلام کے متعلق کہتے ہیں کہ :

میں نے اسلام کا مطالعہ کیا ہے۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ جس میں اعلیٰ اخلاق کی پاکیزہ تعلیم ہے اور جس میں انسان کو سچائی کا راستہ دکھایا گیا ہے۔ اور برابری کی تعلیم دی گئی ہے۔ میں نے قرآن مجید کا ترجمہ بھی پڑھا ہے۔ اس میں مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ سب کے لئے مفید باتیں اور ہدایتیں ہیں۔ (خیالات مہاتما گاندھی)

ایک اور موقع پر گاندھی جی اپنے منفرد انداز میں کہتے ہیں۔

میں یقین اور وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ اسلام نے بزور شمشیر سرفرازی اور سربلندی حاصل نہیں کی' بلکہ اس کی بنیاد ہے' نبی کا خلوص' خود پر غلبہ' وعدوں کا پاس' غلام' اور دوست احباب سے یکساں محبت' آپؐ کی جرأت اور بے خوفی اللہ اور خود پر یقین جیسے اوصاف۔

لہٰذا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ اسلام بزور تلوار پھیلا۔ اس کی فتوحات میں یہی اوصاف حمیدہ شامل ہیں جن کی مدد سے مسلمان تمام پابندیوں اور رکاوٹوں کے باوجود آگے بڑھ گئے۔

(YOUNG INDIA 16TH SEPTEMBER-1924)

اسلام اخوت' مساوات اور جمہوریت کی تعلیم دیتا ہے :

چنانچہ ہندوستان کی ایک عظیم شاعرہ سروجنی نائیڈو (Sarojni Naidu) کہتی ہیں :

اسلام پہلا مذہب تھا جس نے جمہوریت سے متعلق تعلیم دی اور عملی جامہ پہنایا۔ کیونکہ جس وقت مسجد میں اذان ہوتی ہیں (نماز کے لئے بلاوا) اور عبادت گزار صلوٰۃ کے لئے جمع ہوتے ہیں تو ایک دن میں اسلامی جمہوریت کا یہ منظر پانچ وقت دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ آقا اور غلام شانہ بشانہ ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے اپنی گردنیں خالق کے آگے جھکا دیتے ہیں۔

اور یہ کہ میں بار بار اسلام کے اس مظاہرۂ اتحاد سے حیرت زدہ ہوتی رہی ہوں۔ ایسا اتحاد جو ایک مصری' ایک الجیریائی' ایک ہندوستانی اور ایک ترکی کے یکجا ہونے پر فطری طور سے سب کو باہم بھائی بھائی کے رشتے میں باندھ دیتا ہے۔ قطع نظر اس سے کہ ایک کا وطن مصر ہے اور دوسرے کا ہندوستان۔ ("اسلام" دھلی)

اسلام نے جمہوری نظام حکومت پیش کیا ہے۔ وہ زمانہ حاضرہ کے جمہوری نظام سے بدرجہا بہتر ہے۔ اس میں اس بات کا کسی طرح امکان ہی نہیں کہ حکومت کا کوئی غلط سربراہ منتخب ہو سکے۔ اس کے علاوہ اسلامی حکومتوں میں رہنے والے غیر مسلموں کے لئے اس قدر مراعات موجود ہیں کہ آج تک کسی جمہوری نظام میں ایسی مراعات نہیں پائی گئیں۔ سچ تو یہ

ہے کہ حقیقی جمہوریت اسلام ہی نے پیش کی ہے۔

اگرچہ یہ وہ حقائق ہیں جو کسی خارجی دلیل اور انسانی اعتراف کے محتاج نہیں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ سچائی کی مثال آفتاب کی سی ہوتی ہے کہ خواہی نخواہی دل وزبان کو اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اسلام کا معاملہ بھی ایسا ہی قرن اول میں بھی اسلام کے بدترین دشمنوں تک نے قرآن اور حامل قرآن کی صداقت کا اعتراف کیا اور آج بھی اس کی روشنی و درخشانی اپنوں کی طرح بیگانوں کو بھی اقرار اور اعتراف پر مجبور کر رہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذہب کے لوگوں نے بھی جتنا اور جو کچھ لکھا ہے بہت سے مذاہب پر خود ان کے ہم مذہب لوگوں نے بھی شاید اتنا نہ لکھا ہو اور اب جب کہ بین ملکی تعلقات کی قربت نے ذہنی فاصلے کم کر دیئے ہیں اور کسی قدر معروضی مطالعے کی طرف اہل علم ودانشور بڑھ رہے ہیں'

امید کی جاتی ہے کہ غیر مسلم' مغربی اور مشرقی دانشوروں کو زیادہ بہتر طور پر اسلام کو سمجھنے اور پڑھنے کا موقع ملے گا۔ اور وہ اسلام کی بلند فکری اس کی صداقت واثر انگیزی اور قانون فطرت سے ہم آہنگی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوں گے۔

اسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ دوسروں کو غیر آزاد رکھنے کے بالکل خلاف ہے۔ یہ ہر ایک کو آزادانہ زندگی بسر کرنے کا خواہاں ہے۔ ہر ایک ملک میں جہاں اس کی وسعت پھیلی ہوئی ہے دوسرے مذہب سے مزاحمت نہ کرنا پایا جاتا ہے۔

اسلام کی تعلیمات عین فطرت انسانی کے مطابق ہیں۔ اس لئے اس نے مختصر سے عرصے میں نہ صرف لاکھوں انسانوں کے دلوں کو موہ لیا بلکہ اس کی طاقت اور سطوت کے سامنے بڑی سے بڑی حکومتیں بھی سرنگوں ہوگئیں۔ اسلام کی غیر معمولی ہر دلعزیزی اور مقبولیت بجائے خود اس کی حقانیت اور صداقت کا کھلا ثبوت ہے۔ اسلام کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی تعلیم مردہ قوموں میں زندگی کی نئی روح پیدا کر دی چنانچہ عرب کا پس ماندہ ملک پہلے پہل اس کے ذریعہ زندہ ہوا۔ اور اسی مذہب کا یہ کرشمہ ہے کہ عرب کے جاہل انسان ساری دنیا کے رہنما بن گئے۔

چنانچہ ''رئیس اعظم مراد آباد شری راج وید پنڈت گدادھر پرشاد'' لکھتے ہیں کہ :

''میں ایک راسخ العقیدہ ہندو ہوں۔ لیکن میں نے ہندو' عیسائی اور اسلامی مذاہب کے بانیوں کے حالات زندگی کو اپنی بہترین توجہ کا خراج دیا ہے۔ اور میں اس نتیجے پر پہنچا

ہوں کہ اسلام دنیا کا بہترین مذہب ہے۔ میں ببانگ دہل اعلان کرتا ہوں کہ (اگر کسی) مذہب کو اخوت باہمی' اخلاق و تہذیب اور اتحاد کی دولت فراوانی کثرت کے ساتھ عطا کی گئی ہے تو وہ مذاہب کا سردار "اسلام" ہے۔ اسلام کی فیاضی اور کشادہ دلی اس کا امتیازی نشان ہے۔ وہ امیر، غریب سب کو اپنی شفیق آغوش میں پناہ دیتا ہے۔ اچھوت پن کی لعنت کو دور کرنے کی طاقت صرف اسلام ہے"۔

(اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں ص ۱۶۱)

غیر مسلم حضرت جو کثرت ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں ۔ مسز اینی بیسنٹ (Annie Beasant) اپنی کتاب میں لکھتی ہیں :

"بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو کثرت ازدواج پر اعتراض تو کرتے ہیں لیکن خود انسانی رویہ کی صورت میں کثیر الازدواجی' زندگی بسر کرتے ہیں۔ دوسری بیوی رکھنے والوں پر کتنوں کی بھنویں تن جاتی ہیں۔ لیکن اپنی مرضی سے کئی عورتوں یا گرل فرینڈس رکھنے کو وہ خوشی قبول کر لیتے ہیں۔ ان دو نظریات میں جو تصادم ہے اسے روایتی طور پر نظر انداز کیا جاتا ہے۔

مغرب میں یک زوجگی کا ڈھونگ تو بہت رچایا جاتا ہے۔ مگر سچ پوچھئے تو غیر ذمہ دارانہ کثرت ازدواج ان کے یہاں بھی ہے۔ مرد جب منکوحہ بیوی سے تھک جاتا ہے تو اسے نظر انداز کر کے رفتہ رفتہ بازاری عورتوں کے چکر میں پڑ جاتا ہے۔ پہلا مرد عورت کے مستقبل کا ذمہ دار نہیں رہ جاتا۔ اس لئے یہ عورت گھر میں پناہ دی ہوئی دوسری بیوی سے کہیں زیادہ بدتر ہو جاتی ہے۔

ہم ایسی ہزاروں مصیبت زدہ عورتوں کو شہر کی سڑکوں پر رات کے وقت بھیڑ کی شکل میں دیکھتے ہیں تو بڑی شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ اسلام کے کثرت ازدواج کو غلط کہہ کر ہم کتنا جھوٹ بولتے ہیں۔

ایک عورت کے لئے یہ پوزیشن کتنی اچھی کتنی خوش آئند اور کتنی قابل قدر ہے کہ دوسری بیوی کی حیثیت سے ہی سہی ایک ہی چھت کے نیچے ایک ہی مرد کے ساتھ اپنی گود میں جائز اولاد کو سینے سے لگائے عزت کی زندگی بسر کرے بہ نسبت اس کے کہ سڑکوں پر بے سہارا غیر محفوظ آوارہ پھرتی ناجائز اولاد کو گود میں لئے رات کی تاریکی میں ہر رات کسی راہ چلتے کا شکار بن جائے۔

(Life and Teaching of Mohammed - Madras - 1832)

چنانچہ جسٹس وی۔ ایم تارکنڈے (Justic V. M. Tarkunde) لکھتے ہیں کہ :

"یہ الزام مفادات حاصلہ کی زہر آلود تشہیر ہے۔ انھوں نے کہا کہ کثرت ازدواج کا تناسب مسلمانوں میں بے حد کم ہے اور ہندوؤں میں کئی گنا زیادہ ہے"۔

بعض کوتاہ اندیش حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی پر بھی الزامات بھی لگائے ہیں۔ اور کثرت ازدواج پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہوت پرست ٹھہرایا ہے (معاذ اللہ) لیکن تاریخ کے مطالعے سے یہ بات خود واضح ہو جاتی ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو کفار مکہ نے ایک سے ایک حسین اچھے سے اچھے خاندان کی لڑکیوں کو شادی کر لینے کے لئے پیشکش کی ! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہوت پرست ہوتے (معاذ اللہ) تو یقیناً ان سے شادی کر لیتے۔ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی خدیجہؓ سے نکاح کیا جو ایک سے دو شوہر ان کے انتقال کر چکے تھے۔ اس وقت آپؐ کی عمر پچیس (۲۵) سال تھی۔ اور بی بی خدیجہؓ کی ۴۰ سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ ان سے نکاح کیا۔ ان کے زندہ رہنے تک کسی اور سے نکاح نہیں کیا۔ آپ نے (معاذ اللہ) شہوت نفسانی کی بنا پر کثرت ازدواج نہیں کیا! بلکہ ہمدردی اسلام اس امر کی متقضی تھی کہ ان بیکس اور بیوہ عورتوں کی خبر گیری کی جاتی جن کے خاوند غزوات میں شہید ہو چکے تھے۔ اور صرف نکاح کی صورت میں ان کی بہتر خبر گیری ہو سکتی تھی۔

چنانچہ حکم چند کمار (بی۔ اے) (Hukamchandr B.A.) (ایڈیٹر ستارۂ صبح) لکھتے ہیں کہ

"سب سے پہلے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ "بی بی عائشہؓ" کے سوا جتنی عورتیں آپؐ کے عقد نکاح میں آئیں سب کی سب بیوہ تھیں۔ ان نکاحوں کے حالات پر فرداً فرداً غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نکاح' نکاح کے خاطر نہ تھے۔ بلکہ یہ تو کسی اخلاقی ذمہ داری کی ادائیگی کے خاطر یا کسی پولیٹیکل ضرورت کے تقاضے سے یا ان دونوں اغراض کے پورا کرنے کے لئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ گمان کرنا کہ آپؐ عیش پرست مطلق العنان کسریٰ کیخسر کی طرح حرم سرا میں پڑے رہتے تھے سخت کج فہمی ہے (اخبار الانصار۔ دیوبند۔ ۱ر جون ۱۹۲۹ء)

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اس کے احکام نہایت آسان اور سہل العمل ہیں۔ اور اس میں کامل توحید پائی جاتی ہے :

چنانچہ ایک نو مسلم فرانسیسی نوجوان کے ایک مراسلہ سے درج ذیل عبارت ماخوذ ہے :

"سب سے زیادہ اسلام کی جس خوبی نے مجھے اسلام کی جانب رجوع کیا وہ اسلام کی توحید پرستی ہے۔ میں نے ایک مسیحی گھرانے میں آنکھ کھولی ہے۔ اور مسیحی فضا میں

تربیت پائی ہے۔ لیکن پھر بھی یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ نعوذ باللہ' خدا کے بھی اولاد ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ مسیحی رہنما حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بتاتے ہیں۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ آل اور اولاد کے جھگڑوں سے بالکل پاک ہے۔

میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ حضرت مسیح نے سولی پر چڑھ کر عیسائیوں کے اگلے اور پچھلے گناہوں کا کفارہ کیوں کر ادا کر دیا۔ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ حضرت مسیح نے اپنی قربانی دے کر اپنے متبعین کو گناہ کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے۔

حضرت مسیح کے کفارے کے علاوہ دین مسیح کے مذہبی رہنما یعنی کلیسا کے پادری یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر تم سے گناہ سرزد ہو گیا ہے تو فکر نہ کرو ہم تمہاری سفارش کر کے معاف کرادیں گے۔ اور تم ضرور جنت میں جاؤ گے۔ میری سمجھ میں یہ بات قطعی نہ آسکی کہ ایک بندہ جو بالکل ہماری طرح ہے وہ ہمارا سفارشی کیوں کہ بن سکتا ہے۔

اس کے برخلاف اسلام میں باپ، بیٹا اور روح القدس والی کوئی بات نہیں۔ اس مذہب کی بنیاد توحید باری تعالیٰ پر رکھی ہوئی ہے۔ اس کا رسول ﷺ بھی اللہ کا ایک نیک اور برگزیدہ بندہ ہے۔ اور اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ بارگاہ الٰہی میں کسی کی سعی و سفارش کام نہیں آئے گی۔ ہر انسان سے اس کے اعمال پر باز پرس ہو گی۔ اور اسے اس کے اعمال اور افعال کے مطابق سزا و جزا دی جائے گی۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جو دل کو لگتی ہیں۔ (یعقوب رمغون)

اسلام وہ پہلا مذہب ہے جو دنیا سے غلامی کی شرمناک رسم کو اس خوبصورتی سے عملاً مٹا دیا کہ وہ آقاؤں کے ہم رتبہ بن گئے۔ اس مذہب نے انسانی تہذیب اور تمدن کی تاریخ میں پہلی بار عورت کے مساوی حقوق تسلیم کر کے اسے مردوں کی غلامی سے آزاد کرایا۔ پھر انسان کو بے شمار خداؤں کے روبرو سربسجود نہ ہونے کا مشورہ دے کر لاتعداد خداؤں کی پرستش اور غلامی سے نجات دلائی اور اس کی روح کو غلامی سے آزاد کیا۔ اس کے ماسوا اس نے رنگ و نسل، قومیت و وطنیت کے بندشوں سے انسان کو آزاد کر کے اسے خود انسان بننے اور دوسروں کو انسان سمجھنے کی تعلیم دی اور انسان کی ذہنی اور فکری آزادی کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

اسلام کے جلوہ گر ہونے سے قبل غلامی کا رواج عام تھا۔ اس سے پہلے دنیا میں بڑے بڑے مذاہب آئے لیکن ان میں سے کوئی ایک مذہب بھی غلامی کو ختم کر نہ سکا۔ لیکن اسلام نے اس بری رسم کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینک دیا۔ (خطبہ حجۃ الوداع)

ہم چونکہ آزادی کی فضا میں سانس لے رہے ہیں اس لئے یہ سمجھ نہیں سکتے کہ غلامی دنیا کی کتنی بڑی لعنت ہے۔ یہ کس طرح انسانوں کو بھیڑ بکریوں سے بھی بدتر بنادیتی ہے۔ جس طرح آج ہم آزادی کے ساتھ بھیڑ بکری یا کسی جانور کو جب چاہے ہلاک یا ذبح کر سکتے ہیں اسی طرح قدیم زمانے میں ہر آقا کو اس بات کا اختیار حاصل تھا کہ وہ ادنٰی سے قصور پر بھی اپنے غلاموں اور باندیوں کو ہلاک کردے کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ سوسائٹی میں اس آدمی کو زیادہ معزز و محترم سمجھا جاتا تھا کہ جس کے پاس زیادہ غلام یا باندیاں رہتی تھیں۔ یہ دنیا کی اتنی بڑی لعنت تھی جس سے بڑھ کر شاید کوئی لعنت نہیں ہو سکتی۔ اسلام ہی نے آگے چل کر اس لعنت کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیا۔ ورنہ یہ دنیا نہ جانے کب تک اس لعنت میں مبتلا رہتی۔ (قرون وسطٰی کی تاریخ)

چنانچہ رمس میت "مسلمانوں کا برتاؤ غلاموں سے متعلق کہتی ہیں کہ :

غلام مسلمانوں کا لاڈلا بیٹا بن گیا اور آگے چل کر کیا' اسی زمانے میں غلام سپہ سالار اور حکومت کے جلیل القدر مناصب پر فائز ہونے لگے اور ان کی بڑی بڑی سلطنتیں قائم ہوئیں۔

اسی طرح بابو جگل کشور کھنہ (Babu Jugal Kishore Khanna) کہتے ہیں کہ :

"غلاموں کے خلاف سب سے پہلے آواز حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بلند کی اور غلاموں کے بارے میں ایسے احکام جاری کئے کہ ان کے حقوق بھائیوں کے برابر کردئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سود کو قطعاً حرام کر کے سرمایہ داری کے جڑ پر کلہاڑا مارا۔"

پروفیسر جان اسٹورٹ کہتے ہیں کہ .

"آج ہم جس آزادی اور جمہوریت کی فضا میں سانس لے رہے ہیں وہ اسلام ہی کے طفیل میں عطا ہوئی۔ اور اسلام کا ہم پر اور ساری دنیا پر اتنا بڑا احسان ہے جسے کسی طرح بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ (ماہنامہ دین ودنیا دہلی۔ نومبر ۱۹۶۵ء)

اسلام کے اس احسان کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے عوام کے اخلاق کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ اور بنی نوع انسان کو گمراہی سے ہٹا کر سیدھا راستہ دکھایا ہے۔ شاید ہی دنیا کی کوئی ایسی قوم یا مذہب ہو جس نے اسلام کی خوبیوں سے فائدہ نہ اٹھایا ہو!

چنانچہ! ایک فرانسی مورخ لکھتا ہے کہ : اسلام کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کے کردار کو اتنا بلند بنادیا تھا جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں مفقود ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ مسلمان جب وعدہ کر لیتے تھے تو نازک حالات میں بھی غلط بیانی سے پرہیز کرتے تھے۔ تجارت اور معاملات میں نہایت ہی صادق القول ثابت ہوتے تھے اور حق گوئی

کے لئے اپنی گردنیں تک کٹوا دیتے تھے۔ (موسیو سید یو)

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو جغرافیائی حدود کو توڑ کر رنگ و نسل اور معاشی عدم مساوات ختم کر کے ایک عالمی بھائی چارگی کی بنیاد ڈالی یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا کے مذہب قاصر اور بے بس ہیں۔

مہاشے سنت رام جی' لکھتے ہیں کہ :

'' اسلام کروڑوں اچھوتوں اور شودروں کے لئے ایک اوتار تھا جس نے انھیں انسانی مساوات کا حق دیا۔ اس لئے یہ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے''۔ (ماہنامہ الاسلام۔ دھلی)

اسلام نے کبھی کسی مذہب کے مسائل میں دخل اندازی نہیں کی کوئی مذہبی عدالت خلاف مذہب والوں کو سزا دینے کے لئے قائم نہیں کی اور کبھی اسلام نے لوگوں کے مذہب کو جبرا تبدیل کرنے کا قصد نہیں کیا۔ اور نہ اسلام کی اشاعت کے لئے کبھی تلوار اٹھائی گئی' وہ تو مجسمۂ اخلاق کا مذہب ہے۔

ایک مشہور مسیحی مورخ کا بیان ہے کہ :

اسلام میں فتوحات کے بعد نہ تو کسی کو تلوار سے مجبور کیا گیا نہ ہی مسلمان بننے کے لئے جبر کیا گیا' بلکہ اسلام ان کے شوق سے ان کے دلوں میں داخل ہوا' اور یہ اسلامی تعلیمات کی خوبیوں کا نتیجہ ہے۔

counthenry (a.famous hristan historian) پروفیسر گورگل کانگڑی یونیورسٹی نے لکھا ہے کہ :

یہ غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا اور یہ امر واضح رہے کہ اشاعت کے لئے کبھی تلوار اٹھائی گئی ؟

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری   آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی شرافت انسانی کے جملہ اوصاف و کمالات کی جامع تھی۔ آپؐ میں رقت قلب' زہد و قناعت' حسن اخلاق' ایفائے عہد' جود و سخا' عدل و انصاف' ایثار و قربانی' محبت و مروت' صداقت و امانت' ضبط و حلم' حسن معاملہ' عفو و درگزر' مہمان نوازی' سادگی و بے تکلفی' صبر و شکر' شرم و حیا' عزم و استقلال شجاعت و شہادت' گداگری سے نفرت' الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ اوصاف اور جامع کمالات کے مجسم پیکر تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ایک نیا طرز حیات سکھایا اور ایک مذہب اور قانون کی حکومت قائم کی۔ انھوں نے اپنی طرز زندگی اور اپنے اعلیٰ کردار کو امت کے لئے نمونۂ

عمل بنا دیا۔ درحقیقت وہ ایک فلسفی' ایک سپاہی' ایک سپہ سالار' ایک مصلح' ایک منصف' ایک سیاستدان' ایک باصلاحیت ناظم' انسانوں کے عظیم رہنما ایک اچھے شوہر اور ایک شفیق باپ تھے۔

چنانچہ جارج برناڈ شاہ نے اپنی تصنیف ''محمد صلعم' اللہ کا رسول'' میں رقمطراز ہیں :

میں ہمیشہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کو اس کی زندہ طاقت کی بنا پر انتہائی عزت کی نظر سے دیکھتا رہا ہوں۔ میری دانست میں یہ وہ واحد مذہب ہے جو زندگی کے نشیب و فراز اور تہذیب و معاشرت کے اختلافات کو کامیابی کے ساتھ اپنے دائرہ تصرف میں رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ میری دوربین نظریں دیکھ رہی ہیں۔ (آج کے دور پر بھی یہ بات منطبق ہوتی ہے) کہ یورپ کے رہنے والے یکے بعد دیگرے اسلام کے عقیدہ کو قبول کر لیں گے

یہی مصنف مزید اپنی کتاب (ISLAM OUR CHOICE) میں لکھتا ہے کہ :

میرا ایمان ہے کہ اگر اس جیسا شخص دنیا کا حکمران ہوتا تو ہماری اس دنیا کے سارے مسائل حل ہوتے اور یہ دنیا خوشیوں اور امن کا گہوارہ بن جاتی۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ :

آنے والے سو سال میں ہماری دنیا کا مذہب اسلام ہوگا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے میں لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں جاگزین تھا۔

ہمارے لئے یہ فخر و اعزاز کیا کم ہے کہ اللہ جل شانہ نے قرآن حکیم میں ہمارے اور آپ کے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف فرمائی ہے۔ اور پھر دنیا کا کوئی دانشور، فلسفی، مفکر اور حکیم نہیں ہے جس نے فخر رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس اور ان کے کارناموں کو نہیں سراہا ہو۔

غیر مسلموں میں بھی کوئی صاحب عقل و فہم ایسا نہیں جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کا کھلے دل اعتراف نہ کیا ہو۔ ان کی شخصیت کی بزرگی اور برگزیدگی کے آگے اپنا سر تسلیم خم نہ کیا ہو ! دنیا میں جب بھی نامور شخصیات کے تذکرے لکھے گئے ہیں ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی سب سے پہلا ہے۔

امریکہ کے ڈاکٹر مائیکل ہارٹ (Michael Hart)، ماہر عالم فلکیات، مورخ اور ریاضی داں بھی وہ ان کی اعلیٰ تعلیم یافتہ بیوی دونوں نے مل کر دنیا کی مشہور شخصیتوں کا مطالعہ کر کے (۵۷۲) صفحات پر مشتمل ایک انگریزی کتاب بعنوان ''ایک سو-One Hun) dred) عظیم شخصیتیں شائع کی ہیں۔

اس کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کے تاریخ ساز مردوں

اور غور توں کی جانچ کرنے کے بعد ایک سو شخصیتوں کا انتخاب کیا ہے جو تاریخ عالم میں سب سے زیادہ عظیم اور برتر ہیں۔ اس کتاب کی ایک سو فہرست میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلا مقام دیا ہے۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اپنے دین "مسیح" کے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تیسرے پوزیشن میں رکھا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ : "میرا یہ انتخاب کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کی تمام انتہائی باا ثر شخصیتوں میں سرِ فہرست" ہیں۔ کچھ قارئین کو اچنبے میں ڈال سکتا ہے، کچھ اور لوگ اس پر معترض بھی ہوسکتے ہیں۔ مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تاریخ کے واحد شخص تھے جنھوں نے اعلیٰ ترین کامیابی حاصل کی، دینی سطح پر بھی اور دنیوی سطح پر بھی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے معمولی حیثیت سے آغاز کر کے ایک عظیم ترین مذہب کی بنیاد رکھی اور اس کو پھیلایا۔ وہ انتہائی موثر لیڈر بن گئے۔ ان کی وفات کے تیرہ صدیوں (آج کے پندرہ صدیوں) بعد آج بھی ان کے اثرات غالب اور طاقتور ہیں۔

چنانچہ پنڈت جواہر لال نہرو (Pandit Jawaharlal Nehru) کہتے ہیں :

اسلام نئی قوت تھی جس نے عربوں کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگادیا۔ اور ان میں خود اعتمادی اور جوش عمل کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔ اس مذہب کے بانی ایک نئے پیغمبر (حضرت) محمد صلی (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے۔ جو مکے میں ۵۷۰ء میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ عرصے تک نہایت خاموشی سے زندگی بسر کرتے رہے۔ لیکن انھوں نے اپنے نئے مذہب کی تبلیغ شروع کی خاص کر جب مکے کے بتوں کی مخالفت کی تو ان کے خلاف ایک شور برپا ہو گیا اور انھیں مکہ چھوڑنا پڑا۔ ہجرت کے سات سال کے اندر اندر وہ مکے کے مالک و مختار کی حیثیت سے وہاں داخل ہو گئے۔ انھوں نے دنیا کے بادشاہوں کے نام پیغام بھیجے کہ ایک خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ۔ ان پیغاموں سے تصور کر سکتے ہیں کہ حضرت (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی ذات پر اور اپنے پیام پر کتنا اعتماد ہوگا۔ یہی اعتماد اور ایمان انھوں نے اپنے پیروؤں میں پیدا کر دیا اس سے انھیں روحانی تسکین ملی۔ اور اسی نے انھیں ابھارا۔ یہاں تک کہ ریگستان کے ان باشندوں نے جن کی بنیاد میں کوئی اہمیت نہیں تھی دنیا کا نصف حصہ فتح کر لیا۔ (سوانح پنڈت نہرو)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو جو ایک حیران کن ہے وہ یہ ہے کہ : عظیم فتوحات کے باجود (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی انسانیت نوازی میں کمی نہیں آئی بلکہ اضافہ ہوتا ہی چلا گیا۔ یہاں تک کہ ان کے سب سے بڑے دشمن بھی ان کی صداقت کے قائل ہو گئے۔ اخنس بن شریق نے ابو جہل سے کہا 'اے ابو الحکم' میں تجھ سے ایک بات

پوچھتا ہوں۔ اس جگہ ہم دونوں کے سوا کوئی تیسرا شخص ہماری بات سننے والا نہیں ہے۔ تو مجھے سچ سچ بتادے کہ آیا محمد (صلعم) جھوٹا ہے یا سچا۔

ابو جہل نے جواب دیا کہ واللہ بے شک محمد (صلعم) ہمیشہ سچ بولتا (بولتے) ہے اور اس نے کبھی غلط بیانی نہیں کی۔ (تاریخ اسلام حصہ اول۔ ص ۲۳۹۔ مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی)

دراصل آپؐ کی پاک اور بے لاگ زندگی میں نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے اور بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز حیات میں کوئی تضاد اور منافقت دکھائی نہیں دیتی۔ اگر آپ کے قول و عمل میں تضاد ہوتا تو ان کے اپنے لوگ، اپنا خاندان خود انہیں دھتکار دیتا۔ واقعہ تو یہ ہے کہ ان کے جانی کے دشمن اسلام کو مٹانے کے لئے سازشیں کرنے والے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و امانت کو تسلیم کرتے تھے۔

کلام مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعالمین کے لقب سے ملقب ہونے کا شرف و اعزاز صرف اس ہستی کے لئے باقی رکھا جن کو ختم نبوت اور امام المرسلین کے خلعت سے نوازا جاتا تھا۔ جن کا پیغام رحمت سارے جہانوں کے لئے تھا جن کی بعثت و رسالت ہر ایک کے لئے تھی۔ جس نے ساری کائنات کو فلاح و اصلاح اور عروج و ارتقا کے لئے اپنی زندگی کا آرام تج دیا۔ اس نے ظلم و ستم کے زنجیر توڑ ڈالے۔ اس نے آقا اور غلام چھوٹے و بڑے کی تمیز کو مٹا ڈالا۔ اس نے امتیاز رنگ و بو کو مٹا دیا۔ جن کی تعلیم نے بدوؤں کو تہذیب کا علمبردار رہزنوں کو جہاں بان اور غلاموں کو شہنشاہ بنا دیا۔ وہ اسلامی پرچم کو اپنے ہاتھ میں لے کر آگے بڑھے اور دنیا پر چھا گئے۔ وہ جس کی رحمت ہر ذی حیات کے لئے عام تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ آپ مومنوں کے لئے بھی رحمت تھے اور کافروں کے لئے بھی۔ آپ صرف نسل انسانی ہی کے لئے نہیں بلکہ حیوانات اور پرندوں کے لئے بھی، آپ بے زبان جانوروں پر اگر ظلم ہوتا تو اس کو گوارا نہ فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار صحابہ اکرام کے ساتھ دوران سفر میں تھے۔ ایک جگہ آپؐ نے پڑاؤ ڈالا۔ ہر آدمی اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ آپؐ نے دیکھا کہ ایک چڑیا بے تابی کے عالم میں چوں چوں کرتی اڑتی پھر رہی ہے۔ آپؐ نے اس کی بے تابی کو بھانپ لیا۔ صحابہؓ سے پوچھا۔ معلوم ہوا کہ ایک ساتھی نے انڈے اٹھا لئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس چڑیا کے انڈے گھونسلے میں لوٹا دئے جائیں۔ تب چڑیا کی ممتا پر سکون طاری ہوا۔ (تاریخ اسلام)

ریورنڈ باسورتھ اسمتھ (A fellow of Trinity college of Oxford . U.K)

نے ۱۸۷۴ء میں محمد اینڈ محمڈنزم کے نام سے لائل انسٹیٹیوشن آف گریٹ برٹین میں جو لیکچر دئے تھے اس کا اقتباس :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور انسانیت بے کنار تھی۔ انسان تو اشرف المخلوقات ٹھہرا، نچلی سطح کی مخلوقات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی، انسانیت اور توجہ کا مرکز بنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ پرندوں کو خرید کر پایال کرا نہیں نشانے کی مشق کے لئے ہدف بنایا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض ہوئے جو اپنے اونٹوں پر سختی کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کائنات کی مخلوق کے لئے بے پایاں شفقت تھی۔ جب کوئی چیونٹی کے سوراخ کے قریب آگ جلاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے کہ فوراً آگ بجھادی جائے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جانوروں، اور پرندوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی سے پیش آنے کی تلقین کی۔ گھوڑوں کے منہ پر ضرب لگانے کی ممانعت فرمائی گدھوں کو داغنے اور منہ پر ضرب لگانے سے منع کر دیا۔ حتیٰ کہ مرغوں اور اُونٹوں کا نام لے کر جو قسمیں کھائی جاتی تھیں انھیں بند کرا دیا گیا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مسلمانوں کو تلقین کیا کہ اپنے دشمنوں سے برا سلوک نہ کریں۔ جنگی قیدیوں کی ضرورتوں کا پورا خیال رکھیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کی یہی خوبیاں تھیں جنھوں نے دشمنوں کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف کرنے پر مجبور کر دیا۔ (Mahomet and Therise of Islam)

اسی مورخ کا حیوانات سے متعلق ایک اور بیان ملاحظہ فرمائیے :

''کسی مذہب کے داعی نے حیوانات کی زندگی کو اتنی اہمیت نہیں دی جتنی دین اسلام کے بانی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دی۔ جانوروں اور پرندوں کی دیکھ بھال پر جتنا زور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دیا اس کے اثرات آج کی دنیا میں عیاں ہیں، ورنہ عیسائی دنیا میں جانوروں، پرندوں کو بہت حقیر، بے مایہ اور کمتر سمجھا جاتا تھا۔ اسلامی تعلیمات اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت جب یورپ تک پہنچی تو یورپ نے جن اچھی باتوں کو اپنایا ان میں جانوروں اور پرندوں کے ساتھ محبت اور ہمدری بھی شامل تھی۔ (Mohammad and Mohammadnism 1874)

ایک دفعہ کا ذکر ہے : رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبویؐ میں تشریف فرما ہیں۔ ایک اونٹ نے اپنے مالک کا سامان جھٹک پھینکا، نکیل توڑ ڈالی اور غیظ و غضب سے بلبلاتا

چیختا اور چلاتا مدینے کی گلیوں اور بازاروں سے دوڑتا چلا جارہا ہے۔ مالک بھی پیچھے پیچھے ہے۔ اونٹ شور مچاتا ہوا دربار نبویؐ میں پہنچتا ہے اور کمال ادب سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ جاتا ہے۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہے، آپؐ نے پیار سے ہاتھ پھیرا اور دریافت کیا۔ کیا بات ہے! اللہ تعالیٰ نے قوت گویائی عطا فرمائی اور یوں گویا ہوا کہ میرا مالک مجھ پر ظلم کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار کرتے ہوئے فرمایا گھر جا میں مالک کو سمجھا دوں گا۔ لیکن اونٹ گھر جانے سے انکار کر دیتا ہے کہ میرا مالک غیظ و غضب کی آگ میں جھلس رہا ہوگا۔ وہ مجھے مار مار کر ادھ موا کر دیگا۔ اتنے میں وہ آدمی پیچھا کرتا ہوا وہاں پہنچ جاتا ہے۔ آپ نے اس کو سمجھایا۔ اس کو پورا کھانا دینے اور کم بوجھ لادنے اور نہ مارنے کی نصیحت کی۔ تب وہ اونٹ اس کے ساتھ چلا گیا۔ (صراط مستقیم۔ برمنگھم یو کے۔

بچوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیار و محبت تھی۔

رحمت عالمؐ بچوں پر نہایت شفیق ورحیم تھے۔ اس میں دوست اور دشمن کے بچے کی کوئی تخصیص نہ تھی۔ بچے آپ کو دیکھتے تو لپک کر آپؐ کے پاس پہنچ جاتے۔ آپؐ ایک ایک کو گود میں اٹھا لیتے پیار کرتے اور کوئی چیز کھانے کو عنایت فرماتے۔

آپؐ کا معمول تھا کہ کوئی فصل کا نیا میوہ آپؐ کی خدمت میں پیش کرتا تو حاضرین میں سب سے کم عمر والے بچے کو عنایت فرماتے' بچوں کو چومتے اور ان کو پیار کرتے۔ یہ پیار و محبت کی بارش صرف **مسلمان** بچوں پر ہی نہیں برستی تھی بلکہ غیر مسلم کے بچے اس سے اسی طرح لطف اندوز ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ایک غزوہ میں چند بچے مارے گئے تو آپؐ کو خبر ہوئی تو آپؐ آزردہ خاطر ہوئے۔

عفو درگزر میں آپؐ بے مثال تھے، صلح حدیبیہ کے بعد ابھی آپؐ حدیبیہ ہی میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ اسّی آدمی کوہ تنعیم سے صبح کے وقت جب مسلمان نماز میں مصروف تھے اس ارادے سے اترے کہ مسلمانوں کو نماز میں قتل کر دیں۔ یہ سب لوگ گرفتار کر لئے گئے لیکن آپؐ نے انھیں بلا کر کسی فدیہ یا سزا کے بغیر آزاد کر دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کسی کو نہیں مارا۔ کسی پر لعنت و ملامت نہیں کی، سخت سے سخت جملہ جو کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیا وہ یہ کہ :

اس کو کیا ہو گیا ہے، اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

ملک عرب میں زمانۂ دراز سے دختر کشی کا رواج عام تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کے بعد لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کا رواج بالکل ختم ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا اگر کوئی

شخص تین لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کر کے کسی نیک لڑکے کے ساتھ بیاہ کر دیا تو وہ جنتی ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی کی دو لڑکیاں ہوں آپؐ نے فرمایا! وہ بھی جنتی ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا اگر کسی کی ایک لڑکی ہو وہ بھی جنتی ہے۔

چنانچہ : سادھو لی ایل وو سوانی کہتے ہیں کہ :

''حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک عظیم الشان ہستی تھی۔ ان کی تمام عمر لوگوں کو ہدایت دینے میں گزری۔ آپؐ نے اپنے فرائض میں کوتاہی نہیں کی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد سے دختر کشی بھی ختم ہوگئی۔

(پندرہ روزہ صراط مستقیم ۔ برمنگھم ۔ یو۔ کے)

الغرض اس کتاب میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ دنیا کی مشہور غیر مسلم شخصیتیں جو تاریخ عالم میں اپنا مقام رکھتی ہیں ان سے وہ بیانات جو انھوں نے قرآن مجید، اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تحریر کئے ہیں۔ بالخصوص ہمارے غیر مسلم دوستوں کے لئے تیار کئے گئے ہیں تاکہ اس کے مطالعے کے بعد وہ مسلم عقیدہ یعنی اسلام (جس کے معنی اپنے آپ کو ایک خدائے واحد و مطلق کے حوالے کرنا ہیں) کے بارے میں خود اپنے نتیجے پر پہنچیں۔

مغرب کے دانشوروں نے رحمت اللعالمینؐ کے بارے میں ایک عرصے تک سخت معاندانہ رویہ اختیار کئے رکھا مگر بالآخر آج وہ بھی اعتراف حقیقت پر مجبور ہو گئے ہیں۔ تقریباً دنیا کی تمام ترقی یافتہ زبانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت لکھی گئی ہے۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ان میں نصف سے زیادہ سیرت نگار عیسائی ہیں۔ ان لوگوں نے حضرت پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپؐ کی سادہ زندگی کا اعتراف کیا ہے۔ اور آپؐ کی سیرت نگاروں کی فہرست میں اپنا نام شامل ہونا باعث فخر جانا ہے۔ چنانچہ ہم ہندوستانی، امریکی، انگریزی، فرانسیسی، اطالوی اور روسی وغیرہ، اہل قلم حضرات کے حقیقت بیانیوں کا نچوڑ پیش کر رہے ہیں

امید ہے کہ یہ کتاب عوام وخواص میں مقبول ہوگی اور استفادہ کا باعث بنے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ حقیر سی کوشش اس ناچیز کے لئے نجات اخروی کا باعث بنے۔ آمین و الحمد للہ اولہ و آخرہ.

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ط

بندۂ ناچیز

حسین خاں عفی عنہ ار جمادی الاول ۱۴۱۴ھ

کاولی : مسلم پورہ

مورخہ ۱۹؍۱۰؍۹۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

پیش لفظ

محترم مولانا محمد رضوان القاسمی دامت برکاتہم ناظم جامعہ اسلامیہ سبیل السلام وخطیب مسجد عامرہ عابد روڈ۔رکن ...... آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ومعاون جنرل سکریٹری آل انڈیا ملی کونسل آندھرا پردیش ورکن عاملہ مجلسِ علمیہ آندھرا پردیش ومدیر قرطاس وقلم حیدرآباد۔ (اے۔پی)

اسلام ایک ابدی صداقت ہے اور قرآن اس کا زندہ وپایندہ معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اسلام کو آخری شکل میں تمام انسانیت کے لئے بھیجا ہے اور خود اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، وہ عالمگیر بھی ہے اور دائمی بھی، زمان ومکان دونوں ہی اعتبار سے اس کی ہدایت اور خطاب کا دائرہ تمام انسانیت پر محیط ہے، اس طرح دین اسلام، کتاب اللہ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی حق اور سچائی کے تین ستون ہیں کہ جن کے بغیر قیامت تک کسی کو ہدایت کی روشنی نہیں مل سکتی۔

اگرچہ یہ وہ حقائق ہیں جو کسی خارجی دلیل اور انسانی اعتراف کے محتاج نہیں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ سچائی کی مثال آفتاب کی سی ہوتی ہے کہ خواہی نخواہی دل و زبان کو ان کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اسلام کا معاملہ بھی ایسا ہی قرنِ اول میں بھی اسلام کے بدترین دشمنوں تک نے قرآن اور حامل قرآن کی صداقت کا اعتراف کیا ہے۔ اور آج بھی اس کی روشنی ودرخشانی اپنوں کی طرح بیگانوں کو بھی اقرار و

اعتراف پر مجبور کر رہی ہے۔

لـــــ حقیقت یہ ہے کہ مذہب اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے بارے میں مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذہب کے لوگوں نے بھی جتنا اور جو کچھ لکھا ہے، بہت سے مذاہب پر خود ان کے ہم مذہب لوگوں نے بھی شاید اتنا نہ لکھا ہو اور اب جبکہ بین ملکی تعلقات کی قربت نے ذھنی فاصلے کم کر دیئے ہیں۔ اور کسی قدر معروضی مطالعہ کی طرف اہل علم و دانشور بڑھ رہے ہیں، امید کی جاتی ہے کہ غیر مسلم، مغربی اور مشرقی دانشوروں کو زیادہ بہتر طور پر اسلام کو سمجھنے اور پڑھنے کا موقع ملے گا، اور وہ اسلام کی بلندئ فکر، اس کی صداقت و اثر انگیزی اور قانونِ فطرت سے ہم آہنگی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوں گے۔

اللہ جزاء خیر دے جناب حسین خاں صاحب (ادیب فاضل) کو جو نیشنل ایوارڈ یافتہ ہیں اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں کہ انھوں نے اسلام، پیغمبر اسلامؐ اور قرآن مجید سے متعلق بیسیوں رسائل و اخبارات میں پھیلے ہوئے ان اقتباسات کو جمع کر دیا ہے، جو ان کی طرف سے اعتراف حقیقت پر مبنی ہے۔ ایسی منتشر چیزوں کو جمع کرنا اور طویل تحریروں میں سے مناسب حصہ کا انتخاب کرنا ایک دشوار کام ہوتا ہے۔ لیکن موصوف نے بڑی عرق ریزی اور حسن و خوبی سے اس کام کو انجام دیا ہے۔ انشاء اللہ یہ کتاب بڑی ہی مؤثر ہوگی اور غیر مسلموں میں بھی کام کے لئے اس کو ذریعہ بنایا جانا مناسب ہوگا۔ کیا بہتر ہو کہ انگریزی اور مقامی زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ ہو جائے۔ اس سے ایک نظر میں یہ سارا مواد ان زبانوں میں آجائے گا اور انگریزی اور دیگر زبانوں سے آشنا مسلمان بھی مستفید ہو سکیں گے۔ اور غیر مسلم حضرات بھی اس "اعتراف" کی راہ سے اس "حقیقت" کو پا سکیں گے جس کی "تلاش" میں ان میں سے اکثر سرگرداں ہیں وہ اس موقع پر محسوس کریں گے کہ یہ حقیقت ان سے دور نہیں، نزدیک ہے۔ اور خود ان کی فطرت کی آواز ہے۔ تاہم یہ بھی ایک واقعہ ہے۔

حفاظت جس سفینہ کی انہیں منظور ہوتی ہے .:. کنارے تک اسے خود لا کے طوفاں چھوڑ جاتے ہیں

خدا کرے یہ کتاب مقبول ہو اور اس کا نفع عام و تام ہو۔ و باللہ التوفیق۔

محمد رضوان القاسمی

(ناظم دار العلوم سبیل السّلام و خطیب مسجد عامرہ عابد روڈ حیدر آباد)

۱۵ ربیع الآخر ۱۴۱۵ھ
مطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۹۴ء
پنجشنبہ

Tele: Off: 868951/366
Res: 227045

Dr. YOUSUF SARMAST
PROFESSOR AND HEAD
DEPARTMENT OF URDU
Osmania University
Hyderabad 500 007

8 2-629/1/17
Road No. 12, Banjara. Hills
Hyderabad - 500 034 A. P.

حسین خاں صاحب نے "اعتراف حق" کے عنوان سے بڑا قابل قدر کام کیا ہے۔ انھوں نے قرآن شریف، اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے بارے میں دنیا بھر کے بڑے اور اہم اہل علم و اہل قلم حضرات نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے اور جن الفاظ میں ان کی عظمت اور اہمیت کا اعتراف کیا ہے ان کو زیر نظر کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ یہ بڑا دقت طلب کام تھا۔ یہ مواد بے حد منتشر حالت میں تھا۔ لیکن حسین خاں صاحب نے مختلف کتابوں سے اس مواد کو حاصل کر کے پیش کیا ہے۔ قرآن شریف، اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے بارے میں شاید ہی کوئی اہم شخصیت ہو جس کے اقوال انھوں نے اس کتاب میں شامل نہ کئے ہوں۔ ظاہر ہے کہ بڑی مدت تک انھوں نے اس موضوع پر کام کیا ہے اور ریزہ ریزہ کر کے مواد جمع کیا ہے۔ ان کا یہ کام لائق صد ستائش ہے۔ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ اس کے مواد کو ہندوستان ہی کی نہیں بلکہ دنیا کی ہر زبان میں ترجمہ کیا جائے تاکہ صحیح معنوں میں "اعتراف حق" ہو سکے۔

میں حسین خاں صاحب کو ان کی اس اہم کتاب کی اشاعت پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اس کتاب کا ترجمہ دنیا کی ہر زبان میں ہو جائے۔

یوسف سرمست

۱۹ر نومبر ۱۹۹۳ء

UNIVERSITY OF MADRAS University Buildings, Chepauk

جناب ڈاکٹر سید صفی اللہ صاحب صدر شعبۂ اردو

اعتراف حق جناب پی حسین خانصاحب کی کتابوں میں معرکہ آرا کتاب ہے۔ قرآن، اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کی تعریف و توصیف میں دنیا کے بڑے بڑے دانشور، مدبّر اور قائدین نے لب کشائی کی ہے۔ ان کے بیانات چیدہ چیدہ ملجاتے ہیں لیکن ضرورت پڑا نہیں حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ حسین صاحب نے ہماری یہ مشکل آسان کردی ہے۔ قرآن مجید، دین اسلام اور پیغمبر اسلامؐ سے متعلق جس کسی کا بھی قول یا بیان دیکھنا چاہیں کتاب کھولئے اور دیکھ لیجئے۔ تلاش کرنے کی زحمت کو فہرست اور آسان بنادیتی ہے۔ اس طرح یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک قاموس یا انسائیکلوپیڈیا سے کم نہیں ہے۔ اس پہلو سے ہٹ کر بھی اس کا ایک فائدہ ہے۔ قرآن مجید کلام پاک ہے، اسلام سچا دین ہے اور محمدؐ پیغمبر خدا ہیں۔ عام طور پر ہم مسلمان صرف اس بات پر ایمان لے آنے کو کافی سمجھ لیتے ہیں۔ لیکن ان غیر مسلم مدبّروں اور دانشوروں کے بیانات پڑھنے کے بعد ہمارا سر ندامت سے جھک جاتا ہے کہ قرآن کی روح، اسلام کے پیغام اور پیغمبر اسلامؐ کی بعثت کا مقصد ہم سے زیادہ اور بہتر طور پر وہ جانتے ہیں۔ ان کی نظر ان کی اصل روح تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ بات خاص طور پر نوٹ کرنے کی ہے!

حسین خاں صاحب کی یہ کتاب ہر مسلمان کے لئے بڑی کارآمد ثابت ہوگی اسے دوسری ہندوستانی زبانوں میں بھی شائع ہونا چاہئے۔ موصوف کی اور کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی وقت کی ایک اہم ضرورت کی تکمیل کی طرف احسن اقدام ہے۔ امید ہے کہ امت مسلمہ اسے ہاتھوں ہاتھ لے گی۔

صفی اللہ

۱۱ر جنوری ۹۴ء

Sulaiman Ather Jaweed
M.A , Ph.D.,
Professor of Urdu
S.V. UNIVERSITY
TIRUPATI-517 502 (A.P.)
Dated : 24-7-1994

ہمارے لئے یہ فخر و اعزاز کیا کم ہے کہ رب لم یزل نے قرآن حکیم میں ہمارے اور آپ کے آقا اور اپنے محبوب پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف فرمائی ہے ـــــ اور پھر دنیا کا کوئی دانشور، فلسفی، مفکر اور حکیم نہیں ہے جس نے فخر رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس اور اُن کے کارناموں کو نہیں سراہا ہو۔ مولانا جامیؒ نے تو وہ کہہ دیا کہ اس سے فزوں اور کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ع بعد از خدا بزرگ تو، ای قصہ مختصر

نہ جانے ہر لمحہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالی مقام میں کتنے درود و سلام بھیجے جاتے ہیں۔ کتنے شاعروں نے نعتِ شریف لکھنے کی سعادت حاصل کی اور کتنے نثاروں نے گُل ہائے عقیدت پیش کرنے کا شرف پایا۔

غیر مسلموں میں بھی کوئی صاحبِ عقل و فہم ایسا نہیں جس نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ کا اعتراف نہ کیا ہو۔ ان کی شخصیت کی بزرگی اور برگزیدگی کے آگے اپنا سرِ تسلیم خم نہ کیا ہو۔ دنیا میں جب بھی نامور شخصیات کے تذکرے لکھے گئے ہیں ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسمِ گرامی سب سے پہلا ہے۔ آئے دن لوگ سردارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کا اعتراف کرتے ہیں کہیں کتابوں میں، کہیں مضامین میں، کہیں تقاریر میں ـــــ ایسے خیالات و افکار شائع بھی ہو چکے ہیں لیکن جناب پی۔ محمد حسین خاں صاحب نے ان سارے خیالات و افکار کو نہایت محنت اور لگن کے ساتھ غیر معمولی وسیع مطالعہ کے بعد یکجا کیا ہے۔ ان کی محنت کا احساس کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اس نوعیت کے کام کرتے آئے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت، کتنی ہمہ گیر، کیسی گہری، کیسی اعلیٰ مرتبت اور کس قدر امتیازی ہے۔ یہ اقوال و خیالات صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گلہائے عقیدت کی حیثیت ہی نہیں رکھتے بلکہ ہر قاری کے لئے اپنی شخصیت کی تکمیل اور کردار کی تشکیل میں رہنمائی بھی کرتے ہیں مبارک

ہیں وہ ہستیاں جنھوں نے اعترافِ حق کیا۔

کوئی شبہ نہیں اگر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو رہنما بنا لیا جائے تو آج کے کئی مسائل حل ہو جائیں، دنیا کا منظر ہی بدل جائے۔

پی۔ محمد حسین خاں صاحب نے اور جو بھی لکھا ہو اور آگے چل کر وہ اور جو بھی لکھیں لیکن اُن کی بخشائش کے لئے یہی تالیف کافی ہے اور پڑھنے والوں کے لئے یہ کارِ ثواب سے کم نہیں۔

پی۔ محمد حسین خاں صاحب نے قرآنِ مجید اور اسلام کے بارے میں بھی اقوال و آرا کو یکجا کر کے اس کتاب کے تقدس کو دوچند کر دیا ہے۔

میں پی۔ محمد حسین خاں صاحب کو تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن شریف کے احکام، اسلامی تعلیمات اور پیغمبرِ اسلام کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں زندگی گزارنے کی توفیق دے۔ آمین!

احقر سلیمان اطہر جاوید

Dr. S. Masood Siraj
M.A.Ph.D.,
Chairman
Department of Post Graduate Studies & Research
... University of Mysore, Mysore-570006
Offi. 22525/34
Resi. 27687.

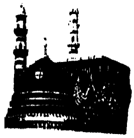
Date...4/4/94.

Ref.

"اعتراف حق" حسین خاں صاحب کی ایک گرامی قدر تالیف ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں انھوں نے غیر مسلم دانشوروں کے ان تمام اقوال کو۔ جو قرآن مجید، اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق ہیں اور مختلف رسائل اور کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں نہایت محنت، خلوص اور خوش اسلوبی سے یکجا کر دیا ہے۔

اس کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ غیر مسلموں کے دلوں میں قرآن مجید، اسلام اور پیغمبر اسلام کی کس قدر قدر و منزلت ہے۔ یہ کتاب ایک قابل تحسین کارنامہ ہے مجھے یقین ہے کہ اسکی تمام حلقوں میں پذیرائی ہوگی۔ خدا کرے کہ اس کتاب کا دوسری زبانوں میں بھی جلد ترجمہ ہو تا کہ اعتراف حق کا اعتراف اور حق پر ادا ہو سکے۔

مسعود سراج



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

HOLY QURAN قرآن مجید

؎ گر تو می خواہی مسلماں زیستن ⁖ نیست ممکن جز بقرآں زیستن

GANDHI JI گاندھی جی

A famous Indian leader

نے ایک اخباری بیان میں کہا تھا کہ "میں نے ایک بے غرض طالب علم کی طرح پیغمبر اسلام (صلعم) کی زندگی اور قرآن کا مطالعہ کیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قرآن کی تعلیمات کے اصلی اجزاء عدم تشدد کے موافق ہیں[له]۔"

JOHN AUSTIN جان آسٹن

محمدؐ دی پرافٹ آف اللہ

یہ کتاب (قرآن مجید) دنیا کی کتابوں میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ ہو سکتا ہے کہ عیسائیوں کی بائیبل عالمی سطح پر سب سے زیادہ بکنے والی کتاب ہو، لیکن پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دس کروڑ پیرو ہوش سنبھالنے کے بعد ہی سے اس کو پڑھنے لگتے ہیں۔ دن میں

له ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل۔ کراچی۔ جلد ۷، شمارہ ۱۵، ص۶ ستمبر ۱۹۸۸ء

پانچ مرتبہ اس قرآن کی آیتیں صلوٰۃ میں دُوہرائی جاتی ہیں[1]

چارلس فرانسس پاٹر
CHARLES F. POTTER

اچھا اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ قرآن حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اپنی لکھی ہوئی کتاب تھی اور دوسرے بھی ایسا لکھ سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ تو وہ اس کی دس آیتیں ہی لکھ لائیں۔ اگر نہیں تو (ظاہر ہے کہ وہ نہیں لکھ سکتے) انھیں مان لینا چاہیئے کہ قرآن ایک نمایاں باثبوت معجزہ ہے[2]

ایچ۔ اے۔ آر۔ گب۔
H. R. GIBBS

"چونکہ قرآن میں تحریف کرنے یا کسی پاک دھوکے کی بھی گنجائش نہیں ہے، اس لئے اس کا یہ اعجاز زمانۂ قدیم کی دوسری تمام مذہبی کتابوں سے اسے ممتاز کرتا ہے۔ یہ بہت ہی عجیب بات ہے کہ اس اُمّی نے اپنے زبان کی سب سے بہتر کتاب تصنیف کی[3]۔

نپولین بوناپارٹ
NEPOLIAN BONNAPART
French freedom fighter

مجھے امید ہے کہ وہ دن دور نہیں ہے جب میں دنیا کے تمام ممالک کے تعلیم یافتہ اور دانش مند افراد کو متحد کرنے کے قابل ہو سکوں گا اور ایک مشترک و یکساں نظام حکومت قائم کروں جس کی بنیاد قرآن کے اصولوں پر ہوگی، جو حق ہیں، صداقت پر مبنی ہیں اور جو انسان کو مسرت سے

---

[1] کیسلس ویکلی، ۲۴ ستمبر ۱۹۲۷ء — EASSEL'S WEEKLY, 24.SEP.1927

[2] دی فیتھ مین لیو، بائی کنگس وڈ سرے، ۸۱ ۱۹۵۵ء — THE FITHS MEN LIVE BY KINGS WOOD SURREY .1955.(P.81)

[3] "محمڈینزم" لندن۔ ص ۳۳ ۱۹۵۳ء — MOHAMMEDENISM, LONDON. 1953.(P.33)

ہمکنار کر سکتے ہیں[1]۔

مزید لکھتا ہے:

قرآن بلاشبہ آسمانی کتاب ہے میری خواہش ہے کہ دنیا پر قرآن پاک کے اصول و آئین کے مطابق حکومت کی جائے، کیونکہ صرف اسی میں بنی نوع انسان کی حقیقی فلاح اور بہبود کی مضمر ہے[2]۔

سر ولیم میور SIR VILLIUM MUIR

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے ربع صدی بعد ہی ایسے مناقشات اور فرقہ بندیاں ہو گئیں جس کے نتیجہ میں عثمانؓ قتل کر دیے گئے، اور یہ اختلافات آج بھی باقی ہیں۔ مگر ان سب فرقوں کا قرآن ایک ہی ہے۔ ہر زمانے میں یکساں طور پر سب فرقوں کا ایک ہی قرآن پڑھنا، اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ آج ہمارے سامنے وہی مصحف ہے جو اس بدقسمت خلیفہ (عثمانؓ) کے حکم سے تیار کیا گیا تھا۔ شاید پوری دنیا میں کوئی دوسری ایسی کتاب نہیں ہے جس کی عبادت بارہ (اب پندرہ) صدیوں تک اس طرح بغیر تبدیلی کے باقی ہو[3]۔

موسیو کاسٹن کار MOSIO CASTIN CAR

"زمین سے اگر حکومت قرآن جاتی رہے تو دنیا کا امن و امان کبھی قائم نہ رہ سکے گا[4]۔

---

[1] آج کے چند اسلامی مسائل ص۶۱

[2] ماہنامہ دین دنیا۔ دھلی۔ ص۳۶ جنوری ۱۹۷۰ء

[3] عظمت قرآن، بحوالہ "لائف آف محمد" ص۱۹۱۲ء

[4] مخزن اخلاق۔ بحوالہ اخبار "شاگرد"

اے۔ جے۔ آر۔ بیری

A. J. ARBERRY
An English writer

یہ انگریز مصنف قرآن شریف کے ترجمے کے ابتدائیہ میں لکھتا ہے۔ "جب بھی میں قرآن کو (قرأت کے ساتھ) پڑھتا ہوں یا سنتا ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں سُرور میں ڈوبی ہوئی موسیقی میں بہا جا رہا ہوں۔ اس کے زیروبم ساز کے اُتار چڑھاؤ کی ایک ایسی کیفیت پیدا کرتا ہے جیسے میرا دل دھڑک رہا ہو۔[1]

ڈاکٹر گبن

DR. GIBBON
Famous historian

ایک نامور مورخ لکھتا ہے۔ "قرآن وحدانیت کا سب سے بڑا گواہ ہے۔ ایک موحّد فلسفی اگر مذہب قبول کر سکتا ہے تو وہ اسلام ہی ہے۔ غرض سارے جہان میں قرآن کی نظیر نہیں مل سکتی ہے۔[2]

یہی مورخ اپنی مشہور تصنیف "سلطنت روما کا انحطاط اور زوال" کی جلد ۵، باب ۵۰ میں لکھتے ہیں۔

قرآن کی نسبت بحر اطلانتک سے لے کر دریائے گنگا تک نے مان لیا ہے کہ

---

[1] اسلامی مسائل ص ۴۴

یہ پارلمنٹ کی روح ہے، قانون اساسی ہے اور صرف اصول مذہب ہی کے لئے نہیں، بلکہ احکام و تعزیرات کے لئے اور ان قوانین کے لئے بھی ہے جن پر نظام کا مدار ہے۔ جن سے نوع انسانی کی زندگی وابستہ ہے جن کو حیات انسانی کی ترتیب و تنسیق (یعنی انتظامی معاملات سے قرآن کریم کی تعلیمات کا گہرا تعلق ہے) سے گہرا تعلق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شریعت سب پر حاوی ہے۔ وہ اپنے تمام احکام میں بڑے بڑے شہنشاہ سے لے کر چھوٹے فقیر و گداگر تک کے لئے مسائل مبانی (یعنی فقیر و امیر ہر قسم کے لوگوں کے لئے قرآن کریم میں رہنمائی کے مکمل اصول پائے جاتے ہیں) رکھتی ہے۔ یہ وہ شریعت ہے اور ایسے دانشمندانہ اصول اور اس قسم کے عظیم الشان قانونی انداز پر مرتّب ہوئی ہے کہ سارے جہان میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی[1]

ایک اور جگہ فرماتے ہیں :

تثلیث (یعنی تین خدا ماننے کا عقیدہ) اور خدا کے مجسم ہونے کے رموز و اسرار وحدۃ الوجود کے عقیدے اور اصول کی نفی اور تکذیب کرتے ہیں۔ ان رموز و اسرار سے صاف ظاہر ہے کہ وہ تین ہم رتبہ خداؤں کی تعلیم دیتے ہیں اور حضرت مسیحؑ کو جو ایک انسان ہیں۔ خدا کا بیٹا ظاہر کرتے ہیں۔ قدیم زمانے کی تفسیر صرف ان پختہ عقیدے کے عیسائی کو مطمئن کر سکتی ہے، لیکن حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایمان و عقیدہ ہر قسم کی پیچیدگی اور ایہام وغیرہ سے بالکل پاک و صاف ہے اور قرآن مجید خدا کی وحدانیت کی ایک زبردست شہادت ہے[2]۔

---

[1] سلطنت روما کا انحطاط اور زوال۔

[2] اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں صفحہ ۲۰-۱۹

ریورنڈ۔ باسورتھ اسمتھ REV. BOSWORTH SMITH

اپنی کتاب "محمدؐ اور محمڈینزم" میں قرآن کے اسلوب وبیان کی پاکیزگی اور صداقت ودانش کا ایک کرشمہ قرار دیتا ہے[1]۔

جارج سیل GEORGE SELL

نہایت ہی متعصّب مترجم لکھتا ہے کہ: "قرآن بلاشبہ عربی زبان کی سب سے بہترین اور مستند کتاب ہے کسی انسان کا علم ایسی معجزانہ کتاب نہیں لکھ سکتا اور یہ مُردوں کو زندہ کرنے سے بڑھا ہوا معجزہ ہے۔ ایک اُمّی ناخواندہ محض کس طرح ایسی بے عیب اور لاثانی طرزِ عبارت تحریر کرسکتا ہے[2]؟

کونٹ ہنری دی کاسٹری COUNT H. D. CASTERY

اپنی کتاب "الاسلام" میں لکھتا ہے۔ قرآن کو دیکھ کر عقل حیرت زدہ ہے کہ اس کا بے عیب ولاثانی کلام اس شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہوا جو محض اُمّی تھا[3]۔

تمام مشرق نے اقرار کیا ہے کہ یہ وہ کلام ہے کہ نوعِ انسانی لفظاً ومعناً ہر لحاظ سے اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ یہ وہی کلام ہے جس کی بلند انشا پردازی نے حضرت عمر ابن خطّابؓ کو مطمئن کردیا، ان کو خدا کا معترف ہونا پڑا، یہ وہی کلام ہے کہ

---

[1] محمدؐ اور محمڈینزم۔ (MOHAMMAD & MOHAMMEDANISM)

[2] مخزن اخلاق۔ ص۵۸-۴۵۷۔

[3] مخزن اخلاق۔ ص۵۱-۴۵۰۔ بحوالہ "الاسلام"

جب حضرت یحییٰ (علیہ السلام) کی ولادت کے متعلق اس کے جملے (حضرت) جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بخاشی بادشاہ کے سامنے پڑھے ہیں تو اس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے اور لبشپ چلا اٹھا کہ یہ کلام اسی سرچشمہ سے نکلا ہے جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام نکلا تھا۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن کو اپنی رسالت کی دلیل کے طور پر لائے۔ اور وہ اس وقت سے تا ایں دم ایک ایسا مہتم بالشان راز چلا آتا ہے جس کے طلسم کو توڑنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔[1]

ڈاکٹر لیورا ویسیا واگلیری

DR. LURAVAECIEA VAGLIERI

قرآن میں ہم کو علم اور دور بینی کے ایسے جواہر اور خزانے ملتے ہیں جو ہمارے ذہین دانشوروں، متبحر فلسفیوں اور مدبر سیاستدانوں کے فرمودات و افکارات سے کہیں بہتر و برتر ہیں۔ یہ کتاب تنہا آدمی کی دماغی کاوش کا نتیجہ کیسے ہو سکتی ہے؟ وہ بھی ایسے آدمی کی جس کی زندگی علم و تعلیم کی درسگاہوں سے دور، غیر مذہبی قسم کے تجارتی حلقوں میں گزری ہو۔ اس کا مرتب ہمیشہ بہ اصرار یہی کہتا رہا کہ وہ عام انسانوں کی طرح ایک معمولی انسان ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ایسا معجزانی کارنامہ انجام نہیں دے سکتا تھا۔ چنانچہ یہ ماننا پڑیگا کہ بجز اللہ کے دوسرا اور کوئی نہیں ہو سکتا جو زمین و آسمان کا تمام و کمال علم رکھتے ہوئے، قرآن کی تخلیق کر سکتا ہو۔[2]

---

[1] کتاب "الاسلام" سے۔ جس کا ترجمہ مصر کے مشہور مصنف احمد فتحی بک زاغلول نے ۱۸۹۸ء میں شائع کیا تھا۔

[2] پروفیسر نیپلس یونیورسٹی۔ (PROF : NAPLUS UNIVERSITY)

گوئٹے

GOETHE Greatest poet of German

جرمن کا ایک عظیم شاعر گوئٹے خود اس بات کا اعتراف کرتا ہے قرآن مجید کے مطالعے نے میری ادبی صلاحیتوں کو ابھارا اور انھیں صلاحیتوں کی بدولت "فاؤسٹ" جیسے غیر فانی ڈرامہ لکھنے پر مجھے مجبور کیا ہے

قرآنی تعلیمات سے متعلق اسی مفکر نے ایک دوسرے مفکر ایکرمن سے کہا تھا۔

" قرآن کی تعلیم ایسی مکمّل تعلیم ہے جسے کبھی ناکامی کا منہ دیکھنا نہیں پڑا۔ اپنے تمام نظامہائے تعلیم سمیت اگر ہم کوشش کریں تو اس تعلیم سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اور اگر بغور دیکھا جائے تو اس تعلیم سے تجاوز کرنے کی طاقت دنیا کے کسی شخص میں نہیں ہے[۱]"

یہی شاعر مزید لکھتا ہے؛

"یہ کتاب ہر دور میں انسانی ذہنوں پر اپنا بے پناہ اثر چھوڑتی رہیگی[۲]"

اور "یہ کتاب ایک طاقتور اور محرّک عمل کی صورت میں اپنے سکّے کا چلن ہر دور میں جاری رکھے گی[۳]"

ریورینڈ جی۔ ایم۔ ایڈویل

REV. G. M. EDWELL

ایک مشہور متعصّب پادری لکھتا ہے۔ "قرآن کریم کی تعلیم نے بُت پرستی کو مٹایا۔ جنّات اور مادّیت کا شرک مٹایا۔ اللہ کی عبادت قائم کی۔ بچّوں کے قتل کی رسم نیست و نابود کی۔ اُمّ الخبائث (شراب) کو حرام مُطلق ٹھہرایا۔ چوری،

---

[۱] ماہنامہ دین و دنیا۔ دھلی۔ ص ۳۱۔ جنوری ۱۹۷۰ء

[۲] پروفیسر کے۔ ایس۔ راما کرشنا راؤ۔ (PROF : K. S. RAMAKRISNA RAO)

[۳] اسلامی مسائل ص ۴۸؛

جوا، زنا کاری، اور قتل وغیرہ کی ایسی سخت سزائیں مقرر کیں کہ کوئی شخص ارتکاب جرم کی جرأت ہی نہ کر سکے[1]"

ریورینڈ آر میکسویل کنگ

REV. AR. KING
A grate research scholar

(ایک جلیل القدر محقق کے احساسات) اسلام کی آسمانی کتاب قرآن ہے۔ جو حضرت محمد (صلعم) کے زمانۂ نبوت کے الہامات کا مجموعہ ہے۔ اس میں نہ صرف مذہب اسلام کے اصول و قوانین مندرج ہیں، بلکہ اخلاقی تعلیم روزمرہ کے کاروبار کے متعلق ہدایات اور قوانین بھی ہیں۔ اسی کتاب کی بنا پر مسلمانوں کو عیسائیوں پر فوقیت حاصل ہے۔ اسلام کی مذہبی تعلیم اور قانون علیحدہ چیزیں نہیں ہیں۔ قرآن نے یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہب پر بھی پوری پوری روشنی ڈالی ہے۔ مذہب اسلام کی بنا جمہوریت پر ہے اسلام بنی نوع انسان کو برابر سمجھتا ہے۔ اسلام کی جمہوری تعلیم میں ایک حصّہ عورتوں کے متعلق ہے۔ قرآن میں جہاں بھی عورتوں کا ذکر آیا ہے تعظیمی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ماں کی تعظیم اور بیوی کے ساتھ محبّت پر پورا زور دیا گیا ہے۔ پیروان اسلام کا حُسن اخلاق بھی قابلِ تعریف ہے، ان کا طرزِ عمل خدا کے احکام کے تابع ہے اپنے تمام امور خدا کے سپرد کر دینا مسلمانوں کی مذہبی زندگی کی ایک شرط ہے۔ جو مذہب رضاء الٰہی پر راضی رہنے کی ایسی عمدہ تعلیم دے اُس کے پیرو یقیناً صداقت پسند، انصاف دوست اور عہد کے پکّے ہونگے۔ یہ سب کچھ قرآن سے ثابت ہے[2]۔

---

[1] مخزن اخلاق ص ۴۵۸ ۔

[2] ماہنامہ دین ودنیا۔ دھلی۔ ص ۳۲ ۱۹۷۰ء اور مخزن اخلاق

موسیو میڈیو

MOSIO MEDIO
A famous writer of France

ایک فرانسیسی فاضل لکھتا ہے "اسلام کو جو لوگ وحشیانہ مذہب کہتے ہیں۔ انھوں نے قرآن کی تعلیم کو نہیں دیکھا۔ جس کے اثر سے عربوں جیسی غیر مہذب اور جاہل ترین قوم کی معیوب عادات کی کایا پلٹ گئی[1]۔

موسیو اوجین کلاخل

MOSIO OJEAN CLOKHEL

قرآن مذہبی قواعد اور احکام ہی کا مجموعہ نہیں ہے۔ بلکہ اس میں اجتماعی اور سوشیل احکام بھی ہیں جو انسانی زندگی کے لئے ہر حالت میں مفید ہیں[2]۔

پروفیسر کارلائل

PROF. THOMES CARLYLE

لکھتا ہے۔ "میرے نزدیک قرآن میں خلوص اور سچائی کا وصف ہر پہلو سے موجود ہے۔ اور یہ بالکل صحیح اور کھلی حقیقت ہے کہ اگر خوبی پیدا ہو سکتی ہے تو اسی سے ہو سکتی ہے[3]۔

عرب کا ایک مشہور شاعر

A. FAMOUS ARAB POET

ایک جماعت کفار سے اس کا تعلق تھا۔ شہر کے شور و شر، متعفّن آب و ہوا

---

[1] مخزن اخلاق۔ صـ۴۵۹ـ۔

[2] مخزن اخلاق صـ۴۵ـ بحوالہ ایک نامور فرانسیسی فاضل

[3] مخزن اخلاق صـ۴۵۸ـ۔

اور عام لوگوں کی ناخوشگوار صحبت سے بچنے کے لئے پہاڑ کے ایک غار میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گیا تھا۔ کیونکہ یہ باتیں اُس کے دل و دماغ پر بُرا اثر ڈالتی اور یکسوئی میں خلل انداز ہوتی تھیں۔ اس کے بہت سے شاگرد تھے جو اپنا اپنا کلام بغرض اصلاح اس غار کے اندر ڈال آتے اور دوسرے روز وقت مقرّرہ پر غار کے باہر سے اٹھا لاتے۔

ایک روز ایک شاگرد نے قرآن شریف کی اس آیت کو اپنا کلام ظاہر کر کے اس کا چوتھا مصرع بنانے کی درخواست کی۔

"انا اعطینٰک الکوثر فصل لربّک و نحر۔ انّا شانئک ھُوالابتر۔ دوسرے روز جب وہ اپنا پرچہ واپس لایا تو اس میں چوتھے مصرع کی جگہ یہ درج تھا لیس ھذا قول البشر۔ یعنی یہ انسان کا کلام نہیں ہے[1]۔

ایکس لیور زون

X LEVER ZONE
A french philosopher

ایک فرانسیسی فاضل لکھتا ہے کہ قرآن ایک روشن اور پُر حکمت کتاب ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ ایسے شخص پر نازل ہوا جو سچّا نبی تھا اور خدا نے اس کو بھیجا تھا[2]۔

مسٹر مارماڈیوک پکھتال

MR. M. PUKHTAL

ایک نو مسلم لکھتے ہیں کہ: قرآن ہی کے قوانین حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے طور پر بتاتے ہیں۔ اور اس کو یہودیوں اور عیسائیوں نے بھی مان لیا ہے۔

مزید اپنے قرآن کے ترجمے کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں: قرآن مجید ایک ایسا ناقابل تقلید کار نامہ ہے جس کی بے مثال سُروں سے نالے میں رکھنے والی نغمگی آدمی کو وجد کرنے اور آنسو بہانے پر مائل کر دیتی ہے[3]۔

---

[1] مخزن اخلاق ص ۴۵۸ ، [2] مخزن اخلاق ص ۴۵۹ ، [3] اسلامی مسائل ص ۶۳ ،

DR. MAURICE BUCAILLE

A scholar in theology and science,

ڈاکٹر ماریس بکیلی

ایک فرانسیسی مصنّف اپنی کتاب "بائبل، قرآن پاک اور سائنس" میں قرآن پاک کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔

اسلام اور مسیحی الہامی کتابوں میں ایک اور بنیادی اختلاف کی یہ حقیقت ہے کہ عیسائیت کے پاس کوئی ایسا متن نہیں ہے جو مُنزّل مِن اللہ ہو اور تحریر میں لے آیا گیا ہو۔ اسلام میں قرآن پاک ان دونوں شرائط کو پورا کرتا ہے۔ قرآن پاک وحی الٰہی ہے جو جناب (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرئیلؑ کے ذریعے نازل ہوئی اور جس کو فوراً نہ صرف معرض تحریر میں لے آیا گیا، بلکہ حفظ کر لیا گیا اور نمازوں میں بالخصوص ماہ رمضان میں پڑھا جاتے لگا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کی سورتوں کو ترتیب دیا اور قرآن پاک کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد کتابی شکل میں حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت (۲۴ھ تا ۳۵ھ) میں جمع کر لیا گیا صرف یہی وہ متن ہے جس سے آج ہم واقف ہیں۔ اس کے برخلاف مسیحی الہامات بے شمار اور بالواسطہ انسانی بیانات پر مبنی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ برخلاف اس کے جیسا کہ عیسائی گمان رکھتے ہیں ہمارے پاس حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کی کوئی چشم دید شہادت نہیں ہے۔ یہ اس سوال کا جواب ہے کہ کہاں تک مسیحی اور اسلامی کتابیں قابل اعتبار ہیں[1]۔

یہی مصنف مزید تحریر کرتا ہے:

میں نے سب سے پہلے بلا کسی مقصد کے اور بلا کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت قرآن پاک کا مطالعہ کیا۔ میرا علم سطحی تھا اور میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کس حد تک قرآن پاک اور علوم حاضرہ میں مطابقت ہے۔ مجھے قرآن پاک کے تراجم

---

[1] قرآن کریم ایک مسیحی کی نظر میں صلا تا ۔ صدیقی ٹرسٹ کراچی ۵

سے یہ علم ہوا تھا کہ قرآن پاک میں جگہ جگہ ہر نوعیت کے مظاہر قدرت سے متعلق تلمیحات ملتی ہیں، لیکن میں نے جب عربی متن کا گہری نگاہ سے مطالعہ کیا تو میں نے ایک فہرست تیار کی جس کی تکمیل کے بعد مجھے اس شہادت کا اقرار کرنا پڑا جو میرے سامنے موجود تھی۔ یعنی قرآن پاک میں ایک بیان بھی ایسا نہیں نکلا جس پر علوم حاضرہ کے کسی بھی زاویے سے حرف گیری کی جا سکے۔[1]

مزید لکھتا ہے!

علم سائنس کے بارے میں قرآن کے بیانات حیرت انگیز طور پر جدید تحقیقات کے مطابق ہیں۔ قرآن اگرچہ دور سائنس سے بہت پہلے پیش کیا گیا، مگر بعد کے زمانے میں ظاہر ہونے والی علمی حقیقتوں کا اس میں بالکل صحیح بیان موجود ہونا یہ ثابت کرتا ہے کہ قرآن ایک برتر ذہن کی تخلیق ہے۔ وہ انسانی ذہن کی تصنیف نہیں۔[2]

اسی مصنّف نے اپنی عظیم الشّان تاریخی و تحقیقی کتاب (THE BIBLE . THE QURAN AND SCIENCE) کو اس پیراگراف پر ختم کیا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں علم کا جو سطح تھی اُس کو دیکھتے ہوئے یہ بات بالکل ناقابل قیاس ہے کہ قرآن کے بہت سے بیانات جو سائنس سے تعلق رکھتے ہیں وہ کسی آدمی کے لکھے ہوئے ہوں یہ بات پوری طرح معقول ہے کہ قرآن کو نہ صرف خدائی الہام کا ظہور سمجھا جائے بلکہ مزید اس کو ایک بہت امتیازی درجہ دیا جائے۔ قرآن اپنے مستند ہونے کی جو

---

[1] قرآن کریم ایک مسیحی کی نظر میں ص ۱۲-۱۳ صدیقی ٹرسٹ کراچی

[2] الرسالہ۔ جون ۱۹۹۰ء صفحہ ۲۳ بحوالہ THE BIBL. THE QURAN AND SCIENCE

ضمانت دیتا ہے اُس کے اندر جو سائنسی بیانات ہیں جب اُن کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو وہ قرآن کو انسانی کتاب قرار دینے کے خلاف ایک چیلنج معلوم ہوتے ہیں[۱]۔

یہی مصنّف اپنی دوسری کتاب "انسان کی پیدائش اور رحم مادر" میں لکھتے ہیں کہ انسان کی پیدائش کے بارے میں قرآن میں جو بیانات ہیں، وہ جدید تحقیقات کے عین مطابق ہیں، جب کہ ان تحقیقات کے نتائج صرف بیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں انسان کو معلوم ہو سکے ہیں۔ WHAT IS THE ORIGIN OF MAN ?

PUBLISHED BY SEGHERS . 6PLACE SAINT-SULPIECE -75006 PARIS

اپنی دوسری کتاب میں یہی مصنّف رقم طراز ہے کہ، مجھے فرانس میں بتایا گیا تھا کہ قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کتاب ہے انھوں نے اسکو بائیبل سے کچھ گھٹا کر یا بڑھا کر تیار کر لیا ہے۔ اپنے اس ذہن کی بنا پر قدرتی طور پر یہ سمجھا تھا کہ بائیبل کے اندر جو علمی غلطیاں (SCIENTIFIC ERRORS) ہیں وہ لازماً قرآن کے اندر بھی ہونی چاہئیں (۱۵۷) مزید یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے الہام کا زمانہ ۶۱۰ء سے ۶۳۲ء تک ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب کہ مشرق و مغرب میں ہر طرف علمی تاریک خیالی (SCIENTIFIC OBSCURANTISM) کا ذہن چھایا ہوا تھا۔ اس لحاظ سے یہ بھی ہونا چاہیے کہ اس تاریک علمی دور کے اثرات ان کی کتاب میں پائے جا رہے ہوں۔

مگر بعض تجربات کے دوران انھیں معلوم ہوا کہ قرآن کے بیانات اور بائیبل کے بیانات میں اگرچہ کئی باتیں مشترک ہیں، مگر قرآن حیرت انگیز طور پر اس قسم کی باتوں کا ذکر کرتے ہوئے ان علمی غلطیوں کو حذف کر دیتا ہے جو موجودہ بائیبل میں پائی جاتی ہیں۔ اب ان کا تجسّس بڑھا۔ یہاں تک کہ قرآن کو براہ راست اس کی اپنی

---

[۱] انقلاب توحید۔ صفحہ ۳۶،

زبان میں سمجھنے کے لئے انھوں نے پچاس سال کی عمر میں عربی سیکھنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد جب انھوں نے قرآن کو براہ راست پڑھا تو انھوں نے حیرت انگیز طور پر پایا کہ بائبل ایک طرف غلطیوں سے بھری ہوئی ہے، مگر دوسری طرف قرآن کا حال یہ ہے کہ وہ علمی غلطیوں سے یکسر خالی ہے۔

اگر قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کتاب ہو اور انھوں نے اس کو بائبل اور وقت کی معلومات کی مدد سے مرتب کیا ہو تو کیا وجہ ہے کہ قرآن میں وہ تمام غلطیاں حذف ہیں جو بائبل میں یا محمد (صلی اللہ وسلم) کے زمانے میں پائی جا رہی تھیں۔ مثلاً بائبل میں انسان کے ظہور کی جو تاریخ دی گئی ہے اس کے لحاظ سے ۱۹۸۱ء کے حساب کے مطابق، زمین پر انسان کا ظہور پہلی بار ۵۷۴۲ سال پہلے ہوا۔ مگر اس قسم کی بے معنی غلطیاں قرآن میں بالکل نہیں پائی جاتیں۔ (صفحہ ۱۵)

بائبل میں کثرت سے انسانی غلطیاں ہیں۔ وہ اتنی واضح ہیں کہ ان کا انکار ممکن نہیں۔ جین گوٹن (JEAN GUITTON) نے اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بائبل کی علمی غلطیاں انسانی غلطیاں ہیں۔ کیونکہ اس وقت انسان ایک بچہ کی مانند تھا۔ اور اس بنا پر وہ علمی حقائق سے بے خبر تھا۔

THE SCIENTIFIC ERRORS IN THE BIBLE ARE THE ERRORS OF MANKIND. FOR LONGAGO MAN WAS LIKE A CHILD . ASYETIGNORANT OF SCIENCE (P.152)

ایسی حالت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے کیسے ممکن ہوا کہ وہ قرآن کو مرتب کرتے ہوئے بائبل کی یا اپنے زمانے کی غلطیوں کو قرآن سے حذف کر دیں۔ وہ ایسی کتاب تیار کریں جس میں استثنائی طور پر کوئی بھی علمی غلطی موجود نہ ہو (۱۶۰) مصنف یہ کہتے

ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ قرآن محمدؐ کی کتاب نہیں وہ ایک ماورائے انسانی ذہن کی تخلیق ہے۔ علم کی تاریخ ہم کو اس نتیجہ تک پہنچاتی ہے کہ قرآن میں اس قسم کی آیتوں کی موجودگی کی کوئی انسانی توجیہہ ممکن نہیں[1]۔

ڈاکٹر موصوف فرماتے ہیں!

قرآن کیا ہے اس کی اگر کوئی تعریف ہوسکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ اس کی فصاحت و بلاغت ہر طرح کے نقص سے مُبرّا ہے۔ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے جو کتابیں تیار کی ہیں ان سب میں قرآن بہتر کتاب ہے۔ اس کی تعلیمات انسان کی خیر و فلاح کے لئے فلسفۂ یونان کی تعلیمات سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں[2]۔

اپنے ایک مقالہ میں کہ اس میں آسمان و زمین پیدا کرنے والے کی حمد و ثنا بھری ہے۔ خدا کی عظمت سے اس کا حرف حرف پُر ہے، جس نے کہ یہ چیزیں بنائی ہیں اور ہر ایک چیز کی اس کی استعداد کے مطابق رہنمائی کی ہے۔ قرآن علماء کے لئے ایک علمی کتاب ہے۔ شائقین لغت کے لئے ایک ذخیرۂ لغات، شعراء کے لئے عروض کا مجموعہ اور قوانین و شرائع کی ایک عام انسائیکلوپیڈیا ہے تمام آسمانی کتابوں میں سے جو حضرت داؤدؑ کے زمانے سے جان تالموس کے عہد تک نازل ہوئیں کسی ایک نے اس

---

[1] الرسالہ۔ جون ۱۹۹۰ء صفحہ ۲۳ تا ۲۵۔

[2] از اخبار وحدت۔ ۲ فروری ۱۹۲۵ء نمبر ۲۱ جلد ۲۔

کی ایک ادنیٰ سورہ کا بھی مقابلہ نہ کیا۔ یہی سبب ہے کہ مسلمانوں کے اندر اعلیٰ طبقے کے لوگوں میں جس قدر علم بڑھتا جاتا ہے اور حقائق پر عبور ہوتا ہے اسی قدر قرآن کے ساتھ بھی ان کا تعلق بڑھتا جاتا ہے۔ اس کی تعظیم میں زیادتی ہوتی ہے۔ اسکے عجائبات کے ساتھ ان کی دلچسپی ترقی کرتی جاتی ہے۔ ان لوگوں کے سینے قرآن کی محبت سے معمور رہتے ہیں۔ دل سے اس کو مقدس مانتے ہیں۔ دوسری قوموں کو جو کتابیں یا شریعتیں ملی ہیں ان کی نسبت نہ اُنھیں کوئی خیال پیدا ہوتا ہے نہ رشک آتا ہے۔ اس لئے کہ وہ دیکھ چکے ہیں کہ رشکی کتابیں ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں، اس کی فصاحت وبلاغت انھیں سارے جہان کی فصاحت وبلاغت سے بے نیاز بناتے ہوتے ہے۔ یہ واقعی بات ہے اور اس کی واقعیت کی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے انشاپردازوں اور شاعروں کے سر اس کے آگے جُھک جاتے ہیں اور اس کے عجائبات جو روز بروز نئے نئے نکلتے آتے ہیں اور اس کے اسرار جو کبھی ختم نہیں ہوتے۔ مسلمان شعراء اور نثار ان کو دیکھ کر سجدہ کرتے لگتے ہیں۔ قیامت کے لئے اس کو سرمایۂ ناز جانتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں کہ فصیح کلام اور دقیق معانی کا یہ ایک بحر موّاج ہے۔

ڈاکٹر موصوف آگے چل کر اپنے مقالے میں قرآن پاک کے محاسن پر روشنی ڈالتے ہوتے لکھتے ہیں :۔ کوئی چیز بھی انسان کو اس ضلالت وغوایت کی خندق سے جس میں وہ گرے پڑے تھے نہیں نکال سکتی تھی بجز اس آواز کے جو سرزمین عرب میں غارِ حرا سے بلند ہوئی۔ اعلاء کلمۃ اللہ جس سے یونانی انکار کرتے جاتے تھے۔ اسی آواز نے دنیا میں کیا اور ایسے عملی پیرایہ میں کیا جس سے بہتر ممکن نہ تھا۔ اور اس نے ایسا سیدھا راستہ اور پاک صاف مذہب دنیا کو سکھایا، بقول فاضل محقق گاڈفری ھگنس "آپ ہی اپنی مثال ہے"[۱]۔

---

[۱] ماہنامہ "دین و دنیا" دہلی۔ جنوری ۱۹۷۰ء۔ صفحہ ۳۲۔

مزید ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ:
وہ لوگ جو مقدس کتابوں کی سچائی کے لئے جدید ثبوت چاہتے ہیں وہ قاہرہ کے مصری میوزیم میں شاہی میموں کے کمرہ کو دیکھیں، وہاں وہ قرآن کی ان آیتوں کی شاندار تصدیق پالیں گے جو کہ فرعون کے جسم سے بحث کرتی ہیں[1]۔

پنڈت لکشمن جی

PANDIT LAXMAN JI
Pontiff of Arya Samaj, India

آریہ سماج کے مشہور و معروف اپدیشک نے لکھا ہے کہ:۔ "سوامی ورجانند نے دیانند سرسوتی کو اس کا بھی حکم دیا تھا کہ وہ ان کتابوں کو جو قرآن کے خلاف ہوں جمنا میں پھینک دیں[2]۔"

ڈاکٹر سی۔ ایم۔ ینگ

DR. C. M. YONG
A famous European Literary critic

یورپ کا ایک مشہور ادیب "اگر یہ مقدس کلام خالق ارض و سما سے نہ ہوتا تو اس کی آواز میں تاثیر نہ ہوتی۔ اور ہزاروں انسانوں کی اصلاح نہ کرسکتا، لیکن ہم جب دیکھتے ہیں کہ اس کلام نے دنیا کی کایا پلٹ دی ہے اور اس نے وحشی درندوں کو انسان کامل بنا دیا تو ہم اس کی صداقت پر یقین کرنے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں[3]۔"

ایلمکی بولف

E. BOLF
A famous German scholar

ایک نامور جرمن فاضل لکھتا ہے۔ "قرآن نے صفائی، طہارت اور پاکبازی

---

[1] عظمت قرآن، مولانا وحید الدین خاں۔ ص۱۳۱۔

[2] انقلاب توحید۔ ص۴۷۔ بحوالہ (وید اور قرآن ص۲۴۲ جلد ا۔ از پنڈت لکشمن جی)

[3] ماہنامہ "دین و دنیا" دھلی۔ جنوری ۱۹۷۰ء۔ بحوالہ "دی لائف آف ہولی قرآن"

کی ایسی تعلیم دی ہے، کہ اگر ان پر عمل پیرا ہو تو جراثیم امراض سب کے سب ہلاک ہو جائیں[1]۔"

MR. ORNOLD WHITE
مسٹر آرنلڈ وہائٹ

"اسلامک ریویو" ماہ مئی ۱۹۱۶ء صفحہ ۲۲۶ میں لکھا ہے۔" وہ اسباق جو ہم عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید سے یہودیوں کے توسط سے سیکھتے ہیں۔ نصف یورپ یہودی یعنی مسیحؑ اور بقیہ نصف ایک یہودن بن جناب مریمؑ کی پرستش کرتا ہے۔ ہمیں بنی نوع انسان کے ساتھ انسانیت سے پیش آنا اور تمام لوگوں کے خیالات کا احترام کرنا سکھاتے ہیں، لیکن قرآن نے جس کو ایک ساربان کے فرزند نے لکھا ہے (مراد یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے ایک اونٹ چرانے والے کے فرزند ہیں) انھوں نے عالم کو اس قرآن کی تعلیم دی مسلمانوں کو نہ صرف زبردست جنگ آرائی سکھائی بلکہ پرائیوٹ زندگی میں ہمدردی، خیرات، فیاضی، شجاعت اور مسلمان نوازی کا سبق پڑھایا[2]۔"

BABA NANAK
Founder of Sikh religion
بابا نانک

جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۴۷ میں لکھا ہے توریت، زبور، انجیل اور وید وغیرہ پڑھ کر دیکھ لئے قرآن شریف ہی قابل قبول اور اطمینان قلب کی کتاب نظر آئی۔ اگر سچ پوچھو تو سچی اور ایمان کی کتاب جس کی ملاقات سے دل خوش ہو جاتا

---

[1] مخزن اخلاق، صفحہ ۴۵۹؛ از رحمت اللہ سبحانی، لودیانوی۔

[2] اخبار وحدت۔ ۸ رفروری ۱۹۲۵ء نمبر ۲۶ رجلد ۲۔

ہے قرآن شریف ہی ہے۔[1]

پروفیسر ایڈورڈ جی براؤن
PROF. E. G. BROWN
The writer of Literary History of Persia

ایم۔ اے۔ ایم۔ بی۔ نے اپنی تالیفات "دوائے لٹریری ہسٹری آف پرشیا" تاریخ ادبیات ایران میں ژنداوستا اور قرآن کا مقابلہ کرتے ہوئے ص۱۰۲ میں لکھا ہے "میں جوں جوں قرآن پر غور کرتا اور اس کے مفہوم ومعانی کے سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں میرے دل میں اس کی قدرومنزلت زیادہ ہوتی جاتی ہے، لیکن ژنداوستا کا مطالعہ بجز ایسی حالتوں کے کہ اس کو علم الاوثان یا تحقیق لسانی یا اسی قسم کے دیگر اغراض کے لئے پڑھا جائے طبیعت میں تکان پیدا کرتا اور بارخاطر ہو جاتا ہے۔[2]

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا
ENCYCLOPEDIA BRITANICA

(جلد ۱۶ ص ۵۹۹ میں لکھا ہے قرآن کے مختلف حصص کے مطالب ایک دوسرے سے بالکل متفاوت ہیں۔ بہت سی آیات دینی واخلاقی خیالات پر مشتمل ہیں۔ مظاہر قدرت، تاریخ، الہامات انبیاء کے ذریعہ اس میں خدا کی عظمت ومہربانی اور صداقت کی یاد دلائی گئی ہے۔ بالخصوص حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے خدا کو واحد اور قادرِ مطلق ظاہر کیا گیا ہے بت پرستی اور مخلوقات کی بت پرستش کو جیسا کہ جناب مسیحؑ کو خدا کا بیٹا سمجھ کر پوجا جاتا ہے بلا لحاظ ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

---

[1] اخبار وحدت۔ ۸ر فروری ۱۹۲۵ء نمبر ۲۶ ر جلد ۲ ر

[2] اخبار وحدت۔ ۸ر فروری ۱۹۲۵ء نمبر ۲۶ ر جلد ۲ ر

قرآن کی نسبت یہ بالکل بجا کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا بھر کی موجودہ کتابوں میں سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔[1]

یہ واقعہ اس بات کا نہایت واضح ثبوت ہے کہ قرآن کا مصنّف ایک ایسی ہستی ہے جس کی نظر میں ماضی سے لے کر مستقبل تک کے تمام حقائق ہیں۔ وہ چیزوں کو وہاں سے دیکھ رہا ہے جہاں سے انسان دیکھ نہیں سکتا۔ وہ اس وقت بھی پوری طرح جان رہا ہوتا ہے جب کہ دوسروں کو کوئی علم نہیں ہوتا۔[2]

مزید تحریر ہے:

"قران بالکل مستند شکل میں محفوظ ہے۔ حضرت محمد ؐ نے جو الفاظ بطور الہام اپنی زبان سے نکالے تھے، قرآن عین ان ہی الفاظ پر مشتمل ہے جو آپ ؐ کی زندگی ہی میں مرتب کر لیا گیا تھا۔ مقدس کتابوں کی تاریخ میں یہ بات انتہائی عجیب ہے کہ ہرن کی کھال پر لکھا ہوا وہ قرآن آج بھی تاشقند کی لائبریری میں محفوظ ہے جو پیغمبر ؐ اسلام کے داماد اور تیسرے خلیفہ حضرت عثمان ؓ کے زیر مطالعہ رہا کرتا تھا۔ قرآن کے ابتدائی نسخے اور موجودہ نسخوں میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں ہے۔[3]

ڈاکٹر کینن آئزک لیٹز

DR. C. I. LEITZ
A famous Bishop of England

نے ۱۸۷۷ء میں بحیثیت صدر نشین کلیسائے انگلستان ایک تقریر کی تھی جو اسی

[1] اخبار وحدت۔ ۸ فروری ۱۹۲۵ء نمبر ۲۶ / جلد ۲/۔
[2] عظمت قرآن ص ۳۷ بحوالہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (۱۹۸۴ء)
[3] مواعظ حسنہ، جلد ششم ص ۱۶۴ بحوالہ "انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا"

زمانے میں لنڈن ٹائمز میں شائع ہوئی تھی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے جو تمدن کا جھنڈا اُڑاتا ہے جو تعلیم دیتا ہے کہ انسان جو نہ جانتا ہو اس کو سیکھے۔ جو بتایا ہے کہ صاف کپڑے پہنو اور صفائی سے رہو۔ جو حکم دیتا ہے کہ استقلال و استقامت لازمی فرض ہے۔ بے شبہ دین اسلام کے تمام اصول ارفع ہیں اور اس کی خصوصیات شائستگی اور تمدن سکھلاتی ہیں[1]

مسٹر ووڈول
MR. VODOL

جس نے قرآن شریف کا ترجمہ شائع کیا۔ لکھتا ہے "جتنا بھی ہم اس کتاب (قرآن) کو اُلٹ پلٹ کر دیکھیں اسی قدر پہلے مطالعے میں اسکی نامرغوبی نئے نئے پہلوؤں سے اپنا رنگ جماتی ہے۔ لیکن فوراً ہمیں مسخر کر لیتی۔ متحیر بنا دیتی اور آخر میں ہم سے تعظیم کرا کر چھوڑتی ہے۔ اس کا طرز بیان باعتبار اس کے مضامین و اغراض کے پاکیزہ عالی شان اور تہدید آمیز ہے اور جا بجا اس کے مضامین سخن کی غایت رفعت تک پہنچ جاتے ہیں۔ الغرض یہ کتاب ہر زمانے میں پُر زور اثر دکھاتی رہے گی[2]۔

جان جاک ریملک
J. J. REMOLC
A famous German philosopher

ایک مشہور جرمن فلاسفر جس نے تاریخ ابوالفدا وغیرہ تصنیفات کا ترجمہ لاطینی زبان میں کیا تھا۔ لکھتا ہے: بعض لوگ ایسے دیکھے گئے ہیں کہ جہاں اُنھیں عربی میں کچھ شُد بُد (یعنی تھوڑی سی عربی زبان سیکھ لی ہو) ہونے لگی۔ قرآن مجید کی ہنسی اُڑانے لگے۔

---

[1] اخبار وحدت ۸ فروری ۱۹۲۵ء نمبر ۲۶ جلد ۲

[2] " " " " "

اگر خوش نصیبی سے کہیں اُنھیں وہ موقع ہاتھ لگتا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی فصیح زبان اور موثر لہجہ میں قرآن کی کوئی سورت پڑھ رہے ہیں دلوں پر بجلیاں گر رہی ہیں اور جب کسی آیت کے متعلق یہ احتمال ہوتا ہے کہ سامعین اس کے حقیقی مفہوم تک نہ پہنچ سکیں گے تو آپؐ نے اس کو بیان سے واضح فرمایا تو وہ آیت سنتے ہی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے) سجدے میں گر پڑتا۔ اور سب کے منہ سے وہی آواز نکلتی کہ ہمارے نبی! پیارے رسول! علیک الصلوٰۃ والتسلیم ہاتھ بڑھایئے اور مجھے اپنے پیروؤں میں شامل کرنے میں دیر نہ فرمایئے[1]

ڈاکٹر جان لیسوز
DR. J. LESUIZ

اپنی کتاب "اکونٹ آف دی وید" میں لکھا ہے کہ وید کے اشلوک بنانے والوں کا نام اور ولدیت بھی موجود ہے، لیکن آج تیرہ سو برس (موجودہ چودہ سو سال) کا زمانہ گزرا مگر مدعیانِ توحید آج قرآن پاک کے ایک جملے کا سا جملہ نہ بنا سکے اور عرب کے فصحاء و بلغاء کو سورۂ اخلاص دیکھ کر کہدینا پڑا کہ یہ انسان کا کلام نہیں[2]۔

مسٹر ڈیون پورٹ
MR. D. PORT

اپنی کتاب "محمدؐ اینڈ قرآن" میں کہتے ہیں: قرآن عالمِ اسلام کا ایک مشترکہ قانون ہے۔ یہ معاشری، ملکی، تجارتی، فوجی، عدالتی اور تعزیری معاملات پر حاوی ہے۔ لیکن بایں ہمہ ایک مذہبی ضابطہ ہے۔ اس نے ہر چیز کو باقاعدہ بنایا ہے۔ مذہبی رسوم سے

---

[1] اخبار مشرق گورکھپور۔ ۱۰ر جنوری ۱۹۲۷ء۔

[2] اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں۔ ص۲۵۔

لے کر حیات روزمرہ کے افعال مثلاً روحانی نجات سے لے کر جسمانی صحت اجتماعی حقوق سے لے کر انفرادی حقوق کی شرافت سے لے کر دنائت اور دنیوی سزا سے لے کر اُخروی عقوبت تک تمام اُمور کو سلک ضابطہ میں منسلک کر دیا ہے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

قرآن کے بے شمار اوصاف میں سے دو زیادہ واضح ہیں۔ اول وہ ہیبت و احترام کا لہجہ جو اس خالقِ اکبر کے متعلق ہر جگہ اس میں ملحوظ رکھا گیا ہے جس کی طرف کوئی انسانی کمزوری اور خواہش منسوب نہیں کی گئی۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ اس میں اوّل سے آخر تک غیر فصیح، مُخرّب اخلاق اور نامتاسب خیالات، محاورات حکایات کا نام ونشان تک نہیں پایا جاتا یہ تمام خرابیاں افسوس ہے کہ اُس کتاب میں بکثرت موجود ہیں۔ جس کا نام پیروانِ مسیح نے "عہد قدیم رکھا ہے،، (اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں ص ۶۲۔ ۶۱)

مُوسیُو سیدیو
MOSIO SEDIO

" فرانس کے مشہور مستشرق قرآن کیا ہے؟" قرآن ایک واجب التعظیم کتاب ہے جس نے بتایا ہے کہ خدا کے حقوق بندوں پر کیا ہیں اور بندوں کے حقوق اور تعلّقات خدا سے کس قسم کے ہونے چاہئیں اس میں فلسفہ اور اخلاق کی ہر قسم کی باتیں مذکور ہیں، فضل وکمال عیب ونقصان حقیقتِ اشیاء، عبادات واطاعت گناہ ومعصیت کوئی بات ایسی نہیں ہے جس کا قرآن جامع نہ ہو، واقعات کے اعتبار سے اس کی آیتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترتی رہی ہیں۔ اور یہی ایک چیز تھی جس نے تمام عرب میں قومیت کی روح پھونک دی جنگجو قبائل میں اتفاق واتحاد کی بنیاد ڈالدی

اور دنیا میں ایک عالمگیر رابطۂ اُخوت پیدا کر دیا۔ وہ آداب و اصول جو فلسفہ و حکمت پر قائم ہیں جن کی اساس عدل و انصاف پر مبنی ہے جو دنیا کو بھلائی اور احسان کی تعلیم دیتے ہیں ان میں سے ایک جزو بھی ایسا نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔ وہ اعتدال و میانہ روی کا سیدھا راستہ دکھلاتا ہے۔ ضلالت و گمراہی کے گڑھے سے نکالتا ہے۔ اخلاقی کمزوریوں سے بچا کر فضائل و عزت کی روشنی میں لاتا ہے اور انسانی زندگی کے نقائص کو کمالات سے بدل دیتا ہے جو جہلاء اسلام کو وحشیانہ مذہب کہتے ہیں ان کے سیاہ قلب ہونے کی یہی ایک بڑی دلیل ہے کہ وہ قرآن کی ان صریح آیات کو بالکل نہیں دیکھتے جن کے اثر سے عرب کی تمام بُری اور معیوب عادتیں جو تہاتے دراز سے تمام ملک میں رائج تھیں اک دم مٹ گئیں۔[۱]

ڈاکٹر سمویل جانسن DR. S. JOHNSON

قرآن اگر شاعری نہیں ہے اور یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ شاعری ہے یا نہیں ہے تب بھی وہ شاعری سے زیادہ ہے۔ وہ تاریخ نہیں ہے اور نہ وہ سوانح عمری ہے۔ وہ انجیل کے پہاڑی کے واعظ کی طرح مجموعۂ امثال نہیں ہے۔ وہ مابعد الطبیعاتی مکالمہ نہیں ہے۔ جیسا کہ بدھا کے سوتر میں پایا جاتا ہے۔ وہ موعظت بھی نہیں ہے جیسا کہ افلاطون کے یہاں عاقل اور نادان کی مجلسوں میں پایا جاتا ہے۔ وہ ایک پیغمبر کی پکار ہے۔ وہ آخری حد تک سامی اور عربی ہے۔ اس کے باوجود اس میں ایسی معنویت ہے جو انتہائی آفاقی ہے اور وہ اتنا مطابق وقت ہے کہ ہر زمانے کی آوازیں اس کو

---

[۱] الانصار۔ دیوبند۔ مورخہ ۱۶۔ جنوری ۱۹۲۵ء۔

ماننے پر مجبور رہیں، خواہ وہ اس کو چاہیں یا نہ چاہیں۔ اس کی آواز کی بازگشت محلوں اور صحراؤں میں، شہروں اور بادشاہتوں میں سنائی دیتی ہے۔ پہلے وہ اپنے منتخب دلوں میں عالمی فتح کی آگ سلگاتا ہے، اس کے بعد وہ ایک ایسی تعمیری طاقت بن جاتا ہے جیسے کہ یونان اور ایشیار کی تمام تخلیقی روشنی، مسیحی یورپ کی گہری تاریکیوں میں داخل ہو جائے، اس وقت جب کہ مسیحیت صرف رات کی ملکہ کی حیثیت رکھتی تھی۔[1]

رام دیو۔ ایم۔ اے۔

RAM DEV M. A.
Ex-Principal of Gurkual Congri

(گروکل کانگری کے پرنسپل) قرآن کی بھاشا بہت سندر ہے۔ اس میں فصاحت و بلاغت بھری ہے۔ اس سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ قرآن کے اندر کئی بہت اچھی باتیں ہیں قرآن کی توحید میں کسی کو شک نہیں۔ صاف بتایا ہے کہ اللہ ایک ہے۔ عرب کے اندر عورتوں کا کوئی درجہ نہ تھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عورتوں کے حقوق قائم کئے۔[2]

فرک

FURCK
A famous German historian

ایک جرمنی مورخ قرآن کے بارے میں لکھتا ہے کہ قرآن کی عبارت کیسی فصیح و بلیغ اور مضامین کیسے عالی و لطیف ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک امین ناصح نصیحت کر رہا ہے اور ایک حکیم فلسفی حکمت الٰہی بیان کرتا ہے۔[3]

---

[1] اسپرٹ آف اسلام۔ صفحہ نمبر ۳۹۵۔ مطبوعہ لندن ۱۸۹۱ء۔

[2] پرکاش۔ فروری ۱۹۲۷ء

[3] اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں۔ ص ۱۲۴

ڈاکٹر اینی بسنت

DR. ANNIE BEASANT

Founder Theological Society of India
and Indian freedom fighter

"اکثر مذاہب کو ظلم اور خونریزی کا اقرار کرنا پڑیگا۔ اسلام کے پیروؤں نے دوسرے مذاہب کی طرح اپنے رسول ؐ سے تعلیمات حاصل کی ہیں اور قرآن میں کہیں بھی ظلم کی تعلیم نہیں پائی جاتی اسمیں کم سے کم کوئی ایسی وحشیانہ تعلیم نہیں ہے جیسی ہمیں عہد نامہ عتیق میں ملتی ہے[۱]"

ایک غیر مسلم فرانسیسی مصنّف

A NON MUSLIM FRENCH AUTHOR

میں نے پادریوں کی کتابوں میں پڑھا تھا کہ قرآن (معاذاللہ) ایک جھوٹی کتاب ہے۔ اس وجہ سے مجھے اس کے پڑھنے کا خیال ہوا۔ اس کے پڑھنے کے بعد مجھے ایک بات نے مجبور کر دیا کہ اسے جھوٹا نہ کہوں اور وہ یہ ہے کہ:۔

"جو شخص کوئی جھوٹ بولتا ہے اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے۔ یا تو وہ روپیہ جمع کرنا چاہتا ہے یا اسے اپنی قوم کو فائدہ پہونچانا مقصود ہوتا ہے یا ذاتی طور پر کوئی نفع اٹھانا چاہتا ہے۔ میں نے قرآن کو شروع سے لے کر اخیر تک پڑھا ہے مگر کوئی مقصد ایسا نظر نہ آیا۔ اگر اس میں ایسی تعلیم دی جاتی جس سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس دولت جمع ہو جاتی یا ان کی قوم کو دوسروں پر ترقی یا کوئی اور ذاتی یا قومی فائدہ حاصل کرتا تو میں سمجھتا کہ وہ شخص فلاں غرض کے لئے جھوٹ بول رہا ہے۔ مگر قرآن میں ایسی باتوں میں سے کوئی بھی نظر نہیں آتی، شروع سے آخر تک یہی ذکر ہے کہ خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ اس کی رضا حاصل کرو۔ اس کے حکم کے خلاف کوئی بات نہ کرو۔ اس کا قرب حاصل کرو۔ اور جب ہم اس انسان کی ذات کی طرف دیکھتے ہیں جس نے یہ باتیں بیان کیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جو بات

---

[۱] الحسنات، اسلامی اردو ڈائجسٹ۔ قبول اسلام نمبر، شمارہ ۶۵ ۵ ر فروری ۱۹۸۲ء

بھی وہ شروع کرتا ہے اسے جھوٹا تو ہم نہیں کہہ سکتے۔ اگر اس کا نام جنون رکھا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ اسے خدا کی محبت کا جنون تھا[1]

پریچنگ آف اسلام PREACHING OF ISLAM

اخلاقی احکام جو قرآن میں اپنی جگہ پر کامل ہیں[2]۔

ایک مسیحی نامہ نگار A CHRISTIAN CORRESPONDENT

پیغمبر اسلامؐ نے مسلمانوں کی قوم کے پھیلنے اور باقی رہنے کے تمام سامان فراہم کر دیئے ہیں، کیونکہ مسلمان جب قرآن وحدیث پر غور کرے گا تو اپنی ہر دینی و دنیوی ضرورت کا علاج اس میں پائے گا[3]۔

جے۔ جے۔ پول J. J. POLE

اپنی کتاب اسلام پر ایک نظر میں لکھتے ہیں جہاں دنیائے اسلام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی اور شعبوں میں اس قدر رہین منت ہے وہاں اس میں بھی ممنون احسان ہے کہ انھوں نے قرآن کریم کے ذریعہ علم و ادب میں ایک جدید طرز کی بنیاد ڈالی اور پاک خیالات اور اعلیٰ حقائق کے مطالعے کا شوق پیدا کیا۔ تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کریم اپنی خوبیوں کے لحاظ سے ایک حیرت انگیز کتاب ہے۔ اور گزشتہ کئی سال میں نے غور سے جو اس کا مطالعہ کیا ہے تو اس کی بلاغت الفاظ کی شان و شوکت اور مضمون

---

[1] اخبار مشرق گورکھپور۔ ۳۰ اگست ۱۹۲۶ء۔

[2] اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں۔ ص ۱۲۵

[3] مصری اخبار "وطن"

کی شاندار روانی سے حیران رہ گیا ہوں۔ بلاشبہ کلام پاک کی مہتم بالشان بلاغت اور خیالات کی بلند پروازی نے ممالک اسلام کی تمام تصانیف مابعد پر بے انتہا اثر ڈالا ہے[1]۔

پروفیسر جان مینارڈ اسمتھ PROF. JOHN M. SMITH

نے اپنے مقالے میں لکھا ہے کہ نظریہ ارتقاء ناقابل حل اندرونی مسائل سے دوچار ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس نظریات ہیں۔ مگر ہمارے پاس وہ ذرائع نہیں کہ ہم حقیقی واقعات سے اپنے نظریات کی تصدیق کرسکیں، قرآن کے مطابق انسان اور دوسری تمام انواع خدا کی تخلیق ہیں اس کے برعکس نظریہ ارتقاء زندگی کی تمام قسموں کو اندھے مادی عمل کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ قرآن کا جواب اپنی توجیہہ آپ ہے۔ کیونکہ خدا ایک صاحب ارادہ ہستی ہے۔ وہ اسباب کا محتاج نہیں اپنی مرضی کے تحت کسی بھی واقعہ کو ظہور میں لاسکتا ہے۔ اس کے برعکس ارتقاء عمل کے لئے ضروری ہے کہ ہر واقعہ کے پیچھے اس کا کوئی سبب پایا جائے۔ چونکہ ایسے اسباب کی دریافت ممکن نہیں اس لئے نظریہ ارتقاء اس دنیا میں بے توجیہہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ ارتقاء کا نظریہ لازمی منطقی خلا سے دوچار ہے۔ جب کہ قرآن کے نظریہ میں کوئی منطقی خلا نہیں پایا جاتا[2]۔

ڈاکٹر کیتھ مور DR. K. MUIR

Professor of University of Toronto, Canada.

(جینیات کے ماہر اور کناڈا کی ٹورانٹو یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں) ان کے ایک مقالہ سے ۱۴ سو سالہ (اب کے چودہ سو سالہ) قدیم قرآن میں جینیٰ ارتقاء کے بارہ میں اس قدر درست بیانات موجود ہیں کہ مسلمان معقول طور پر یقین کرسکتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے

---

[1] اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں۔ ص ۶۶ [2] عظمت قرآن۔ مولانا وحید الدین خاں ص ۱۳

اُتاری ہوئی آیتیں ہیں۔[۱]

لین پول
LANE POLE

"قرآن کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی اصلیت میں کوئی شبہ نہیں۔ ہر حرف جو ہم آج پڑھتے ہیں" اس پر یہ اعتماد کر سکتے ہیں کہ تقریباً تیرہ صدیوں سے غیر مبدل رہا ہے۔[۲]

ڈان ہیم
DONHEIM
German scholar

ایک جرمن محقق کہتے ہیں" ہم قرآن کو محمدؐ کا کلام اسی طرح یقین کرتے ہیں جس طرح مسلمان اس کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں۔[۳]

گلیڈسٹن
GLADSON
Ex-Priminister of Rngland

انگلینڈ کا ایک پرائم منسٹر نے ہاؤس آف کامنز میں قرآن شریف کی ایک جلد غصے سے میز پر رکھتے ہوئے کہا تھا کہ:۔

"جب تک یہ کتاب مسلمانوں کے پاس ہے ہم ان پر چین سے حکومت نہیں کر سکتے۔[۴]

پروفیسر ایڈورڈ مونٹل
PROF. E. MONTLE

قرآن وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید ایسی نقاست پاکیزگی اور کمال تیقن

---

۱ عظمت قرآن۔ مولانا وحید الدین خاں۔ ص۳۷ — ۲ ماہنامہ الحسنات، شمارہ ۲۵۷ ص ۱۰۱ — ۱۹۸۱ء

۳ (سلکشن فرم دی قرآن) عظمت قرآن ص۸۱

۴ اعجاز التنزیل۔ صفحہ ص۵۰

کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا کسی مذہب میں یہ مسئلہ اس بہتر طریقے پر بیان نہیں کیا گیا۔ غرض کہ جو مذہب ایسا ٹھیک اور استوار ہو اور جس میں دینیات کے دقیق اور مشکل مسائل اس طرح وضع کیے گئے ہوں کہ معمولی عقل والے بھی ان کو سمجھ سکیں تو اس میں ضرور انسان کے ایمان پر اثر کرنے کی زبردست طاقت موجود ہے[1]

MR. S. G. CHANDRASAMANTA

مسٹر سنیل گوپال چندراسامنتا

میں نے قرآن ہندی ترجمہ کی مدد سے پڑھا ہے۔ اس کتاب نے میرے اوپر بہت اثر ڈالا۔ اس کو پڑھتے ہوئے دل دہل جاتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں[2]۔

SIR GEMS JEANS

A great scientist and Professor o
Cambridge Universit

سر جیمس جینس

"ایک مشہور انگریز سائنسدان۔ کیمبرج یونیورسٹی اور پرنسٹن یونیورسٹی میں انھوں نے پروفیسر کی حیثیت سے اپنی خدمات انجام دیں۔"

(سورۃ فاطر ۲۷-۲۸) کا انگریزی ترجمہ علامہ عنایت اللہ مشرقی سے سُنا تو پروفیسر

---

[1] فلاح دین و دنیا ص ۲۳۷ بحوالہ (عیسائی مذہب اور اس کے حریف مسلمان)

[2] ماہنامہ "الرسالہ" دہلی۔ ص ۱۳۔ مارچ ۱۹۹۴ء

جیمس بولے ؛ کیا کہا۔ "اللہ سے صرف علم والے لوگ ڈرتے ہیں" حیرت انگیز، بہت عجیب، یہ بات مجھے پچاس برس مسلسل مطالعہ و مشاہدہ کے بعد معلوم ہوئی۔ محمدؐ کو کس نے بتائی۔ کیا قرآن میں واقعی یہ آیت موجود ہے؟ اگر ہے تو میری شہادت لکھ لو کہ "قرآن ایک الہامی کتاب ہے۔ محمدؐ ان پڑھ تھے ان کو یہ عظیم حقیقت خود بخود معلوم نہیں ہوسکتی۔ ان کو اللہ نے یقیناً یہ بات بتائی۔ بہت خوب، بہت عجیب"[۱]

پروفیسر کے ہٹّی

PROF. K. HUTTY

قرآن مجید کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے: قرآن کے ادبی تاثر کا اندازہ اس وقت ہوجاتا ہے جب یہ دیکھا جائے کہ یہ صرف قرآن ہی تھا جس کی وجہ سے ایسا ہوا کہ عربوں کی مختلف بولیاں الگ الگ زبان کی صورت اختیار نہ کرسکیں، جیسا کہ رومی زبانوں کے ساتھ پیش آیا۔ آج ایک عراقی اگرچہ ایک مراکشی کی گفتگو کو سمجھنے میں دشواری محسوس کرتا ہے، مگر وہ اس کی تحریری زبان کو سمجھنے میں کوئی دشواری محسوس نہیں کرتا کیونکہ عراق اور مراکش، اور اسی طرح شام، عرب، مصر، ہر جگہ کلاسیکی زبان کی حیثیت سے وہی عربی زبان رائج ہے، جس کا ماڈل قرآن نے تیار کردیا ہے۔ محمدؐ کے وقت عربی نثر کی کوئی باقاعدہ کتاب موجود نہ تھی۔ اس بنا پر قرآن سب سے قدیم نثری کتاب ہے اور یہی کتاب اوّل روز سے عربی نثر کا ماڈل بنی ہوئی ہے۔ اس کی زبان میں نغمہ ہے مگر وہ شعر نہیں۔ اس کی پُر نغمہ نثر نے ایک ایسا معیار قائم کردیا ہے کہ تقریباً ہر قدامت پسند عرب

---

[۱] ماہنامہ "الرسالہ۔ دہلی۔ ص ۴۹۔ مارچ ۱۹۹۴ء

ادیب آج تک اہتمام کے ساتھ اس کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔[1]

A. J. ARBERRY
A writer of English literature

اے۔جے۔آربری

ایک انگریز مصنف آربری نے لکھا ہے کہ "جب بھی کسی کی زبان سے میں قرآن کو پڑھتے ہوئے سنتا ہوں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں موسیقی کو سن رہا ہوں۔ قرآن کے رواں نغمہ میں مسلسل ایک قسم کے نقارہ کی آواز سنائی دیتی ہے۔ میرے لئے دل پر ضرب لگانے کی مانند ہے"[2]

SIR. A. KEITH
An English researcher

سر آرتھر کیتھ

ایک انگریز محقق، جس نے انسانی ارتقاء کے موضوع پر خصوصی ریسیرچ کی ہے۔ ۱۹۴۷ء میں اس کی ایک کتاب شائع ہوئی اس کا نام تھا "انسانی ارتقاء کے بارے میں ایک نیا نظریہ" (A NEW THEORY OF HUMAN EVOLUTION)

آرتھر کیتھ نے اپنی کتاب میں مصریوں کی قدیم تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسلامی دور کو مسلمانوں کی تلوار نے فتح نہیں کیا بلکہ اس کو مسلمانوں کے قرآن نے فتح کیا۔[3]

BACKY HOPKINS

بیکی ہاپکنس

ایک امریکی خاتون ہیں، وہ عیسائی خاندان میں پیدا ہوئیں۔ اس کے بعد انھوں نے قرآن کا مطالعہ کیا اور قبول اسلام کرلیا۔ وہ لکھتی ہیں:-

---

[1] کے۔ہٹی ہسٹری آف دی عربس۔ لندن۔ ۱۹۷۰ء صـ ۱۲۷

[2] ماہنامہ "الرسالہ۔ دھلی، صـ ۵۰ ، مارچ ۱۹۹۴ء

[3] انسانی ارتقاء کے بارے میں ایک نیا نظریہ۔ صفحہ ۳۰۳۔ ای۔ ڈی۔ (۱۹۵۰ء)

جن سوالوں کا جواب میں اپنی پوری زندگی میں تلاش کرتی رہی ہوں، ان کا جواب پانا میرے لئے کتنا زیادہ تسکین کا باعث ہے۔ اس کو لفظوں میں بیان کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اندھا ہو اور پھر اچانک وہ سچائی کو دیکھنے لگے اور ایسی روشنی کو پالے جس کو اس نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا ہو۔ میں اس خوشی کو کیوں کر بیان کر سکتی ہوں جو صرف سچائی کو پانے سے حاصل ہوتی ہے۔

میں چاہتی ہوں کہ میں نے جو چیز پائی ہے اس کو میں ساری دنیا کے سامنے گاؤں۔ میں چاہتی ہوں کہ ہر شخص جس کو میں نے کبھی جانا ہو وہ اس میں میرا حصہ دار بنے۔ اور جو دروازہ میرے لئے کھلا ہے اس پر جشن منانے میں وہ میرا شریک ہو۔

اور سب سے زیادہ بڑی اور سب سے زیادہ عجیب جو چیز مجھے دکھائی گئی وہ قرآن تھا۔ کتنا زیادہ میں اپنے قرآن سے محبت کرتی ہوں جب بھی مجھے موقع ملتا ہے تو میں اس کو پڑھتی ہوں۔ میں اس کو اپنے سے الگ نہیں رکھ سکتی۔ حتیٰ کہ انگریزی ترجمہ میں بھی اس کے الفاظ میرے دل کو مسرت دیتے ہیں۔ اور میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔

کتنی ہی بار ایسا لمحہ آیا ہے جب کہ میں نے خدا کی کتاب کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور اس کے بارے میں سوچ کر میں روئی ہوں۔ اس کے بغیر میری ساری زندگی کتنی احمقانہ زندگی ہوئی۔ اسلام کے بغیر زندگی کیسی ہوتی، اس کو سوچ کر میں کانپ اُٹھتی ہوں۔

اگر میں سب سے زیادہ اونچے پہاڑ پر چڑھ سکتی اور میری آواز ہر اس آدمی تک پہنچ سکتی جو اسلام سے بے خبر ہے تو میں چلا کر ان کو وہ بتاتی جو مجھے بتایا گیا ہے۔ میرے سوالات کا جواب مجھے مل گیا۔ اب میں جانتی ہوں کہ سچائی کیا ہے۔ ہر آدمی جو دنیا میں ہے، وہ مجھ کو سچائی ملنے پر اگر اللہ کا شکر ادا کرے، اور وہ ایک سو سال تک ہر روز ایک سو بار ایسا ہی کرتا رہے تب بھی اس احسان پر شکر کا حق ادا نہیں ہوگا۔ (ڈیبی ہاپکنس)

ISLAMIC HORIZONS, DECEMBER 1987, BRIDGEVIEW, LLLINIOS, USA

Dr. Mrs. AMRINDER BAJAJ ڈاکٹر (مسز) امریندر بجاج

یم۔ بی۔ بی۔ یس۔۔۔یم یس ایے۔ آئی۔ ایم۔ یس (گولڈ میڈلسٹ)
بیان کرتی ہیں: کہ چودہ سو سال پہلے کافر عربوں میں یہ عام رواج تھا کہ وہ لڑکیوں کے جنم پر انھیں زندہ دفن کیا کرتے تھے۔
قرآن پاک نے بربریت وجہالت کے اس رواج کی بڑی شدت سے نفی کی اور اسلام کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی کامیابی کے ساتھ اس کا خاتمہ کر دیا لیکن آج چودہ سو سال بعد پھر ایک بار یہ رسم قبیح ہمارے سماج میں دبے پاؤں واپس آ گئی ہے اور طبی طریقے پر اسقاطِ حمل کر دینے کے رواج کے خلاف پھر آواز اُٹھانے کی نوبت آ گئی ہے مقدس قرآن کے ۴۲ ویں سورۃ کی آیتیں (۵۰-۴۹) اس کی تنبیہہ میں نازل ہوئی ہیں۔ ؎۱

MAX MULLER میکس مُلر

فرماتے ہیں کہ: ایک اسکالر کے لیئے یہ ناممکن ہے اور شاید اسکالر کی ایک پوری نسل کے لئے یہ ناممکن ہو گا کہ وہ ریگ وید کے نغموں کو تشفی بخش طور پر حل کر سکیں۔
ہم سمجھتے ہیں کہ ویدوں کے ترجموں میں قابل ترین ہندو عالموں کے ذریعے غلطیاں دانستہ نہیں کی جا رہی ہیں بلکہ غلطی کی بنیاد وہ تصورات و عقائد ہیں جنھیں ویدوں کے مطالعے سے پہلے ذہن سے

؎۱ آج کے چند اسلامی مسائل ص ۹۹ - ۹۸

نکالنا ضروری ہے

اگر یہ نکتہ مترجمین کی سمجھ میں آجائے اور قرآن کی روشنی میں ان کا مطالعہ کیا جائے تو ویدوں کے وہ ترجمے سامنے آئیں گے جن سے ویدانت، گیتا اور اپنشدوں کے تمام تضاد دُور ہو جائیں گے اور ہندو قوم اس عالمگیر انقلاب کی داعی بن کر اُٹھے گی جس کا قرآن اور وید دونوں میں وعدہ کیا گیا ہے ۱؎

۱؎ اگر اب بھی نہ جاگے تو ۔ صفحہ ۲۱۸-۲۱۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

پناہِ دہر ہے اسلام ہی کے سایے میں
یہ وہ چمن ہے جہاں گُل ہی گُل ہیں خار نہیں

اسُلام

ISLAM

گاندھی جی

GANDHI JI

A famous Indian leader

"میں دنیا کے مذاہب کا مطالعہ کرنے کا عادی ہوں۔ میں نے اسلام کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں اعلیٰ اخلاق کی پاکیزہ تعلیم ہے۔ اور جس میں انسان کو سچائی کا راستہ دکھایا گیا ہے۔ اور برابری کی تعلیم دی گئی ہے۔ میں نے قرآن مجید کا ترجمہ بھی پڑھا ہے۔ اس میں مسلمانوں ہی کے لئے ہی نہیں بلکہ سب کے لئے مفید باتیں اور ہدایتیں ہیں۔[1]

ایک اور موقع پر گاندھی جی اپنے منفرد انداز میں رقمطراز ہیں:

"کسی نے کہا کہ جنوبی افریقہ میں یُوروپین اسلام کی آمد و تبلیغ سے حیران و دہشت زدہ ہیں۔ اسلام جس نے اسپین کو مہذب بنایا، روشنی کی مشعل مراقش لے گیا اور جس نے دنیا کو اُخوّت و محبّت کے مقدّس جذبہ کی تعلیم دی، جنوبی افریقہ کے یُوروپین اسلام کی

---

[1] فلاح دین و دنیا بحوالہ "خیالات مہاتما گاندھی"۔

آمد سے اس لئے خوف زدہ ہیں کہ اس کے پیرو کار سفید فام نسل کے لوگوں سے مساوات کا مطالبہ کریں گے۔ اگر ایسا ہے تو ان کا خوفزدہ ہونا بجا ہے۔ اگر اُخوت اُن کی نظر میں کوئی گناہ ہے اور رنگ دار نسلوں کو برابری درجہ دینے سے اگر وہ ڈرتے ہیں تو اسلام سے ان کا خائف ہونا حق بجانب ہے[1]۔

اسلام کے متعلق مزید فرماتے ہیں: میں یقین اور وثوق کے ساتھ کہتا ہوں، کہ اسلام نے بزور شمشیر سرفرازی اور سربلندی حاصل نہیں کی بلکہ اس کی بنیاد ہے، نبیؐ کا خلوص، خود پر غلبہ، وعدوں کا پاس، غلام اور دوست واحباب سے یکساں محبّت، آپؐ کی جرأت اور بے خوفی، اللہ اور خود پر یقین، جیسے اوصاف۔

لہٰذا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ اسلام بزور تلوار پھیلا۔ اس کی فتوحات میں یہی اوصافِ حمیدہ شامل ہیں، جن کی مدد سے مسلمان تمام پابندیوں اور رکاوٹوں کے باجود آگے بڑھ گئے[2]۔

سابقہ وزیراعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو

P. JAWAHAR LAL NEHRU

EX-PRIME MINISTER OF INDIA

سلطان سعود اول کے دورۂ ہند کے موقعہ پر لال قلعہ کی استقبالیہ تقریب میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ: "اسلام جو ایک بڑا اور عظیم الشّان مذہب ہے۔ اور جس نے دنیا پر گہرے اثرات ڈالے ہیں۔ ہندوستان میں پُرامن اور دوستانہ طور سے داخل ہوا، وہ اپنے ساتھ امن اور صُلح کا پیغام لایا[3]۔

---

[1] آج کل کے چند اسلامی مسائل۔

[2] QUOTE IN THE VINDICATION OF THE PROF HET OF ISLAM (PP-26-27) YOUNG INDIA 16 TH SEPTEMBER 1924.

[3] ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل۔ کراچی۔

سروجنی نائیڈو

SAROJNI NAIDU
The nightingale of india

(ہندوستان کی ایک عظیم شاعرہ) یہ (اسلام) پہلا مذہب تھا جس نے جمہوریت سے متعلق تعلیم دی اور عملی جامہ بھی پہنایا۔ کیونکہ جس وقت مسجد میں اذان (صلوٰۃ کے لئے بلاوا) ہوتی ہے اور عبادت گذار صلوٰۃ کے لئے جمع ہوتے ہیں تو ایک دن میں اسلامی جمہوریت کا یہ منظر پانچ وقت دیکھنے میں آتا ہے کہ آقا اور غلام شانہ بشانہ ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر " اللہ اکبر" کہتے ہوئے اپنی گردنیں خالق کے آگے جھکا دیتے ہیں۔

اور یہ کہ میں بار بار اسلام کے اس مظاہرۂ اتحاد سے حیرت زدہ ہوتی رہی ہوں، ایسا اتحاد جو ایک مصری، ایک الجیریائی، ایک ہندوستانی اور ایک ترکی کے یکجا ہونے پر فطری طور سے سب کو باہم بھائی کے رشتے میں باندھ دیتا ہے۔ قطع نظر اس سے کہ ایک کا وطن مصر ہے اور دوسرے کا ہندوستان ہے[لہ]۔

پروفیسر تھامس ایڈمنز

PROF THOMSON ADAMANIS
Ex-Arabic professor of cambridge University, U.K.

(کیمبرج یونیورسٹی کے سابق عربی پروفیسر کے ایک انگریزی مقالے سے) میں نے اسلام کا بڑی گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے اور اس مطالعے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اسلام سے بڑھ کر کوئی مذہب امن وامان اور بنی نوع انسان کی سلامتی کا داعی نہیں۔ یہ دنیا میں سچے انسانوں کی ایک ایسی جماعت پیدا کر دینا چاہتا ہے جو بلا امتیاز مذہب وملت آپس میں محبت کے ساتھ مل جل کر رہیں۔ اور اس مذہب

لہ آج کل کے چند اسلامی مسائل۔ صـ۴۷ـ۔ اور اسلام، دھلے۔

کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ اس نے جنگ جیسی خطرناک چیز کے تباہ کن اثرات کو بھی کم سے کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ بہر حال اگر اسلام کا تعصب سے بلند ہو کر مطالعہ کیا جائے تو اس میں خوبیاں ہی خوبیاں دکھائی دیتی ہیں[1]۔

مسٹر این۔ سی۔ مہتہ

MR. N. C. MEHTA

نے اپنے خطبۂ صدارت میں کہا تھا۔ پیغمبر اسلامؐ نے اسلام کے اصول سادگی، حق پرستی اور مساوات قرار دیے ہیں[2]۔

موسیو اوجین کلوفل

MOSIO OJEAN CLOPHIL

ایک عیسائی مدبّر اسلام کے محاسن پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے "جب ہم اس زمانے پر غور کرتے ہیں جس میں پیغمبر اسلامؐ نے اپنی نبوت اور رسالت کا علم بلند کیا اور جس میں ایک ایسا کامل مجموعۂ قوانین تیار کیا گیا جو دنیا کی ملکی، مذہبی اور تمام تمدنی ضروریات پر حاوی ہے تو ہم حیران رہ جاتے ہیں کہ ایک ایسا عظیم الشان ملکی اور تمدنی نظام جس کی بنیاد سچی آزادی پر ہے کس طرح ایک فرد واحد نے مختصر سے عرصے میں مرتب کر دیا۔ پس ہم دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اسلام ایک بلند ترین مجموعۂ اخلاق ہے[3]"۔

ہربرٹ

HERBERT

"اسلام اور تعلیمات محمدیؐ میں عجیب و غریب قابلِ ستائش اخلاقی سبق موجود ہیں۔

---

[1] ماہنامہ "دین و دنیا" دھلی۔ ص ۳۲، نومبر ۱۹۶۹ء

[2] ہفت روزہ "ختم نبوت" انٹرنیشنل۔ کراچی۔

[3] اللطیف خاص نمبر۔ ویلور۔ ۱۳۸۵ھ

اور اُن کو عملی صورت میں لانے میں کوئی دشواری یا دقّت محسوس نہیں ہوتی۔ ان میں مسلم اور غیر مسلم سب کے لیے رہنمائی کا سامان موجود ہے[1]۔

A RUSSIAN LADY ایک روسی خاتون

"میں نے محسوس کیا ہے کہ مسیحؑ کی تعلیمات، اپنی تمام تر پاکیزگی اور عظمت کے باوجود یا تو رہبانیت اور زندگی سے فرار کی طرف لے جاتی ہے یا موجودہ زندگی کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کے لیے انسانوں کو ریاکار، منافق اور نمائش پسند بننے پر مجبور کر دیتی ہے۔ عیسائیت، اسلام کی اس صاف منطق کا مقابلہ نہیں کر سکتی جس کا پہلا اور آخری سبق صرف یہی ہے کہ" انسانوں کو چاہیے کہ وہ اللہ کی مرضی کے تابع ہو جائیں اور تکمیل شرف انسانی کے لیے جدّوجہد کرے[2]۔

SIR CHARLES E. A. HEMILTON سرچارلس ایڈورڈ آرشیبالڈ ہملٹن

اسلام انسان کی باطنی پاکیزگی کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کی تعلیم یہ ہے کہ مرد اور عورت کی تخلیق ایک ہی خمیر سے ہوئی ہے۔ ایک ہی روح ان میں حلول کی ہوئی ہے۔ یہ دونوں اخلاقی، روحانی اور ذہنی طور پر مساوی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔

عربوں میں یہ روایت تھی کہ صرف مرد ہی وراثت کا حقدار ہے۔ کیونکہ وقت پر وہی شمشیر کے جوہر دکھا سکتا ہے۔ لیکن اسلام نے صنف نازک کے حقوق کا دفاع کیا اور اُسے اپنے والدین کی وراثت میں حقدار ٹھہرایا۔ صدیوں پہلے اس نے عورتوں کو جائیداد

---

[1] اللطیف خاص نمبر۔ ویلور۔ ۱۳۸۵ھ

[2] ماخوذ از شعور۔ ۲۸ر جون ۱۹۶۶ء

یں ملکیت کے حقوق دئے۔ بارہ صدیوں بعد انگلینڈ نے جو جمہوریت کا گہوارہ کہلاتا ہے
اس اصول کو اپنایا اور ۱۸۸۱ء میں شادی شدہ عورتوں کے حقوق سے متعلق ایک
قانون پاس کیا، لیکن سینکڑوں سال پہلے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا تھا عورتیں
مردوں کے نصف ثانی ہیں اور ان کے حقوق قابل احترام ہیں۔
"خبردار! یہ حقوق جو انھیں دئے گئے ہیں ان کی ادائیگی کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے"[1]

ریورنڈ ایڈورڈ بلائی ڈون
REV. E. BLYDOON

"کہتے ہیں عیسائی جنھوں نے اسلام کو بدنام کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی،
اگر وہ لوگ افریقہ کے شمال و مغرب میں جا کر دیکھیں (جیسا کہ میں نے) تو ان کو معلوم
ہو جائیگا کہ دوسرے لوگوں میں اور اسلامی جماعتوں میں کتنا بڑا فرق ہے۔ دوسرے لوگ
تو غفلت اور پستی میں پڑے ہوتے ہیں اور اہل اسلام مذہبی معاملات میں نہایت
چست اور مستعد ہیں۔[2]

مورخ گبن
GIBBON
A famous historian

کہتے ہیں مسلمانوں کے ساتھ یہ تکلیف دہ اصول زبردستی متعلق کر دیا گیا ہے۔ کہ
ان پر دوسرے مذاہب کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کا فریضہ عائد ہوتا ہے۔[3]

---

[1] آج کل کے چند اسلامی مسائل۔ ص ۴۹

[2] اللطیف۔ ویلور۔ ص ۷۶، ربیع ۱۳۸۵ھ

[3] پروفیسر کے ایس راما کرشنا راؤ۔

مزید کہتے ہیں:

"اسلام کی تاریخ میں ایک ایسی خصوصیت پائی جاتی ہے جو دوسرے کو غیر آزاد رکھنے کے بالکل خلاف ہے۔ اسلام کی تاریخ کے ہر صفحے اور ہر ایک ملک میں جہاں اس کی وسعت ہوئی ہے، دوسرے مذہب سے مزاحمت نہ کرنا پایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ فلسطین میں ایک عیسائی شاعر لامارٹین نے علانیہ کہا تھا کہ "صرف مسلمان ہی روئے زمین پر وہ قوم ہے جو دوسرے مذہب میں خلل نہیں ڈالتی۔"

انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمانوں کی طرف ایک مجرمانہ اصول منسوب کیا جاتا رہا ہے کہ ہر مذہب کو تلوار کے ذریعے سے ختم کر دیا جائے، مگر جہالت اور تعصب کا یہ الزام قرآن سے، فاتحین کی تاریخ سے، اور مسلم عوام کے رویہ سے غلط ثابت ہوتا ہے جو کہ ہمیشہ قانونی اور سماجی طور پر مسیحی عبادت کے ساتھ رواداری کا طریقہ اختیار کرتے رہے ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی کی عظیم کامیابی صرف اخلاقی طاقت کے ذریعے ہوئی، تلوار کی مار کے بغیر۔[1]

پروفیسر ٹامس کارلائل

PROF. THOMES CARLYLE

دنیا کی تاریخ میں آج تک کوئی بھی مذہب اسلام کی طرح تیزی کے ساتھ نہیں پھیلا۔ اس کی تعلیم چونکہ عین فطرت انسانی کے مطابق ہے اس لئے اس نے مختصر سے عرصے میں نہ صرف لاکھوں انسانوں کے دلوں کو موہ لیا بلکہ اس کی طاقت اور سطوت کے

---

[1] مواعظ حسنہ۔ ص ۵۰-۴۹۔ بحوالہ (اسلامی دنیا، دھلی)

سامنے زمانۂ قدیم کی بڑی سے بڑی حکومتیں بھی سرنگوں ہوگئیں۔ اسلام کی غیر معمولی ہر دلعزیزی اور مقبولیت بجائے خود اس کی حقانیت اور صداقت کا کھلا ثبوت ہے۔ اسلام کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اُس کی تعلیم مُردہ قوموں میں زندگی کی نئی روح پیدا کردیتی ہے۔ چنانچہ عرب کا پس ماندہ ملک پہلے پہل اسی کے ذریعہ زندہ ہوا۔ اور اسی مذہب کا یہ کرشمہ ہے کہ عرب کے جاہل انسان ساری دنیا کے رہنما بن گئے[1]۔

کارلائل مزید کہتا ہے

"طلوع اسلام کے ساتھ عرب کی بت پرستی اور نصرانیت کا جدلیاتی فلسفہ ختم ہو کر رہ گیا اور ہر وہ چیز جو حق نہیں تھی خشک لکڑی ثابت ہوئی جسے اسلام کی آگ نے بھسم کردیا، لکڑی تو جل گئی البتہ آگ روشن رہی۔ اللہ تعالےٰ نے اسلام کے ذریعہ عربوں کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالا اور اسی کی بدولت خوابیدہ اُمت اور خشک و بنجر زمین کو زندگی کی رونق ملی۔ ایک اُمت کہ دنیا کی ابتدا کے وقت سے ہی جن کی نہ کوئی آواز تھی اور نہ جن کے اندر حرارت اور حرکت تھی۔ اللہ نے ان کے درمیان ایک نبی اپنے حکم اور اپنی رسالت کے ساتھ بھیجا، دیکھتے ہی دیکھتے گمنامی، شہرت و ناموری میں، مدہوشی و غفلت، بیداری و ہوشیاری میں، پستی اور ذلت بلندی و رفعت میں بدل گئی۔ اسلام کا نور تمام اطراف میں پھیل گیا اور اس کی ضیا پاشیاں زمین کے ہر چپے پر ہوئیں۔ اس کی کرنوں نے شمال و جنوب اور مشرق و مغرب کو ایک کردیا۔ اور یہ سب کچھ ظہور اسلام کے بعد ایک ہی صدی کے اندر ہوگیا۔ یہاں تک کہ اسلام کا ایک نمائندہ ہندوستان

---

[1] ماہنامہ "دین و دنیا"، دھلی۔ ص ۳۲، اپریل ۱۹۷۰ء

میں ہے تو دوسرا سرزمین اندلس میں ہے۔ اسلام کی عظیم سلطنت، فضل و شرافت، مروّت اور بہادری کے نور اور حق و ہدایت کی رونق سے نصف عالم پر صدیوں اور زمانوں تک روشن رہی۔[1]

یہی مصنّف مزید کہتا ہے:۔

اسلام یہی کہتا ہے کہ ہمیں خود کو اللہ کے حوالے کر دینا چاہیئے، ہماری ساری طاقت اپنی مرضی سے خدا کو سونپ دینے میں ہے۔ وہ جو کچھ ہمارے ساتھ کرتا ہے، جو کچھ ہمیں عطا کرتا ہے، خواہ وہ موت اور موت سے بھی بدتر ہی کوئی شئے کیوں نہ ہو؟ وہ ہمارے حق میں بہتر ہی ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ گوئٹے کے سوال "اگر اسلام یہی ہے تو کیا ہم اسلام میں داخل نہیں ہیں؟" کے جواب میں کارلائل کہتے ہیں۔ "ہاں ہم سب۔ بشرطیکہ ہم اخلاقی زندگی بسر کرتے ہوں تاہم یہ ایک اعلیٰ ترین تعقّل ہے۔ جو خدا نے ہماری زمین پر اتارا ہے اور یہ کہ ایسے انسان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ گویا قدرت کے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی ایک آواز ہے۔ لوگ اُسے فرض جان کر سُنتے ہیں اور اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سُنتے کیونکہ جو کچھ ہے وہ سب محض ہوا ہے۔[2]

بسنت کومر بوس BASANT COOMER BOSE

"ایک مسلمان فوجی کی ایسی تصویر کہ وہ ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قرآن لے کر بڑھ رہا ہے۔ سراسر جھوٹ ہے۔[3]

---

[1] مواعظِ حسنہ، بحوالہ "ذکریٰ" رام پور۔ [2] آج کے چند اسلامی مسائل۔ ص۴۹۔
[3] "محمڈینزم"، کلکتہ۔ ص۴، ۱۹۳۱ء (MOHAMMEDANISM, CALCUTTA-1931-P.4)

A. S. TRITTON — اے ایس۔ ٹری ٹن

"تاریخ اس روایتی داستان کی بہرحال واضح طور پر تردید کرتی ہے کہ مسلمانوں نے تلوار کی نوک پر مفتوحہ قوموں کو اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور کیا۔ یہ ایک ایسی من گھڑت کہانی ہے جسے ہمارے مورخ بار بار دُہراتے رہتے ہیں۔[1]

MR. J. PARK — مسٹر جنگو پارک

لکھتے ہیں کہ: مجشیوں پر اسلام نے جو سب سے زیادہ گہرا اثر ڈالا وہ ترک شراب نوشی ہے۔ اسلام انسانی کردار کو بلند کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔[2]

LALA ISHWAR PRASAD — لالہ ایشوری پرشاد

نے ایک جگہ لکھا ہے کہ: "اگر مسلمان تنگ نظر اور متعصب ہوتے تو اتنے لمبے عرصے تک ہندوستان پر حکومت نہ کر سکتے، کیا ممکن ہے کہ مُسلم اقلیت ہندو اکثریت پر ظلم و زیادتی کرتی اور اکثریت اُس کو برداشت کرتی رہتی؟ ہندوستان میں مسلمانوں کی پالیسی اول سے آخر تک رواداری پر قائم رہی۔[3]

MARQU'S OF DUFERIN — مارکوئیس آف ڈفرین

یورپ مسلمانوں کے علم سائنس اور مسلمانوں کے لٹریچر کا بڑی حد تک مرہون

---

[1] "اسلام" لندن ۱۹۵۱ء صفحہ ۲۱۔ ("ISLAM,, LONDON, 1951-P.21)

[2] اللطیف، خاص نمبر۔ ویلور ۲۶ ربیع ۱۳۸۵ھ [3] ہفت روزہ ختم نبوۃ، انٹرنیشنل کراچی۔ جلد ۶، ستمبر ۱۹۸۸ء اور الحسنات، قبول اسلام نمبر فروری ۱۹۶۲ء

منّت ہے، جس نے قرونِ وسطیٰ کی تاریکیوں کو دور کرنے میں بڑا سرگرم حصّہ لیا ہے۔[1]

میجر جنرل ہاورڈ MAJ. GEN. HOWARD

جو سالہا سال تک برطانوی فوجوں کے ہمراہ مصر میں رہے، انھوں نے اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا تھا "جب مؤذن اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتا ہے تو اس نعرہ میں کچھ ایسی کشش ہے کہ انسان کا دل خود بخود اسلام کی طرف کھنچنے لگتا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ جب یہ نعرہ صبح صادق کے وقت بلند ہوتا ہے، اس میں اور بھی زیادہ دل آویزی اور کشش پیدا ہو جاتی ہے۔[2]

مسٹر گوبند رام کھنہ MR. GOBINDRAM KHANNA

ایک روشن خیال ہندو اہل قلم تسلیم کرتے ہیں

یہ خیال کرنا غلط ہے کہ لاکھوں ہندوؤں کا اپنا آبائی مذہب ترک کر کے مذہبِ اسلام اختیار کرنا تمامتر مسلمان حکمرانوں اور مسلمان حملہ آوروں کے جبر و تشدد کا نتیجہ تھا مسلمان حملہ آوروں میں تبلیغ مذہب کا جوش ضرور تھا اور انھوں نے بڑی تعداد جبراً مسلمان کی لیکن گذشتہ آٹھ صدیوں میں لوگوں نے جو تبدیل مذہب کیا ہے ان سب کو محض جبر کا نتیجہ و سبب نہیں کہا جا سکتا۔ مسلمانوں کے سیاسی غلبہ و اقتدار کا تو سلطنت مغلیہ کی بربادی و تباہی پر عملاً خاتمہ ہو چکا تھا

---

[1] آج کے چند اسلامی مسائل۔ صفحہ ٦٢۔ [2] "اللطیف" ویلور۔ سنہ ١٣٨٥ھ

اور دکن و ممالک متوسط میں اور پنجاب میں سکھوں کو قوت حاصل تھی، لیکن بایں ہمہ تبدیلِ مذہب کا سلسلہ بند نہیں ہوا تھا یہ اگرچہ ناگوار اور دل آزار بات تو ضرور ہے مگر اس تلخ صداقت کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ ہندوؤں کا مذہب آبائی چھوڑ کر ایک مسلسل سرچشمہ کی حیثیت میں مذہبِ اسلام میں داخل ہونا اس کا سبب خود ہندوؤں کے نظامِ معاشرت کی فرسودگی اور مذہبِ اسلام کی قوت جذب و قبولیت رہا ہے۔ ہمیں اس مروّجہ خیال سے اپنے دل کو تسلی نہیں دینی چاہیئے کہ ہندوؤں کا مذہبِ اسلام قبول کرنا جبر اور تشدّد کا نتیجہ تھا۔ خود بینی انسان کا سب سے زیادہ مہلک دشمن ہے میرے خیال میں بیوگی کی زندگی کا جبریہ رہنا۔ ہندوؤں کے مختلف طبقات میں معاشرتی مساوات کا نہ ہونا اور ان لوگوں کے ساتھ جن کو ہم نیچ ذات کے نام سے موسوم کرنا پسند کرتے ہیں قریب جانوروں کا سا اور وحشیانہ برتاؤ کرنا ان سب باتوں نے لاکھوں ہندوؤں کو اسلام کے حلقے میں داخل کر دیا اور تاوقتیکہ حالات میں پوری تبدیلی نہ ہو جائے مستقبل قریب میں اس تبدیلی مذہب کے بجائے گھٹنے کے اور زیادہ بڑھنے کا امکان ہے[1]۔

شری راج وید پنڈت گدادھر پرشاد
SHRI RAJVED PANDIT GADADHAR PRASAD

(رئیس اعظم مراد آباد) میں ایک راسخ العقیدہ ہندو ہوں، لیکن میں نے ہندو عیسائی اور اسلامی مذاہب کے بانیوں کے حالاتِ زندگی کو اپنی بہترین توجہ کا خراج دیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام دنیا کا بہترین مذہب ہے۔ میں بیانگ دہل اعلان کرتا ہوں کہ (اگر کسی) مذہب کو اخوتِ باہمی، اخلاق و تہذیب اور اتحاد

---

[1] لالہ لاجپت رائے کے انگریزی اخبار "پیپل" مورخہ ۸ راگست کے حوالے سے "اسلام کی صداقت" ص۲۶

کی دولت فراوانی اور کثرت کے ساتھ عطا کی گئی ہے تو وہ مذاہب کا سردار "اسلام" ہے۔ اسلام کی فیاضی اور کشادہ دلی اس کا امتیازی نشان ہے۔ وہ امیر، غریب سب کو اپنی شفیق آغوش میں پناہ دیتا ہے۔ اچھوت پن کی لعنت دور کرنے کی طاقت صرف اسلام ہے[۱]۔

ڈی رائٹ DE. RITE

ایک برطانوی نژاد لکھتے ہیں " محمدؐ صرف اپنی ذات اور قوم کے لئے ہی نہیں، بلکہ دنیائے ارض کے لئے ابرِ رحمت تھے، آپؐ نے مدتوں سر توڑ کوشش کی کہ ذات پات کا تفرقہ مٹ جائے اور یہی سبب ہے کہ آج اسلام کے اندر ذات نسل اور قوم کے امتیاز کا نام و نشان نہیں ہے[۲]۔"

علامہ جواکیم دی یولف J. D. YOULF

کا اسلام کے حفظ صحت پر قابل قدر مضمون درج ذیل ہے:

دین اسلام کے اصول و عقائد و قواعد کو اگر بہ نظر غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے کہ موجودہ مسلمان ان کی پابندی سے کوسوں دور ہیں اور اگر مسلمانوں میں کوئی ایسی اُولوالعزم روح پردۂ غیب سے شہود میں آتے دم مرادیہ ہے کہ اگر ایسا مسلمان پیدا ہوئے جس کا عزم و ارادہ اسلام کے صحیح اصول کے مطابق ہو اور ایسی پاکیزہ روح دنیا میں آجائے کہ مذہب اسلام کی

---

[۱] اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں۔ صفحہ ۱۶۱، [۲] اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں۔ صفحہ ۱۶۰

حقیقت کے ساتھ متّصف ہو) جو ان کو از سرِ نو اسلام کے اصلی اور صحیح مرکز پر لے آئے تو اس میں کلام نہیں کہ ان کی قوّت کا طُرّہ افتخار آسمان تک جا پہنچے اور سیاسی اعتبار سے نہ سہی اخلاقی اجتماعی اور علمی پہلو سے وہ دنیا کی بساط پر ایک نہایت اہم مہرہ بن سکتے ہیں، مجھے اس وقت اسلام کی سیاسی اہمیت سے سروکار نہیں۔ بلکہ میں صرف اس کے ایک خاص پہلو پر بحث کرنا چاہتا ہوں جس پر اس وقت تک شاید کسی یوروپین نے غور نہیں کیا، یہ پہلو ان احکام و قوانین سے تعلق رکھتا ہے۔ جو قرآن کریم نے حفظان صحت اور تندرستی کے متعلق اپنے ماننے والوں پر فرض کئے ہیں، میں نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ روئے زمین کی تمام کتب سماوی پر قرآن کو اس لحاظ سے خاص امتیاز حاصل ہے۔ اگر ہم شاندار مگر سادہ واجبات و فرائض حفظان صحت پر نظر کریں جو قرآن میں مذکور ہوئے ہیں اور پھر اس امر پر غور کریں کہ ان کی پابندی کرنے والوں کو جنّت الفردوس کے مستحق قرار دینے میں اُس کی کیا حکمت ہے تو ہم پر روشن ہو جائیگا کہ اگر یہ صحیفۂ آسمانی اور کلام ربانی ساکنان ایشیاء کو نہ ملتا تو ایشیاء کا بلا آفریں خطۂ زمین یورپ کے حق میں اور بھی بلاخیز ہو گیا ہوتا۔ اسلام نے صفائی اور پاکیزگی اور پاکبازی کی صاف اور صریح ہدایات کو نافذ کر کے جراثیم ہلاکت کو مہلک صدمہ پہنچا دیا ہے۔ غسل اور وضو کے واجبات نہایت دور اندیشی اور مصلحت پر مبنی ہیں۔

غسل میں تمام جسم اور وضو میں ان اعضاء کا پاک و صاف کرنا ضروری ہے جو عام کاروبار یا چلنے پھرنے میں کھلے رہتے ہیں، منہ کو صاف کرنا اور دانتوں کو مسواک کرنا ناک کے اندرونی گرد و غبار وغیرہ کو دُور کرنا یہ تمام حفظ صحت کے لوازم ہیں اور ان واجبات کی بڑی شرط آبِ رواں کا استعمال ہے جو فی الواقع جراثیم کے وجود سے پاک ہوتا ہے (مطلب یہ ہے کہ اسلام نے پہلے ہاتھ وغیرہ کو دھونے کے لئے صاف ستھرے پانی

کے استعمال کو ضروری قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ پانی جراثیم یعنی گندے باریک کیڑوں سے پاک ہوتا ہے اس لیئے اس کا استعمال بہت مفید ہے) حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لحم خنزیر میں اور بعضے ممنوع جانوروں کے اندر امراض ہیضہ، وٹمان، فالیج بخار وغیرہ کا خطرہ دریافت کرلیا تھا۔ حیوانات کو ذبح کرنے کا جو طریقہ شارع اسلام نے تلقین کیا ہے وہ بہت ضروری اور اہم ہے۔ گرمی وحدت جانوروں کے خون میں مواد فاسد پیدا کرتی اور ہزار ہا ایسی بیماریوں کا باعث ہوتی ہے۔ جو انسانی کے لیئے سمِّ قاتل کا حکم رکھتی ہے اس لیئے ذبح کرتے کے عمل میں جانور کے خون کا کثرت سے خارج ہونا لازمی ہے۔ غسل اور وضو سے جو صفائی اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور حفظِ صحت کی ان دو شرطوں کے بعد تیسری اہم اور قابلِ قدر شرط ورزشِ جسمانی کی ہے۔ یہ شرط نہایت آسانی کے ساتھ ادائے نماز سے پوری ہوتی ہے۔

نماز میں قیام و رکوع وقعود وسجود کی حرکات اعلیٰ حکمتِ عملی اور تدبّر پر مبنی ہیں۔ اگر اہل یورپ میں اسلامی نماز کا رواج ہوتا تو ہمیں جسمانی ورزش کے لیئے نئی نئی ورزشیں حرکتیں ایجاد نہ کرنا پڑتیں۔ ایشیاء کے گرم ملک میں انسانی جسم کے اندر چربی زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ اور سجدہ میں دونوں ہاتھ اور دیگر اعضاء ایک خاص کشش کے ساتھ پھیلانا اور سمیٹنا مناسب فربہی کی مضرتوں کو دور کردیتا ہے۔ اسلام میں تعداد ازدواج کی اجازت قوم کی کمی نسل ناقابل تلافی نقصان سے محفوظ رکھنے کے لیئے ایک بے نظیر اصول ہے جس کی ہمیں تو دل سے قدر کرنی چاہیئے۔ یہ ایک ایسا اصول ہے کہ بوقت ضرورت اس کی پیروی کی جائے تو اس سے سلسلۂ توالد و تناسل میں خلل انداز ہونے والے امراض پیدا ہونے نہیں پاتے۔ آپ ایشیاء میں عمر رسیدہ دوشیزہ لڑکیاں بہت کم پائیں گے، جو زیادہ عمر تک شادی نہ ہونے کے سبب ہسٹیریا کی تکلیف دہ بیماری میں مبتلا ہوں، منشیات ومسکرات

کو حرام قرار دینا اسلام کا اتنا بڑا احسان ہے کہ جس کے بار گراں سے انسان کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا اور ہم مدعیانِ تہذیب و تمدن یعنی اقوام یورپ کو اس بارے میں مسلمانوں پر حسد کرنا لازم ہے۔ (مراد یہ کہ شراب نوشی، بھنگ نوشی وغیرہ نشہ لانے والی چیزوں کو حرام قرار دیکر بہت بڑا احسان فرمایا ہے اور عالم انسانی کی اس سے بہت بڑی رہنمائی فرمائی ہے) حیات مستعار کو ایک بے حقیقت شے سمجھنا اور جان کی مطلق پروانہ کرنا جس کے ساتھ ایک قادر مطلق ہستی کا پختہ اعتقاد بھی شامل ہے اور مزید برآں حفظِ صحت کے قدرتی و فطری اُصول و قوانین جن میں انسانی فکرو تدبّر کو کچھ بھی دخل نہ ہو یہ تمام باتیں جسم انسانی کی تمام طاقتوں اور قوّتوں کو مدّت دراز تک صحیح و سالم و مضبوط و مستحکم رکھنے کے لئے نہایت موثر اور یقینی وسائل ہیں۔ بایں ہمہ اگر ایشیا۔ بعض خصائل میں ہم پر بمراتب فوقیت رکھنے کے باوجود اکثر اُمور میں ہم اہل یورپ سے بہت پسماندہ رہے ہے تو اس کے خاص وجوہ ہیں منجملہ ان کے ایک امر مختلف قوموں کا باہم اختلاط بھی ہے جن میں سے اکثر کو اسلام کے ساتھ موہوم سا تعلق ہے۔ اور ایک قصّہ یہ بھی ہے کہ خالص عربی النسل مسلمانوں کی سوسائٹی میں دوسری قوموں کی عورتوں کا عقد نکاح کے ذریعے سے داخل ہو جانا ان کی ہیئتِ اجتماعیہ کے فساد کا موجب ہوا ہے اور یہ قانون قدرت ہے کہ کامل چیز وہی ہے جو خالص بھی ہو بہر حال اسلامی تعلیمات کی یہ بڑی فضیلت اور منزلت اظہر من الشمس ہے۔ بالخصوص اختلاط اجناس و اقوام کے لحاظ سے اُس کے اُصول اور بھی قابل قدر اور لائق تحسین ہیں اس موقعہ یہ سوال قدرتاً دل میں پیدا ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں نے اسلام کی پیروی ترک کردی ہے تعلیماتِ قرآنی کی جانب سے روگرداں ہو گئے ہیں۔ سچا اسلام عملی صورت میں آجکل کہیں بھی موجود نہیں ہے اور اس کی بگڑی ہوئی ہیئت نے اپنے پیروؤں کو تنزّل اور جہالت کے

عمیق غار میں دھکیل دیا ہے تو آخران کا انجام کیا ہوگا ہمارے نزدیک اس کے ساتھ ہی یہ سوال بھی ہونا چاہئے کہ اگر اسلام نہ ہوتا تو ان قوموں کا جواب مسلمان کہلاتی ہیں کیا حشر ہو سکتا تھا اوران ہی قوموں پر کیا منحصر ہے ہمیں خود اپنی نسبت یہ سوال کرنا چاہئے کہ اگر اسلامی تہذیب دنیا میں جلوہ فگن نہ ہوتی تو ہماری کیا کیفیت ہوتی۔ آئین احسانمندی کی رُو سے ہم پر واجب ہے، کہ عربی علوم و فنون نے ہمارے علوم و فنون پر جو حیرت انگیز اثر ڈالا ہے اس کو فراموش نہ کریں۔ اگر عربوں نے فلسفہ ارسطو کا اپنی زبان سے ترجمہ نہ کیا ہوتا اور پھر عربوں کی معرکتہ الآراء تالیفات و تصنیفات لاطینی زبان میں ترجمہ ہو کر ہم تک نہ آئی ہوتیں تو ہمیں اس فلسفے کی اصل یونانی کتابوں کے حصول سے بہت مدت پیشتر ہی اس کا علم کیوں کر ہو سکتا۔ چند سو سال قبل ہی کا زمانہ لیجئے یورپ کے تشنگان علوم کا چشمۂ شیریں اندلس کے عربی اسلامی دارالعلوم تھے۔ (مطلب یہ ہے کہ اہل یورپ کے بہت سے علوم اندلس کی عربی درسگاہ سے ماخوذ ہیں۔ کیونکہ برسوں مسلمانوں نے اندلس پر حکومت کی اور اس کی علمی درسگاہوں سے اہلِ یورپ نے بہت علوم اخذ کئے ہیں جس کی تفصیل کتب تاریخ میں موجود ہے) اور سچ پوچھو تو آج بھی جب کہ اسلام روبہ تنزل ہے۔ ہم اسلام کے سیاسی علوم سے بہت کچھ اخذ کر سکتے ہیں۔[1]

ایس۔ ایس۔ گل،

S. S. GILL
A retired I.A.S. officer

آئی۔ اے۔ ایس۔ ریٹائرڈ۔ اپنے ایک مضمون بعنوان "مسلم ڈایلما" میں لکھتے ہیں: "اسلام کے بارے میں جو کچھ کہا اور کیا جا چکا ہے، میں کہوں گا کہ اسلام ایک

---

[1] از اخبار وکیل۔ ۱۸ر جون ۱۹۱۳ء بحوالہ جرمنی کا مشہور رسالہ "دی ہایف" سے)

بہت ہی شریف دین اور فطری مذہب ہے[1]۔

ڈاکٹر ہنری ولیم پیکارڈ

DR. H. VILLIAM PICARDO
M.A., Ph.D.

ان کے ایک، پی۔ ایچ۔ ڈی، کا مقالہ جو" اسلامک ریویو"
لندن میں شائع ہوا تھا اس کا اقتباس" میں نے جہاں تک مذاہب کا مطالعہ کیا ہے سب ہی مذاہب نے جن میں خود میرا مذہب یعنی مذہب عیسائیت بھی شامل ہے، انسانوں کو دنیا سے نفرت کرنے کی تعلیم دی ہے۔ یہاں تک کہ اکثر مذاہب نے نجات اخروی کے لئے رہبانیت کو لازمی اور ضروری قرار دیا ہے۔ لیکن اسلام ترک دنیا کا شدید مخالف ہے۔ اس نے دنیا کو عاقبت کی کھیتی قرار دیا ہے اسلام یہ چاہتا ہے کہ اس کے متبعین دنیاوی فرائض کو بھی حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیں اور عاقبت سے بھی غافل نہ ہوں۔

اسلام کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اُس نے بُرائیوں کی روک تھام اور اچھائیوں کو اُبھارنے کے لئے قابل قدر خدمت انجام دی ہے۔ اسلام جس زمانے میں جلوہ گر ہوا ہے عورتوں کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک ہوتا تھا، اس نے عورتوں کو ان کے جائز حق دلوائے۔

اسلام ہی دنیا کا وہ پہلا مذہب ہے جس نے شخصی اقتدار کو ختم کر کے دنیا میں جمہوریت کی بنیاد رکھی، اسلامی شریعت میں شخصی حکومت کے لئے کوئی گنجائش نہیں[2]۔

مزید لکھتا ہے کہ!

اسلام کے بارے میں میری قطعی رائے یہ ہے کہ دنیا کے موجودہ مذاہب میں صرف

[1] انڈین اکسپرس ۲۳ر اپریل ۱۹۸۶ء (INDIAN EXPRESS .23.APR.1986)
[2] ماہنامہ "دین ودنیا" دھلی۔ اپریل ۱۹۷۰ء ص ۳۲-۳۱

یہی ایک ایسا مذہب ہے جو نہ صرف تعلیم یافتہ دنیا کا ساتھ دے سکتا ہے بلکہ ان برائیوں سے بھی بچا سکتا ہے جو تہذیب جدید نے ہماری سوسائٹی میں پیدا کر دی ہیں۔[1]

لکشمن شاستری جوشی
L. SHASTRI JI

فروری ۱۹۵۵ء میں رنگون، برما اور ایشیا میں تہذیبی آزادی کے مباحثے کے دوران کہا تھا کہ: "یہ عجیب بات ہے کہ تمام مذاہب آخری منزل موکش کو قرار دیتے ہیں۔ صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جو دین کے ساتھ دنیا کو بھی لازمی قرار دیتا ہے۔"[2]

ڈی لاسی۔ اولیری۔
DELACY O'LEARY

Ex- Attorney General of U.S.A.

ممالک متحدہ امریکہ کا اٹارنی جنرل اپنی کتاب (ISLAMIC LAW) کے ابتدائیہ میں لکھتا ہے کہ: "امریکی قانون اخلاقی اقدار سے بہت کم رشتہ رکھتا ہے۔ ایک امریکی شہری خواہ وہ باطنی طور پر کتنا ہی خراب اور بدچلن ہو، بمشکل قانون کی گرفت میں آتا ہے۔ لیکن اسلام قانون کا سرچشمہ خدا کے احکام کو قرار دیتا ہے جن کا نفاذ و اظہار پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ ہوا ہے۔ یہ قانون الٰہی اسلام کے پیروؤں کے تمام فرقوں میں ایک واحد سوسائٹی کی صورت میں جاری وساری ہے بشمول تمام مختلف نسلوں اور قومیتوں کے جو ساری دنیا میں بکھری ہوئی ہیں یہ پہلو مذہب کو مضبوط، صحت مند اور سچی طاقت بخشتا ہے اور اسے سماج کا لازمی عنصر بناتا ہے کہ قومیت یا جغرافیہ کے حدود انھیں تقسیم نہیں کرتے۔ کیونکہ حکومت خود عظیم المرتبت قرآن کے مُسلّمہ اقتدار کی تابع ہوتی ہے۔ قرآن مجلس قانون ساز کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی مسابقتی یا رقابتی یا رخنہ اندازی کا مسئلہ کبھی پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اسلام پر ایمان

---

[1] ماہنامہ "دین و دنیا"، دہلی، فروری ۱۹۶۰ء [2] اللطیف۔ خاص نمبر۔ ویلور ۱۹۶۵ء

رکھنے والا اس دنیا کو ایک روحانی وادی سمجھتا ہے۔ قرآن صاف اور واضح الفاظ میں تشریح کرتا ہے معتقدین اسلام پر، ایک دوسرے سے ملنے جلنے، روابط رکھنے اور سماج کے تعلق سے کن قوانین و شرائط کی پابندی لازم ہے۔ اس طرح اس دنیا کو دوسری آخرت کی دنیا سے محفوظ طریقہ پر مربوط ہوتے کی راہ ہموار کی گئی ہے[۱]۔

اڈمنڈ بروک

ADMAND BURKE

قانون محمدیؐ جس کی پابندی تاجداروں سے لے کر کمترین رعایا کے لئے ضروری ولازمی ہے۔ ذہین ترین دانش، عالمانہ تدبر، اور روشن خیال عدلیہ کی بنیاد پر قائم ہے۔ ایسا نظام قانون شاید ہی دنیا میں کبھی رائج رہا ہو[۲]۔

مسز اینی بیسنٹ

MRS. ANNIE BEASANT

Founder Theological Society of India
and Indian freedom fighter

اپنی کتاب میں لکھتی ہیں، "بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو کثرت ازدواج پر اعتراض تو کرتے ہیں، لیکن خود انسانی رویہ کی صورت میں کثیر الازدواجی زندگی گزارتے ہیں۔ دوسری بیوی رکھنے والوں پر کتنوں کی بھنویں تن جاتی ہیں۔ لیکن اپنی مرضی سے کئی عورتوں یا گرل فرینڈس رکھنے کو وہ بخوشی قبول کر لیتے ہیں۔ ان دو نظریات میں جو تصادم ہے اسے روایتی طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

مغرب میں یک زوجگی کا ڈھونگ تو بہت رچایا جاتا ہے، مگر سچ پوچھئے تو غیر ذمہ دارانہ کثرت ازدواج کا رواج ان کے یہاں بھی ہے۔ مرد جب منکوحہ بیوی سے تھک جاتا ہے تو اسے

---

[۱] اسلام ایٹ دی کراس روڈس لندن ۱۸۲۳ء ص ۸
(ISLAM AT THE CROSS ROADS. LONDON. 1823. P.8

[۲] آج کے چند اسلامی مسائل۔ ص ...

نظر انداز کر کے رفتہ رفتہ بازاری عورتوں کے چکر میں جا پڑتا ہے۔ پہلا مرد عورتوں کے مستقبل کا ذمہ دار نہیں رہ جاتا، اس لئے یہ عورت گھر میں پناہ دی ہوئی دوسری بیوی سے کہیں زیادہ بدتر ہو جاتی ہے۔

ہم ایسی ہزاروں مصیبت زدہ عورتوں کو شہر کی سڑکوں پر رات کے وقت بھیڑ کی شکل میں دیکھتے ہیں تو بڑی شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ اسلام کے کثرت ازدواج کو غلط کہہ کر ہم کتنا جھوٹ بولتے ہیں

ایک عورت کے لئے یہ پوزیشن کتنی اچھی، کتنی خوش آئند اور کتنی قابلِ قدر ہے کہ وہ دوسری بیوی کی حیثیت سے ہی سہی، ایک ہی چھت کے نیچے ایک ہی مرد کے ساتھ اپنی گود میں جائز اولاد کو سینے سے لگائے عزت کی زندگی بسر کرے۔ بہ نسبت اسکے کہ سڑکوں پر بے سہارا، غیر محفوظ آوارہ پھرتی ناجائز اولاد کو گود میں لئے رات کی تاریکی میں ہر رات کسی راہ چلنے کا شکار بن جائے۔[1]

ڈاکٹر بارتھ

DR. BARTH

ترقی اسلام کی نسبت لکھتے ہیں: ایک وقت صحرائے اعظم کا گورنر عیسائی تھا اور بعد میں وہ تبدیلِ مذہب کر کے مسلمان ہو گیا۔ یقینی طور پر اسلام میں ایک کشش ہے۔[2]

یعقوب رجون

ایک نو مسلم فرانسیسی نوجوان کے ایک مراسلہ سے ماخوذ "سب سے زیادہ اسلام کی جس خوبی نے مجھے اسلام کی جانب رجوع کیا وہ اسلام کی توحید پرستی ہے۔ میں نے ایک مسیحی گھرانے میں

---

[1] لائف اینڈ ٹیچنگ آف محمدؐ۔ مدراس ۱۸۳۲ء

(LIFE AND TEACHING OF MOHAMMED. MADRAS. 1832.

[2] الّلطیف۔ خاص نمبر۔ ویلور ۱۹۶۵ء

آنکھ کھولی ہے اور مسیحی فضا میں تربیت پائی ہے، لیکن پھر بھی یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ نعوذ باللہ خدا کے بھی اولاد پیدا ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ مسیحی رہنما حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا بتاتے ہیں۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ آل اولاد کے جھگڑوں سے پاک ہے۔

پھر میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ حضرت مسیحؑ نے سولی پر چڑھ کر سب عیسائیوں کے اگلے اور پچھلے گناہوں کا کفارہ کیوں کر ادا کر دیا۔ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ حضرت مسیحؑ نے اپنی قربانی دے کر اپنے تمام متبعین کو گناہ کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟

حضرت مسیحؑ کے کفّارے کے علاوہ دین مسیحؑ کے مذہبی رہنما یعنی کلیسا کے پادری یہ بھی کہتے ہیں کہ تم سے اگر گناہ سرزد ہو گیا ہے تو فکر نہ کرو۔ ہم تمہاری سفارش کر کے معاف کرا دینگے۔ اور تم ضرور جنّت میں جاؤ گے۔ میری سمجھ میں یہ بات قطعی نہ آسکی کہ ایک بندہ جو بالکل ہماری ہی طرح ہے وہ ہمارا سفارشی کیونکر بن سکتا ہے۔

اس کے برخلاف اسلام میں باپ، بیٹا اور روح القدس والی کوئی بات نہیں، اس مذہب کی بنیاد توحید باری تعالیٰ پر رکھی ہوئی ہے۔ اس کا رسولؐ بھی اللہ کا ایک نیک اور برگزیدہ بندہ ہے۔ اور اسلام کی تعلیم یہ ہے، بارگاہ الہٰی میں کسی کی سعی و سفارش کام نہیں آئے گی۔ ہر انسان سے اُس کے اعمال پر باز پرس ہو گی۔ اور اُسے اس کے اعمال اور افعال کے مطابق سزا و جزا دی جائیگی۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جو دل کو لگتی ہیں۔[1]

سر ایڈورڈ ڈینی سن رز۔ DR. E. DENISON ROSS

جان سیل (۱۶۹۷-۱۷۳۶) کا انگریزی ترجمہ قرآن پہلی بار ۱۷۳۴ء میں چھپا۔ اس ترجمہ کے پانچویں ایڈیشن کے دیباچے میں، سر ایڈورڈ ڈینی سن رز نے اسلام کی فطری سادگی کا

[1] ماہنامہ "دین و دنیا"، نومبر ۱۹۶۹ء

اعتراف ان لفظوں میں کیا ہے:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کا بنیادی اصول توحید تھا۔ اسی کی تبلیغ انھوں نے اپنے عرب معاصرین کے سامنے کی جو ستاروں کو پوجتے تھے۔ اسی کی تبلیغ ایرانیوں کے سامنے کی جو یزدان و اہرمن کو مانتے تھے۔ اسی کی تبلیغ ہندوستانیوں کے سامنے کی جو بتوں کو پوجتے تھے۔ اسی کی تبلیغ ترکوں کے سامنے کی جو کسی خاص چیز کے پرستار نہ تھے۔ عقیدۂ توحید کی سادگی اسلام کی توسیع و اشاعت میں غالباً غازیوں کی تلوار سے زیادہ بڑا عامل تھا۔ یہ ایک تعجب خیز واقعہ ہے کہ ترک جن کی فوجی یلغار ناقابلِ مزاحمت بن گئی تھی، ان سب کو اسلام کے عقیدے نے فتح کرلیا اور انھوں نے مسلم حکومتیں قائم کیں۔ تیرھویں صدی کے منگولوں نے جب بغداد کو تاراج کیا تو انھوں نے اسلام کے آثار کو مٹاڈالنے کے لئے وہ سب کچھ کیا جو وہ کرسکتے تھے۔ اس وقت خلیفۂ اسلام کو اگرچہ مصر کی تاریکی میں دھکیل دیا گیا تھا، مگر منگولوں کی بنائی ہوئی حکومتیں بہت جلد مسلم ریاستوں میں تبدیل ہوگئیں۔[1]

ہمفرے
HUMFREY
A famous C.I.D. of England

ایک مشہور برطانوی جاسوس کا یہ اعتراف ہم نے نجد کے اطراف کی لڑکیوں سے شادیاں کیں۔ ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ مسلمان عورتوں میں محبت، خلوص، اور شوہرداری کی صفت واقعی حیرت انگیز اور قابل تعریف ہے۔[2]

ایک جرمن عالم
A. GERMEN SCHOLAR

"اسلام نے ظاہر ہو کر دنیا سے غلامی کی شرمناک رسم کو اس خوبصورتی سے عملاً مٹادیا کہ غلام

---

[1] انقلاب توحید۔ ص ۳۴تا۳۶ ۔ بحوالہ '(INTRODUCTION TO GEORGE SELE'S TRANSLATION OF THE QURAN, P.VII.)

[2] ہمفرے کے اعترافات ص ۱۳۶
COLONZATION IDEAL
MR.HMPHREY'S MEMOIRS. THE ENGLISH SPY IN ISLAMIC COUNTRIES.

آقاؤں کے ہم رتبہ بن گئے۔ اس مذہب نے انسانی تہذیب اور تمدن کی تاریخ میں پہلی بار عورت کے مساوی حقوق تسلیم کر کے اسے مردوں کی غلامی سے آزاد کرایا۔ پھر اسلام نے انسان کو بے شمار خداؤں کے روبرو سر بسجود نہ ہونے کا مشورہ دے کر لا تعداد خداؤں کی پرستش اور غلامی سے نجات دلائی اور اس طرح اس کی روح کو غلامی سے آزاد کیا۔ نیز اسلام نے انسان کو فکر و فہم اور ضمیر و بیان کی آزادی عطا کی اور اُسے توہمات اور غلط اندیشی سے نجات دلائی۔ اس کے علاوہ اس نے رنگ و نسل اور قومیت و وطنیت کی بندشوں سے انسان کو آزاد کر کے اسے خود انسان بننے اور دوسروں کو انسان سمجھنے کی تعلیم دی۔ اور انسان کی ذہنی اور فکری آزادی کو پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔[۱]

مسٹر بلی گراہم

MR. B. GRAHAM

An American Evangelist working in Africa

افریقہ میں عیسائی مشن کے سربراہ کا وہ بیان جو انھوں نے افریقہ سے واپسی پر دیا ہے۔

"افریقہ میں اسلام کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اسلام اگر سات حبشیوں کو اپنے آغوش میں لیتا ہے تو عیسائیت بمشکل تین پر قابو پاتی ہے"

امریکن چرچ جو افریقہ میں عیسائی مشن کا کام کر رہا ہے وہ اس موازنہ سے متفق نہیں بلکہ اس کے نزدیک ــــــــ "اسلام عیسائیت کے مقابلے میں دس گنا زیادہ رفتار سے ان حبشیوں میں پھیل رہا ہے"[۲]

فائننشل ٹائمز لندن

FINANCIAL TIMES LONDON

نے اپنی ایک رپورٹ میں بتلایا ہے کہ: "انڈونیشیا میں بڑی تعداد میں غیر مسلم افراد اسلام قبول

---

[۱] ماہنامہ "دین و دنیا" مارچ ۱۹۷۶ء (بحوالہ ایم۔ این۔ رائے)

[۲] ڈان، ۹ر جولائی ۱۹۶۰ء

کر رہے ہیں۔ مسیحی مبلغین کی زبردست مخالفانہ کوشش کے باوجود وہاں اسلام میں داخل ہونے والوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔"

" یہی اخبار مزید لکھتا ہے:

" کہ وہاں اس طرح اسلام کی اشاعت کی وجہ یہ ہے کہ اسلام زندگی کی تمام مانگوں کو تکمیل کرتا ہے[1]۔

ورلڈ کرسچن ڈائجسٹ

WORLD CHRISTIAN DIGEST

A leading financial magazine in U.K.

جون ۱۹۶۱ء " اگر افریقہ میں مسیحیت ایک انسان کو کھینچتی ہے تو اس کے مقابل اسلام دس لوگوں کو کھینچ کر لے جاتا ہے[2]۔

جارج برنارڈ شاہ

GEORGE BERNARD SHAW

A famous novelist

" اگر کوئی مذہب آئندہ سو سال کے اندر انگلستان ہی نہیں بلکہ یورپ پر حکمرانی کر سکتا ہے تو وہ مذہب، دینِ اسلام ہے[3]۔"

یم ۔ین ۔رائے

M. N. ROY

A famous Indian leader

ہندوستان کے ایک نامور لیڈر کہتے ہیں اسلام ایک ایسا مذہب جو نہ صرف دینی اعتبار سے بلکہ دنیوی امور میں بھی بنی نوع انسان کا بہت بڑا رہنما ہے۔ یہ صرف عبادت اور ریاضت کی تعلیم ہی نہیں دیتا بلکہ دنیوی معاملات میں بھی قدم قدم پر بنی نوع انسان کی رہنمائی کرتا ہے اور اسلام

---

[1] الرسالہ جنوری ۱۹۹۰ء بحوالہ اخبار الدعوۃ الاسلامیہ طرابلس (ہفتہ روزہ عربی اخبار) (۲۰ ستمبر ۱۹۸۹ء)

[2] تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک۔ [3] آج کے چند اسلامی مسائل۔ ص ۴۹

کی اسی خصوصیت نے اس مذہب کو مختصر سی مدت میں دنیا کے کونے کونے میں پھیلا دیا تھا۔ دنیا کے مفکرین اسلام کی حیرت انگیز مقبولیت پر حیران ہیں۔ لیکن اگر وہ اسلام کا گہری نظر سے مطالعہ کریں تو یہ بات صاف طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام چونکہ عین فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ اس لئے وہ دنیا کے اُلجھے ہوئے مسائل کو حل کرنے میں بہت بڑا معاون ثابت ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر شخص اس کی تعلیمات اور ہدایتوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اس کا گرویدہ بن جاتا ہے۔ اسلام کی کشش اور جاذبیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کی جس قوم اور جس ملک نے اس مذہب کو قبول کر لیا وہ پھر کبھی اس مذہب سے برگشتہ نہیں ہوئے بلکہ جان دیدی، مگر اس مذہب کو کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑا۔ اسلام کی حقانیت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ جو قومیں اس کی بدترین دشمن تھیں جب انھوں نے اسلام قبول کر لیا تو اسی کی بن کر رہ گئیں اور ان ہی پرانے دشمنوں نے اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں[1]۔

مین اینڈ ہز گاڈس
MEN AND HIS GODS

کے نام سے امریکہ سے ایک انسائیکلو پیڈیا چھپی ہے ؛ اس میں مختلف مذاہب پر مقالے ہیں۔ اسلام پر جو مقالہ ہے اس کے عیسائی مقالہ نگار نے اسلامی انقلاب کے ان نتائج کا اعتراف ان لفظوں میں کیا ہے : "اسلام کے ظہور نے انسانی تاریخ کے رُخ کو موڑ دیا ہے[2]"

ITS ADVENT CHANGED THE COURSE OF HUMAN HISTORY. (P.369)

اتیچ۔ اے۔ آر۔ گب
H. A. R. GIBBS

"ڈاکٹر ولیم بشائر پیکارڈ کے ایک انگریزی مقالے سے میری نظر سے اتیچ۔ اے۔ آر۔ گب

---

[1] ماہنامہ "دین و دنیا" دھلی۔ مارچ ۱۹۶۰ء صہ ۳۵
[2] انقلاب توحید۔ صہ ۶۷

کی تصنیف "محمڈنزم"، گزری ہے۔ اس کے مطالعے سے یہ بات صاف طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے جمہوری نظام حکومت کو پیش کیا ہے، وہ ہمارے زمانۂ حاضرہ کے جمہوری نظام سے بدرجہا بہتر ہے۔ اس میں اس بات کا کسی طرح امکان ہی نہیں ہے کہ حکومت کا کوئی غلط سربراہ منتخب ہو سکے۔ اس کے علاوہ اسلامی حکومتوں میں رہنے والے غیرمسلموں کے لئے اس قدر مراعات موجود ہیں کہ آج تک کسی جمہوری نظام میں ایسی مراعات نہیں پائی گئیں۔ سچ تو یہ ہے کہ حقیقی جمہوریت صرف اسلام نے پیش کیا۔[1]

ڈاکٹر والٹر اسمتھ — DR. W. SMITH

اسلام کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے رنگ و نسل، شریف و رذیل، غریب و دولتمند، کے تمام امتیازات کو مٹا کر پوری نوع انسانی کو ایک صف میں لا کھڑا کر دیا ہے۔ مختصر یہ کہ اسلام نے مساوات اور زندگی کے ہر شعبہ میں جو اعتدال اور اشتراک پیدا کیا ہے وہی اس دین کی امتیازی خصوصیت ہے۔ اور اس خصوصیت کی بنا پر اسلام کو بجا طور پر دین فطرت کہا جا سکتا ہے۔[2]

ایورنڈرے فرانک — E. R. FRANK

کہتے ہیں آج جب کہ ہم ان موجودہ مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں، ہمیں اسلام کے طریق کار پر غور اور اسے اختیار کرنے سے گریز نہیں کرنا چاہیئے۔ اور ہمیں یقین رکھنا چاہیئے کہ اگر ہم نے ان مسائل میں اسلام کی ہدایت کو مشعلِ راہ بنایا تو ہم مایوسی کی تاریکیوں سے نکل کر امید اور کامیابی کی روشنیوں تک پہنچ سکیں گے۔[3]

---

[1] ماہنامہ "دین و دنیا" دہلی۔ فروری ۱۹۷۰ء صـ ۳۱
[2] ماخوذ از اسلامک ریویو لندن [3] اللطیف، خاص نمبر۔ ویلور۔ صـ ۴۶، ۱۹۶۵ء

مورخ اوکھلرٹ

HISTORIAN OKHLORT

اصول شرع اسلام میں سے ہر ایک اصل کو دیکھئے تو فی نفسہ ایسی عمدہ اور مؤثر ہے کہ شارع اسلام کے شرف و فضیلت کو قیامت تک کافی ہے۔ اور ان سب اصول کے مجموعے سے ایسا انتظام سیاست قائم ہو گیا جس کی قوت و متانت کے سامنے اور سب انتظام ہیچ ہیں۔ ایک شخص کی حین حیات اور وہ بھی ایسا شخص جو ایک جاہل وحشی تنگ مایہ اور کم ظرف قوم کے قابو میں تھا۔ وہ شرع ان ممالک میں شائع ہو گئی جو رومتہ الکبریٰ کی سلطنت قاہرہ سے کہیں عظیم و وسیع تھے۔ جب تک اس کی اصلی کیفیت باقی رہی اس وقت تک کوئی چیز اس کا مقابلہ نہ کر سکی۔[۱]

جے۔ ایس۔ ولیم۔

J. S. VILLIAM

(یم۔اے۔ایف۔آر۔سی۔ ہندوستانی چرچ۔ بلاسس روڈ بمبئی ۸)

جلسہ سیرت النبی میں ایک تقریر کا اقتباس

اسلام امن کا مذہب ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے تلوار کے ذریعہ پھیلایا انھیں شاید اسلامی تاریخ سے واقفیت نہیں ہے۔ وہ رسول پاک ﷺ کی مکمل زندگی کا مطالعہ کریں تو انھیں معلوم ہو جائے گا کہ اسلام کس طرح شروع ہوا اور کس طرح ترقی کرتا چلا گیا۔[۲]

۱؎ "القاسم" دیوبند۔ جلد ۱، بابتہ ماہ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ

۲؎ اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں۔ ص ۱۵۹

اسٹینلاس گیارڈ
S. GIARD

عہد وسطیٰ کے مسلمانوں کی تاریخ بجائے خود انسانی تہذیب کی تاریخ ہے۔ اور ہمیں مسلمانوں کا ممنون و احسانمند ہونا چاہئے کہ اُن کی بدولت قدیم علوم و فنون نہ صرف زندہ ہی ہو گئے تھے بلکہ اُنھوں نے ان میں نمایاں اضافے بھی کئے تھے۔ اور آج مسلمانوں ہی کی بدولت ہم ان علوم و فنون کے مالک بن کر خود کو مہذب کہلانے کے قابل ہوئے ہیں[1]۔

ڈاکٹر گلبرٹ
DR. GILBERT

میں اسلام کے ماضی پر بحث کرنا نہیں چاہتا بلکہ میں اُسے حال کے آئینے میں جب دیکھتا ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ اسلام دنیا کے لئے جس انقلابی تہذیب کا پیغام لے کر آیا تھا اُس کی روح آج بھی بدستور قائم ہے۔ چنانچہ چودہ[۱۴] سو سال گزر جانے کے باوجود بھی اس پیغام میں کوئی تبدیلی رُونما نہیں ہوئی۔ اسلام آج بھی ضمیر اور عمل کی آزادی کا داعی ہے۔ اگرچہ انقلابات زمانہ نے مسلمانوں کو بہت سے گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ لیکن ان کے درمیان آزادی کا یہ تصوّر برابر قائم چلا آ رہا ہے۔ آزادی کے اس تصوّر کے ماتحت وہ جہاں بھی ہوں ہمیشہ مذہبی رواداری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور غیر مسلم ممالک میں بھی اس طرح زندگی بسر کرتے ہیں کہ اُن سے کسی کو بھی شکایت کا موقع نہیں مل سکا۔ چنانچہ وہ آج بھی رنگ و نسل کے امتیازات اور سماجی اور اونچ نیچ میں یقین نہیں رکھتے بلکہ ان باتوں کے شدید مخالف ہیں[2]۔

---

[1] فرانس کے ایک ممتاز مستشرق ہے۔

[2] مسٹر ایم۔ ین۔ رائے، کے ایک انگریزی مقالے سے۔

PROF. JOHN STUART

پروفیسر جان اسٹورٹ

انگلستان کے ایک نامور مفکر ان کے انگریزی مقالے سے

اس حقیقت سے کوئی بھی ہوشمند انسان انکار نہیں کرسکتا کہ اسلام کے جلوہ گر ہونے سے پہلے غلامی کا رواج عام تھا۔ اس سے قبل دنیا میں بڑے بڑے مذاہب آئے لیکن ان میں سے کوئی ایک مذہب بھی غلامی کو ختم کر نہ سکا۔ لیکن اسلام نے جلوہ گر ہوکر اس بری رسم کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔

ہم چونکہ موجودہ زمانے میں آزادی کی فضا میں سانس لے رہے ہیں اس لئے یہ سمجھ نہیں سکتے کہ غلامی دنیا کی کتنی بڑی لعنت ہے۔ یہ کس طرح انسانوں کو بھیڑ بکریوں سے بھی بدتر بنا دیتی ہے۔ جس طرح آج ہم آزادی کے ساتھ بھیڑ بکری یا کسی جانور کو جب چاہے ہلاک یا ذبح کرسکتے ہیں اسی طرح قدیم زمانے میں ہر آقا کو اس بات کا اختیار حاصل تھا کہ وہ ادنیٰ سے قصور پر بھی اپنے غلاموں اور باندیوں کو ہلاک کردے، کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ سوسائٹی میں اس آدمی کو زیادہ معزز و محترم سمجھا جاتا تھا جس کے پاس زیادہ غلام یا باندیاں رہتی تھیں۔ یہ دنیا کی اتنی بڑی لعنت تھی جس سے بڑھ کر شاید کوئی لعنت نہیں ہوسکتی۔ اسلام ہی نے آگے چل کر اس لعنت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام نے اگر غلامی کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر نہ پھینک دیا ہوتا تو یہ دنیا نہ جانے کب تک اس لعنت میں مبتلا رہتی۔ واقعہ یہ ہے کہ:

آج ہم جس آزادی اور جمہوریت کی فضا میں سانس لے رہے ہیں وہ اسلام ہی کے طفیل میں ہمیں عطا ہوا ہے۔ اور اسلام کا ہم پر اور ساری دنیا پر یہ اتنا بڑا احسان ہے جسے کسی طرح بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔[1]

---

[1] ماہنامہ "دین و دنیا" دہلی۔ نومبر ۱۹۶۵ء۔ صفحہ ۳۲

پروفیسر سر تھامس آرنلڈ PROF SIR THOMAS ARNOLD

لکھتے ہیں اسلام ایک بہت بڑی سیاسی طاقت ہے جس کا اثر دنیا زیادہ سے زیادہ ایسا ہی محسوس کرتی ہے۔ جیسا کہ ساری دنیا ایک جگہ کر دی گئی ہو۔[1]

اور یہ کہ "بڑے بڑے عالمی مذہبوں میں سے اسلام ہی ایسا ہے جو تنخواہ دار مبلغوں اور مالدار تبلیغی مشنوں کے بغیر صرف عام لوگوں کے ذریعے پھیلا ہے۔ مسلمان تاجر سب سے زیادہ کامیاب مُبلغ رہے ہیں۔ افریقہ میں اسلام کی تعلیم کا سارا کام صرف قرآنی اشاعت سے ہوا ہے، اور قرآنی اشاعت کا یہ کام عرب تاجروں اور سوداگروں نے کیا۔ انھوں نے کسی تبلیغی نظام سے کبھی کوئی مدد نہیں لی۔ یہی حال چین کا بھی ہے وہاں بھی افریقہ کی طرح اسلام کی اشاعت صرف تاجروں کے ذریعے ہوئی"۔[2]

مسٹر سی۔ ایم۔ کنگ۔ C. M. KING

انسان فطرۃً اس بات کا عادی ہے کہ جب دنیوی کاموں اور مجلسی تفریحوں میں مشغول ہو جاتا ہے تو اس کی اصلاح نفس کا خیال نہیں رہتا اور بعض تفریحوں میں لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں، میں جب اس بات پر غور کرتا ہوں کہ اسلام نے اپنے وفاداروں پر دن رات میں پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے اور ان کو مجبور کیا ہے کہ وہ ہر حال میں اس اہم فرض کو ادا کریں، تو مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ نماز ایک بہترین ذریعۂ ہدایت ہے۔ جب ایک سچے عقیدے

---

[1] اللطیف خاص نمبر۔ ویلور۔ صفحہ ۴۶ رمضان ۱۳۸۵ھ

[2] الحسنات اردو ڈائجسٹ، قبول اسلام نمبر فروری ۱۹۸۲ء بحوالہ پروفیسر آرنلڈ کی کتاب "تبلیغ اسلام" سے

کا آدمی ہر طرف سے بے نیاز ہو کر خلوص و محبت کے ساتھ اپنے خالق کو یاد کرتا ہے اور اُس کی تسبیح و تقدیس بیان کر کے اس کی خوشنودی چاہتا ہے اور اس قادر قدوس سے استعانت طلب کرتا ہے تو اس کی رُوح ایک پاکیزہ حالت میں پہنچ جاتی ہے اور اس کے دل و دماغ سے نفس پرستی کا خبط دور ہو جاتا ہے۔ میں نے اعلیٰ پوزیشن کے مسلمانوں کو دیکھا ہے وہ اپنے اثر و اقتدار کے لحاظ سے ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اور کم حیثیت آدمی ان سے بات چیت کرنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتے، لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو ایک عظیم الشان آدمی بیتابانہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے اور اپنے غیر معروف بھائیوں کے ساتھ فریضۂ نماز ادا کرتا ہے، اس نظارے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ بیشک اس عبادت میں سادگی اور فروتنی کا سبق موجود ہے اور اس میں مساوات کی شان نظر آتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلامی رسولؐ نے عجیب انداز سے امیر و غریب ادنیٰ و اعلیٰ کو ایک صف میں جمع کیا اور مناسب طور پر غرور و نخوت کے طلسم کو پاش پاش کیا۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ نماز ایک بہترین عبادت ہے[1]۔

موسیو سیدیو

MOSIO SEDIO

A french historian

ایک فرانسیسی مورخ لکھتا ہے: "اسلام کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کے کردار کو اتنا بلند بنا دیا تھا، جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں مفقود ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ مسلمان جب وعدہ کر لیتے تھے۔ نازک سے نازک حالات میں بھی غلط بیانی سے پرہیز کرتے تھے۔ تجارت اور معاملات میں نہایت ہی صادق القول ثابت ہوتے تھے۔ اور حق گوئی کے لیے گردنیں تک کٹوا دیتے تھے[2]۔

---

[1] اسلام کی صداقت۔ ص۱۱۰ بحوالہ "درخلافت"۔ [2] ماہنامہ "دین و دنیا" ص۳۶، نومبر ۱۹۶۷ء۔

ڈاکٹر لیٹنر
DR. LEITZ

"اسلام کے اس احسان کو کسی طرح بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کہ اس نے عوام کے اخلاق کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ اور بنی نوع انسان کو گمراہی سے ہٹا کر سیدھا راستہ دکھایا ہے۔ شاید ہی دنیا کی کوئی ایسی قوم یا مذہب ہو جس نے اسلام کی خوبیوں سے فائدہ نہ اٹھایا ہو[1]"

پروفیسر بین چندر پال
PROF. BEN CHANDRA PAL
A famous writer of Bengal

بنگال کے ایک مشہور اہل قلم کے محسوسات "اسلامی تعلیمات کو دو حصّوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک عبادات اور دوسرے معاملات، جہاں تک عبادات کا تعلق ہے اسے تو ہم مسلمانوں تک محدود کرسکتے ہیں۔ لیکن دنیوی معاملات کے بارے میں اسلام نے جو رہنمائی کی ہے وہ مسلمانوں کی طرح غیر مسلموں کے لئے بھی یکساں مفید ہے۔ اسلام کل بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کی تعلیم دیتا ہے۔ دوسروں کے مذاہب میں مداخلت کرنے اور بُرا بھلا کہنے سے روکتا ہے۔ سچائی اور حق پسندی کا بہت بڑا علمبردار ہے۔ سیاست اور تمدّن کے معاملے میں سیدھا اور امن پسندانہ راستہ دکھاتا ہے۔ اگر تعصّب سے بالاتر ہو کر اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں غیر مسلموں کی رہنمائی کا بہت بڑا سرمایہ موجود ہے۔"

آگے چل کر پروفیسر موصوف فرماتے ہیں:۔

"عربوں کی اجتماعی جمہوریت میں اسلام نے دنیا میں وہ رُوحِ آزادی پیدا کر دی جس سے اُس عہد کا کوئی مذہب آشنا نہ تھا اور اُس وقت کی دنیا جس سے قطعی بیگانہ تھی۔"

---

[1] ڈاکٹر لیٹنر کی کتاب "تحقیقات مذاہب" سے۔

ایک اور مقام پر پروفیسر بین چندر پال اسلامی رواداری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"اسلام نے اُخوت اور برادرانہ روابط پر جس قدر زیادہ زور دیا ہے اور جس شدومد سے اس پر عمل پیرا ہوا ہے اس کی مثال دنیا کا کوئی اور مذہب پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس میں ہندوؤں کی طرح ذات پات کا کوئی امتیاز موجود نہیں۔ نہ کسی کو محض خاندانی اور مالی عظمت کی بنا پر بڑا سمجھا جاتا ہے، جیسا کہ آج دیگر اقوام کا شعار بنا ہوا ہے۔[۱]

ولیم کنسٹلر

WILLIAM KUNSTLER
A famous barrister of U.S.A.

امریکہ کے ایک ممتاز بیرسٹر کی تقریر سے

کچھ دنوں بعد اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہوگا۔ کل وہ دنیا کی آبادی کا چالیس فیصد حصّہ ہوجائیگا۔ اور اگلے پچاس برسوں میں وہ دنیا کی آبادی کا ساٹھ فیصد حصّہ ہوگا۔[۲]

مسٹر ہنمنت راؤ

MR. HANUMANT RAO

جمہوریت اگر کہیں ہے تو وہ اسلام میں ہے ... موجودہ جمہوریت ترقی یافتہ نہیں ہے۔ اہل اسلام میں حقیقی جمہوریت کا یہ جذبہ کارفرما تھا۔ ابھی ہماری جمہوریت ابتدائی دور سے گزر رہی ہے اور اس میں ترقی کی گنجائش ضرور ہے۔[۳]

---

[۱] ماہنامہ "دین و دنیا" دہلی۔ ص۳۱-۳۲، نومبر ۱۹۵۳ء [۲] انگریزی ہفت روزہ "دی مینارٹ" (THE MINARET) نیویارک سے۔ [۳] صداقت اسلام۔ ص۱۵۹۔

پنڈت گووند بلبھ پنت

PANDIT GOVIND BALLABH PANT

An Ex-minister in Indian Government

سابقہ وزیر داخلہ حکومت ہند

آپؐ کی تعلیم کسی ایک ملک یا ملت کے لئے نہیں تھی۔ آپؐ کا پیغام ساری دنیا کے لئے تھا۔ آپؐ نے اتحاد بھائی چارگی اور انسانی ہمدردی کے اصولوں پر زور دیا۔ میں اس "مہتم" بالشان ہستی کو اپنا ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں[1]۔

ہیگی لاڈرگ کے ذاتی تاثرات

H. RODRICK

میں برطانوی حکومت کے زمانے میں ہندوستان کے ایک اینگلو انڈین خاندان میں پیدا ہوئی۔ مجھے ابتدائی تعلیم کے لئے ایک مشن اسکول میں داخل کرادیا گیا۔ اس اسکول میں عیسائی مذہب کی تعلیمات کا مطالعہ لازمی مضمون کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں نے عیسائیت کے اصولوں اور تعلیمات کو روز بروز عقل و شعور کی کسوٹی پر پرکھنا شروع کیا تو بہت مایوسی ہوئی۔ میں نے محسوس کیا کہ عیسائی مذہب کے اصول حقیقت سے بعید ہیں۔ کیونکہ اگر وسیع پیمانے پر ان پر عمل کیا جائے تو دنیا کا سارا تہذیبی نظام درہم و برہم ہو جائے گا۔ مثال کے طور پر میتھو ۱۴۔ ۳۹۔ ۵۔ میں تحریر ہے:۔

> "تم برائی کا مقابلہ نہ کرو۔ اگر کوئی تمہارے بائیں رخسار پر طمانچہ مارے تو اپنا دایاں رخسار بھی سامنے کردو۔ اگر جھگڑے کے ذریعہ تمہارا کوٹ چھین لے تو اپنا جبہ بھی اسے دیدو۔ اگر کوئی تمہیں ایک میل چلنے پر مجبور کرے تو اس کے ساتھ دو میل تک چلے جاؤ۔"

---

[1] عید میلاد النبیؐ کے موقعہ پر ایک پیغام۔ "انجمن فردوس ادب" لکھنؤ کے نام۔

اس نوعیت کے تعلیمات پر صرف سادھو اور تارک الدنیا ہی عمل کر سکتے ہیں۔ عام مردوں اور عورتوں کو ان پر عمل کرنا قطعی ناممکن ہے۔ اگر آج کے زمانے میں کوئی حکومت عیسائیت کے ان اصولوں کو قانوناً نافذ کر دے تو سارا نظم ونسق، فسق انتشار و بدنظمی کی نذر ہو جائے گا۔ عیسائیوں میں، میں نے ایک اور غیر تسلی بخش اور غیر مناسب بات محسوس کی اور وہ یہ ہے کہ عیسائیوں نے مذہب اور سیاست کو ایک دوسرے سے الگ کر رکھا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے حوالے سے لیوک ۱۶ : ۲۲ میں لکھا ہے:۔

"جس کے پاس تلوار نہیں ہے، وہ اپنا لباس فروخت کر کے تلوار خرید لے"

اس طرح عیسائیت میں تلوار رکھنے کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس کا صحیح استعمال کہیں نہیں سکھایا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں نے صلیبی جنگوں کے درمیان بلاتامل لاتعداد بے گناہ غیر عیسائی بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ لئے۔ میں اس وقت پورے طور سے عیسائیت سے بیزار ہوئی۔ جب امریکیوں نے ۱۹۴۵ء میں ہیروشیما اور ناگاساکی پر بم گرائے۔ ان بموں کی تباہ کاریوں سے سب آگاہ ہیں کہ کس طرح لاکھوں انسان بھیانک موت اور وبائی امراض کا شکار ہوتے۔ اس دوران میں راتوں کو جاگ کر بے گناہ انسانوں کی مصیبتوں پر آنسو بہاتی۔ جاپان پر قبضہ کرنے کے بعد جنرل میک آرتھر کی سرپرستی میں لاتعداد عیسائی مشنری وہاں پہنچ گئے جنھوں نے بے شمار غریب اور بیمار جاپانیوں کو روپے دے دیکر عیسائی بنا لیا تاکہ وہاں سفید فام جابروں کی حمایت کے لئے ایک خاص طبقہ وجود میں لایا جائے جو اپنے آقاؤں کے حق میں اپنے ہی ہموطنوں کی مخالفت کرے۔ اس کے برعکس اسلام کی پوری تاریخ سے ایک بھی ایسا واقعہ پیش نہیں کیا جا سکتا جس میں مسلمانوں نے کسی نابالغ، بوڑھے، یا کسی عورت پر بے جا ہاتھ اٹھایا ہو اور کسی غیر مسلم کو مال و دولت کا لالچ دیکر داخل اسلام کیا ہو۔ مسلمانوں کی سیاست، چالاکی اور بدمعاملگی کے بدنما داغ

سے پاک ہے۔
کالج کی تعلیم کے دوران میری ملاقات مختلف مذہب کے لوگوں سے ہوئی۔ بچپن ہی سے مجھے تعلیم دی گئی تھی کہ تمام غیر عیسائی ملحد اور مشرک ہوتے ہیں۔ لیکن جب میں ان مشرکین کے قریب آئی تو میں نے محسوس کیا تو یہ لوگ ہم عیسائیوں سے کہیں زیادہ قوت برداشت اور انسان دوستی کے صفات رکھتے ہیں۔ چنانچہ مجھے جن لوگوں کو ملحد سمجھنے کی تعلیم دی گئی تھی میں انھیں لوگوں کو احترام کی نظر سے دیکھنے لگی۔ خاص طور پر میرے مراسم ایک مسلمان سے بہت بڑھ گئے۔ اُس نے مجھے اپنے مذہب (اسلام) اور اُس کی تعلیمات کے بارے میں بتایا جس کے نتیجے میں مجھ پر بہت جلد یہ بات واضح ہو گئی کہ اسلام دوسرے تمام مذاہب اور خصوصاً عیسائیت کے مقابلے میں کہیں زیادہ قابلِ عمل، حقیقت پسند اور سچا مذہب ہے۔ اسلام میں خدا کی وحدت کا فلسفہ عیسائیت کے اُصول تثلیت کے مقابلے میں بالکل حقیقی اور صحیح ہے۔ اسلام کی اخلاقی تعلیمات حقیقت کے عین مطابق ہیں۔ ان پر عمل کر کے انسان حقیقی طور پر خدا کو پہچان کر اس سے قریب ہو سکتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی تمام دنیوی تقاضے پورے کر سکتا ہے۔ اسلام میں مساوات اور فرد کے حقوق کے اُصول اس طور پر پیش کئے گئے ہیں کہ اسلامی معاشرے میں ظلم نا انصافی طبقاتی کشمکش اور بے سرو پا جنگوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ اسلام کے جنگی اصول دنیا میں سب سے بہتر ہیں کیونکہ ان کے تحت بچوں، عورتوں، کمزوروں اور ناتوان لوگوں کی حفاظت کی گارنٹی حاصل ہے۔ اسلام امن کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والے کے خلاف یا اپنے جان و مال کی حفاظت کے لئے جنگ کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن کسی قوم کو جنگ کے ذریعہ اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے۔ جنگ کے مقابلے میں امن کو ترجیح دیتا ہے۔ تمام انسانوں کے ساتھ امن و آشتی سے رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

سے کسی نے دریافت کیا "کونسے اعمال سب سے بہتر ہیں؟" جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"بھوکوں کو کھانا کھلانا، بے سہاروں کی مدد کرنا، لوگوں کے غموں میں شریک ہونا، بے انصافی کے خاتمے کی کوشش کرنا۔"

مجھ پر سب سے زیادہ اثر اسلامی اُخوّت اور بھائی چارے کے اُصول نے کیا۔ کتنے فخر کی بات ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطے دنیا کے مختلف خطّوں میں رہنے والے لوگ جن کے رنگ ایک دوسرے سے مختلف، جن کی زبان اور لباس الگ ہیں ایک دوسرے کے بھائی کہلاتے ہیں۔ ان سب لوگوں کے دلوں میں اپنے تمام ہم مذہبوں کے لیے وہی جذبات ہوتے ہیں جو اپنے بھائیوں کے لیے ہیں۔

اسلام نے جغرافیائی حدود کو توڑ کر رنگ و نسل اور معاشی عدم مساوات ختم کرکے ایک عالمی بھائی چارے کی بنیاد ڈالی۔ یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا کے مذاہب قاصر و بے بس ہیں[1]۔

جے پرکاش نرائن

J. P. NARAIN

A famous socialist

اگر آج دنیا بھر کے مسلمان غفلت کے پردے چاک کرکے کھلے میدان میں آئیں اور اسلام کے اُصولوں پر عمل کریں تو ساری دنیا کا مذہب اسلام ہو سکتا ہے۔

صحرائے عرب میں جو ہیرا چمکا تھا اس نے نگاہوں کو خیرہ کر دیا تھا۔ آج اس کے چمکتے دمکتے اصولوں پر گرد و غبار جم گیا ہے۔ اگر اس گرد و غبار کو دور کر دیا جائے تو وہ اپنی چمک سے سارے عالم کو مسحور کر سکتا ہے اور ساری دنیا اس کے سامنے آنکھیں بچھا سکتی ہے[2]۔

---

[1] الباقیات، صد سالہ نمبر۔ ویلور۔ ص ۹۲-۹۳ ۱۹۷۴ء [2] "ساتھی" پٹنہ۔

پادری جیمس مولر

FATHER J. MULER

ایک مذہبی رہنما کا اعتراف تعصب سے کام لینا آسان ہے لیکن سچ بولنا دشوار ہے۔ میں اس وقت دشوار منزل ہی اختیار کرتا ہوں۔ میں نے بارہا اپنے محمدی احباب سے گفتگو کی ہے اور ان کے عقائد کی تحقیقات میں مشغول رہا ہوں۔ تیرہ صدیاں (آج کے چودہ) گزرنے کے بعد بھی اپنے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اطاعت گزار ہیں اور ان کی ہر شے کو محبوب رکھتے۔ مسیحی دنیا کے لئے اس محبت میں ایک خاص سبب ہے۔

اسلامی آبادی کا ایک بیشتر حصہ آج بھی ایک اہم عبادت کا پابند ہے جس کا نام نماز ہے۔ محمدیوں کا عقیدہ ہے کہ نماز برائیوں کو روکتی ہے اور بے حیائی کے کاموں سے محفوظ رکھتی ہے، بہ ظاہر عقیدہ درست نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ اکثر نمازی بھی برائیوں کی طرف مائل نظر آتے ہیں، لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ وہ شخص جو دن میں پانچ مرتبہ یعنی ایک ماہ میں ایک سو پچاس مرتبہ اپنے خدائے برتر سے پرہیزگاری کا عہد کرتا ہے اور گناہوں سے بیزاری کرتا ہے۔ وہ ایک نہ ایک دن اپنے عہد میں کامل ہوجاتا ہے، اور واقعی پرہیزگار بن جاتا ہے۔[۱]

مس مارگریٹ

MISS MARGRET

جرمنی کے کروڑپتی تاجر شیلڈوک مارگریٹ کی وفات ایسی حالت میں ہوئی جب کہ وہ تین وقت کے فاقے سے بیماری میں اپنے تنگ و تاریک کمرے میں ایڑیاں

۱؎ از اخبار مشرق، گورکھپور۔ ۹ر مئی ۱۹۲۹ء

رگڑ رہی تھی۔ اس نے پادری اور کئی دوسرے آدمیوں کے سامنے ایک سنسنی خیز بیان دیا۔ اور وہ یہ کہ ایک برس سے اسے اس کے والدین نے اس لئے گھر سے نکالدیا کہ وہ ان کی مرضی کے مطابق ایک آدمی سے شادی کرنے کو تیار نہ تھی اور دوسرے کے ساتھ شادی کرنا چاہتی تھی۔ اس کے گھر سے نکلنے کے بعد اس کے منگیتر نے بھی بے وفائی کی اور اُسے عزت کے انتہائی درجے سے مقابلہ کرنا پڑا۔ وہ عیسائی قانون کی رُو سے کوئی حصّہ باپ کی جائیداد سے نہیں لے سکتی تھی جو اس سال میں مرگیا تھا۔ سب ملکیت کا مالک بڑا بھائی ہوگیا ہے۔ کاش میں مسلمان ہوتی تو آج اس طرح ایڑیاں رگڑ رگڑ کر نہ مرتی۔ کیونکہ مجھے باپ کی جائیداد میں ورثہ کا حق ہوتا۔ عیسائی مذہب میں لڑکی کے لئے کوئی حقیقی پوزیشن نہیں جو کچھ پوزیشن بتائی جاتی ہے یہ محض دکھاوا ہے۔ اس کے بعد مس مارگریٹ نے نہایت غصّے میں پادری کو ڈانٹا اور کہا تو خبیث یہاں سے چلا جا میں تجھ سے بات کرنا نہیں چاہتی۔ میں پھر کہتی ہوں کہ کاش میں مسلمان ہوتی۔ اس کے بعد مس مارگریٹ نے دم توڑ دیا۔ اور تھوڑے سے بحث و مباحثہ کے بعد اس کی تجہیز و تکفین عیسائیوں کی طرح کردی گئی۔ اس واقعہ سے اس کے بھائیوں پر اثر پڑا۔[1]

بشپ آف لاگوس

BISHOP OF LAGOS (NIGERIA)

(نائیجیریا) مہذب انسان کے دل میں اگر کوئی چیز گھر کر رہی ہے تو وہ اسلام کی پاک تعلیم ہے۔ اور یہ اس بات کی عملی شہادت ہے کہ اسلام کی فتح آج تلوار کے ذریعے سے نہیں بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ کے ذریعے سے ہوسکتی ہے۔ اسلام فی الحقیقت شرک اور بت پرستی

---

[1] از "الامان" ۱۵ر دسمبر ۱۹۲۹ء

کے مذہب سے بہت بلند تر حیثیت رکھتا ہے[1]۔

ڈاکٹر لیبان

DR. LEBON

اسلام کی وضاحت اعتقادات اور اس کے ساتھ دوسروں کے مقابل میں نیکی اور انصاف جس کی مہر اس مذہب پر کی گئی ہے اس کی عالمگیر اشاعت کا بہت بڑا باعث ہے۔ فی الواقع تمام مذاہب عالم میں یہ فخر اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے پہلے پہل وحدانیت خالص و محض کی اشاعت دین میں کی، اسی خالص وحدانیت کی وجہ سے اسلام کی ساری سادگی کا باعث ہوا۔ اسلام کی قوت اور اسلام کی مضبوطی یہ وحدانیت محض ایسی آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ اس میں کسی قسم کا کوئی بھید یا معمّہ نہیں ہے۔ نہ اس میں متضاد چیزوں کے ماننے کی ضرورت ہے جو دوسرے مذاہب میں واقع ہوتی ہے اور جنھیں عقلِ سلیم قبول نہیں کرتی، ایک خدا واحد مطلق معبود تمام بندے اس کی نظروں میں بہت تھوڑے سے ارکانِ دین جن کا بجالانا واجب ہے اور ان کے بجالانے کی جزا بہشت اور نہ بجالانے کی سزا جہنم ہے۔ اس سے زیادہ صاف و سادہ اور غیر مبہم کونسا مذہب ہوسکتا ہے[2]۔

ڈاکٹر موصوف مزید فضائل نماز پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

میں نے کئی مرتبہ مسیحی و اسرائیلی نماز اور اسلامی نماز کا موازنہ کیا ہے تو ثابت ہوا کہ آخر الذکر بہت سی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں خدا کی حمد و ثنا اور تقدیس و تحمید ہے۔ نیز دعا اور عاجزانہ التجا ہے۔ اور اس میں انکساری و فروتنی کا عجیب مظاہرہ ہے۔ میں التزاماً

---

[1] رسالہ "دا ایسٹ اینڈ ویسٹ"۔ [2] تمدن عرب۔

یوم جمعہ کو اسکندریہ کی جامع مسجد میں محض اسلامی نماز کی شان دیکھنے جاتا تھا۔ میں نے جب خطیب کے پُرجوش خطبہ صفوں کی ترتیب اور رکوع و سجود کے اہتمام پر غور کیا تو میرے قلب پر عجیب اثر ہوا جو ناقابلِ بیان ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ اسلام مجھے آواز دے رہا ہے اور اس کی عبادت پُرکیف نظارہ میری رُوح پر قبضہ کر رہا ہے۔[۱]

SHRI. BUDH VEDJI

Editor, Milaf, Hyderabad, Daccan

شری بدھ ویدجی

ایڈیٹر ملاپ۔ حیدر آباد (دکن) میری اسلامی تعلیم اور اُردو کے استاد مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی ہیں۔ ان سے سیرت النبیؐ پڑھنے کے بعد میں نے ایسا محسوس کیا کہ اس سے قبل میں بالکل اندھیرے میں تھا۔ بالکل گمراہ تھا۔ اسلام ایک بہت بڑا اور اُونچا مذہب ہے۔ مجھے سیرت سے ایسی روشنی ملی کہ اپنے ماحول کو بھول جانا پڑا اور اپنی پچھلی زندگی اور تعلیم سے نفرت ہو گئی ...... ہندو کوئی متعین مذہب نہیں۔ جتنے افراد ہندو ہیں اتنے ہی ہندو مذہب بھی ہیں۔ اسلام سے قریب اتنا کوئی بھی مذہب نہیں جتنا آریہ سماج ہے جس کی بنیاد لا الٰہ الا اللہ ہے۔

آریہ سماج نے بیشک اسلام سے بہت کچھ لیا اور سب سے بڑی بات یہ کہ مورتی پوجا اور دیوی دیوتاؤں والا شرک اسلام ہی کے فیض سے اس نے چھوڑا۔ کتنا اچھا ہو کہ آریہ سماجی لیڈر اسلام سے اپنے اس تعلق کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ یہ ان کے حق میں بہتر ہو اور ساری دنیا کے حق میں بھی۔[۲]

PROF. EARNEST H. (GERMENY)

پروفیسر ارنسٹ ہکل جرمنی

اعلیٰ سے اعلیٰ توحید کا مذہب جو دنیا میں پایا جاتا ہے وہ اسلام ہے۔[۳]

۱؎ دی لکچر آف ایلچنر۔ ص ۴۶ ۲؎ صدق جدید۔ لکھنؤ۔ ۳؎ الامان۔ دھلے۔ ۱۵ اگست ۱۹۲۹ء

RAJA MAHENDRA PRATAP
A revolutionary freedom fighter of India

راجہ مہندر پرتاب

ہندوستان کے مشہور انقلاب پسند کے مقالہ کے اقتباس سے

اسلام کی بنیاد دوسرے مذاہب کی تکذیب اور توہین پر نہیں بلکہ تصدیق اور احترام پر قائم ہے۔ اور اس نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ:-

دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبروں اور ہادیوں کو پیدا نہ کیا ہو۔ اس لیئے انہیں دنیا کے کسی مذہب اور مذہبی پیشوا کی تکذیب اور توہین نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ تمام مذاہب اور اُن کے تمام رہنما مسلمانوں کے احترام کے مستحق ہیں۔ یہ مذاہب دنیا کے ایسے اوقات میں ظاہر ہوتے رہے ہیں جب انسان کا شعور پورے طور پر بیدار نہیں ہوا تھا اور اُن کے ظہور کا مقصد بھی محدود تھا۔ لیکن چونکہ اسلام ایک مکمل دین کی حیثیت سے ظاہر ہوا ہے اور نہ صرف گزشتہ چودہ سو سال سے نبی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کرتا رہا ہے، بلکہ وہ مستقبل میں بھی ہدایت اور رہنمائی کا یہ فریضہ انجام دے سکتا ہے۔ اس لیئے انسان کو عقلی اور منطقی طور پر اسی مذہب کی پابندی کرنی چاہیئے۔ اور اسلام کی اس تعلیم میں تنگ دلی، تعصب اور عدم رواداری کی موجودگی کا شائبہ تک نہیں ہے۔

اسلام کی یہ تعلیمات محض کتابی ہی نہیں بلکہ مسلمان ان پر پوری طرح عمل بھی کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ جب ظہور اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کو اپنے وجود کی بقا اور اپنے مذہب کی حفاظت کے لیئے اپنی فوجی قوت کا استعمال کرنا پڑا تھا تو وہ جنگ کے دوران میں بھی گرجاؤں، مذہبی اوقاف اور مذہبی رہنماؤں کا پورا پورا احترام کرتے تھے۔ اور اس طریقہ کار کی خلاف ورزی کرنے والے مسلمان بھی سزا

سے محفوظ نہیں رہتے تھے[1]

پادری کینن آیزک ٹیلر

FATHER L. I. TELLER

اپنی کتاب "معیارِ حق" میں یوں فرماتے ہیں

عیسائی مذہب میں اخلاق کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو بانیٔ اسلام کی تعلیم میں نہ پایا جاتا ہو، جب ایک فلسفی اور حکیم مذہبوں پر غور کرتا ہے تو وہ دینِ اسلام کی خوبی و سادگی کو دیکھ کر دل ہی دل میں پشیمان ہوتا ہے کہ میرا مذہب ایسا کیوں نہ ہوا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب بہت سیدھا سادہ اور حکیمانہ ہے[2]۔

ایک اور مقام پر مزید فرماتے ہیں

کہ بانیٔ اسلام نے مذہب کا اصل الاصول خدا کی وحدانیت اور عظمت کو قرار دیا ہے، رہبانیت اور خانہ نشینی کو موقوف کرکے بہادری اور جوانمردی قائم کی، انسانوں میں اخوت کی روح پھونکی، فطرت انسانی کی ضرورت کو تسلیم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام کے اخلاق ہم سے بڑھے ہوتے ہیں[3]۔

گرین لیس

GREE LESS

اس عقیدہ و مسلک (اسلام) کی شرافت اور رواداری جو اللہ کو دنیا کے تمام حقیقی مذاہب کا سرچشمہ بتاتی ہے، بنی نوع انسان کے لئے ہمیشہ ایک شاندار ورثہ

---

[1] ماہنامہ "دین و دنیا" دہلی ص ۳۳۔ مارچ ۱۹۶۵ء [2] اخبار العدل۔ گوجرانوالہ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۷ء۔ [3] رسالہ جمیل، مظفر نگر۔ بابت جنوری ۱۹۲۸ء

بنی رہے گی۔ اس پر بے شک ایک مکمل مذہب کی تعمیر کی جاسکتی ہے۔[1]

ڈاکٹر کے ایس سیتارام
ایم، اے، پی، ایچ، ڈی،

DR. K. S. SITARAM
M.A., Ph.D.

دنیا کی موجودہ تہذیب صرف اسلام کی بدولت ہے۔
اسلام نے ایشیائی تہذیب کی روشنی کو اونچا کردیا، یوروپین زیادہ تر تعلیم حاصل کرنے کے لئے مسلمان اُستادوں کے پاس گئے۔ سکھ مذہب جس کے بانی بابا نانک اور گرو گوبند سنگھ ہیں اور بنگال کا فرقہ سیتارام، بانی اسلام ہی کی بدولت ظاہر ہوا، تمام دنیا کا مسئلہ اس صورت میں حل ہوسکتا ہے کہ قومیں اس کو (اسلام کو) اچھی طرح سمجھ لیں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کریں۔

مزید لکھتے ہیں

دیگر مذاہب پر نظر کی جائے تو بائیبل کے احکامات اور بائیبل میں تو ہر سال تغیر و تبدّل ہوتا ہے، عیسائی مذہب میں صرف بصورت زنا طلاق کا حکم تھا۔ اب ضرورت زمانے سے مجبور ہو کر اور صورتیں تجویز کرنی پڑیں، اسی طرح اکل و شرب داد و ستد کے معاملات میں تغیر واقع ہوا، ہندوؤں کی حالت عجیب ہے، لیکھرام دیانند وغیرہ طلاق وغیرہ پر معترض تھے۔ آج ہندو طلاق کے قانون بنانا چاہتے ہیں۔ نکاح بیوگاں کا حکم نہ تھا آج اس کو جاری کیا جاتا ہے، چھوت چھات مذہبی مسئلہ آج چھوڑا جارہا ہے اور سنئے ایک گروہ اس پر راغب ہے کہ پھوپھا، چچا، وغیرہ قریبی رشتہ داروں کے یہاں شادیاں ہوں بلکہ اس پر عمل درآمد بھی شروع ہوگیا۔ (دیش سدھارک لاہور) اگر ان کا مذہب

---

[1] آج کے چند اسلامی مسائل۔ صـ ۶۲۔

خدا کی طرف سے ہوتا تو شریعت مکمل ہوتی تو... آج اس میں تغیرّ و تبدل کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ انسانی احکامات حسب ضرورت بدلا کرتے ہیں جیسے قوانین سلطنت[۱]۔

مسٹر ایل۔ ایم سوالے

L. M. SUALE

ایک تعلیم یافتہ اور وسیع الخیال ہندو مرہٹہ ہیں۔ انھوں نے ۱۹۲۴ء میں عراق اور ایران کا بھی سفر کیا ہے، فرقہ وارانہ ذہنیت اور مشترک انتخاب کے عنوان سے ان کا ایک قابل قدر مضمون شائع ہوا ہے اس کا اقتباس ؛

۱۹۲۴ء میں، میں نے عراق اور ایران کی سیاحت کی تھی اور میں ترقی کی اس رفتار کو دیکھ کر بہت زیادہ متاثر ہوا تھا جو ان اسلامی ممالک نے اس عرصۂ قلیل میں کی ہے اور کر رہے ہیں جو مغربی اقوام کے ساتھ تعلق اور میل جول ہوا ہے۔ مجھے اس کا یقین ہے کہ اسلام پر تعصبِ مذہبی کا جو الزام لگایا جاتا ہے وہ ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب اپنے پیروؤں کے دل و دماغ پر ہرگز ایسے قیود نہیں عاید کرتا جو اُن کی تہذیب و تمدّن کو ترقی میں آگے بڑھنے اور دیگر اقوامِ عالم کے دوش بدوش ترقی کرنے میں مانع آئیں۔ ہندوستان سے باہر کی اسلامی حالت کا وسیع جائزہ لینے کے بعد جو جنگ عمومی کے اختتام کے بعد ظہور پذیر ہوا۔ مجھے یہ نتیجہ اخذ کرنے میں ذرا بھی تامّل نہیں ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے اندر فرقہ وارانہ ذہنیت کی تنگ خیالی ہندو آباء و اجداد کے اثر اور ہندوؤں کی صحبت اور میل جول کا نتیجہ ہے[۲]۔

---

[۱] الامان۔ دھلی۔ مورخہ ۱۵ ر اگست ۱۹۲۹ء [۲] اخبار مرہٹہ، ۱۴ ر اگست۔

موسیون راس تھرٹی
MOSIO R. THIRTY

اسلام ایک جامع الکمالات قانون ہے جس کو انسانی طبعی اقتصادی اور اخلاقی قانون کہنا بالکل بجا ہے۔ زمانۂ حال میں جتنے قوانین نوع انسانی کی فلاح کے لئے وضع کئے گئے ہیں وہ سب اس مقدس مذہب میں سب سے پہلے موجود ہیں۔[1]

ریڈرز ڈائجسٹ
READER'S DIGEST
A leading magazine in the world

"تاریخ میں کوئی دوسرا مذہب اس تیزی سے نہیں پھیلا جیسا کہ اسلام۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات تک وہ عرب کے زیادہ تر حصوں میں غالب آچکا تھا۔ جلد ہی اس نے شام، ایران، مصر، موجودہ روس کے نچلے حصے اور شمالی افریقہ کو اسپین کے دروازے تک فتح کر لیا۔ اور دوسری صدی میں تو اس کی رفتار اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز رہی ہے۔ مغرب کا عموماً یہ خیال رہا ہے کہ مذہب کی یہ تحریک تلوار کی شہ کا احسان ہے لیکن کسی جدید محقق کا یہ خیال نہیں، اور قرآن تو آزادئ ضمیر کا صاف صاف اعلان کرتا ہے اور اس بات کی قوی شہادت موجود ہے کہ اسلام نے مختلف مذہب والوں کو خوش آمدید کہا ہے بشرطیکہ وہ اپنا رویہ ٹھیک کر لیں اور ٹیکس (جزیہ) دیتے رہیں۔"[2]

پروفیسر گولڈزیہر
PROF. GOLDZIHER

"اقوام یورپ کے تمام الزام جو اسلام کے سر تھوپے گئے ہیں محض بے بنیاد ہیں۔"[3]

---

[1] از رسالہ جمیل مظفر نگر بابت جنوری ۱۹۲۹ء
[2] ماہنامہ الحسنات (اسلامی اردو ڈائجسٹ) کا قبول اسلام نمبر فروری ۱۹۸۲ء
[3] ایضاً " " " " صـ۴۲

سوامی ویویکانند

SWAMY VIVEKANAND
A famous Hindu philosopher

اسلام سے متعلق لکھتے ہیں عملی ادویتا جو تمام انسانی برادری کو خود اپنی طرح دیکھتی اور اپنوں کا سا سلوک کرتی ہے کبھی ہندوؤں میں پیدا نہ ہو سکی۔ اگرچہ کہ وہ اس دوڑ میں اولیت کا شرف حاصل کر سکتے تھے۔

دوسری طرف میرا تجربہ یہ ہے کہ اگر کبھی کسی مذہب نے اس مساوات تک رسائی حاصل کی ہے تو وہ اسلام اور صرف اسلام ہے۔ لہٰذا اسی لئے میرا خیال ہے کہ اسلامی طریقۂ عمل کے بغیر سارے ویدانتک فلسفے خواہ وہ کتنے ہی عمدہ کیوں نہ ہوں عالمِ انسانیت کی بھلائی کے لئے ناکارہ ہیں۔

خود اپنے ذاتی مادر وطن کے لئے جو کہ ہندو اور مسلمان جیسی دو عظیم تنظیموں کا سنگم ہے، ویدانتک دماغ اور اسلامی جسم کے اشتراک کی ضرورت ہے۔ یہی ایک امید کی کرن ہے جو میری ذہنی یا دور رس نگاہیں مستقبل کے ہندوستان کو ویدانتک دماغ اسلام جسم کے اشتراک سے انسانی بھائی چارگی اور مساوات کا گہوارہ بنتا ہوا دیکھ رہی ہیں[1]۔

(یعنی میں اپنی نگاہ دور رس سے دیکھ رہا ہوں کہ ہندوستان اسی راہ یعنی ویدانتک دماغ اور اسلامی جسم سے اپنے نسلی تعصبات کی گراوٹ سے بلند اٹھ رہا ہے)[1]

کانٹ ہنری

COUNT HENRY
A famous christian historian

ایک مشہور مسیحی مورخ کا یہ بیان کہ اسلام میں فتوحات کے بعد نہ تو کسی کو تلوار سے

SWAMY VIVEKANANDA LETTERS, ADVYTA ASRAMAM, S.NT. YALI ROAD, CALCUTTA. 1970 (P-P. 463)

[1] انقلاب توحید۔ بحوالہ سوامی ویویکانندا کے خطوط، ادویتا آشرم۔ میں دیہی انٹیالی روڈ۔ کلکتہ ص ۳۷۹ ص ۳۸۰ ۱۹۷۰ پی، پی ۴۶۳۔

مجبور کیا گیا، نہ ہی مسلمان بننے کے لیے جبر کیا گیا۔ بلکہ اسلام اُن کے شوق سے اُن کے دلوں میں داخل ہوا، اور یہ اسلامی تعلیمات کی خوبیوں کا نتیجہ تھا۔[۱]

ایک رومی جاسوس
A ROMER DETECTIVE

قرن اول کے مسلمانوں کے محاسن اخلاق سے متعلق بیان" یہ لوگ (مسلمان) رات میں عابدِ شبِ زندہ دار ہیں، دن میں معرکۂ جنگ کے سپاہی اور شہسوار ہیں ایسا بے ردو رعایت کرتے ہیں کہ ان کے بادشاہ کا بیٹا بھی اگر چوری کرے تو ہاتھ کٹوا دیں اور زنا کرے تو سنگسار کر دیں۔"[۲]

مسٹر چیمبر
MR. CHAMBER

اپنی انسائیکلو پیڈیا میں لکھتے ہیں "مذہبِ اسلام کا وہ حصہ جس سے اس کے پیغمبرؐ کی پاکدامنی کا اندازہ ہوتا ہے نہایت کامل اور مؤثر ہے۔ اس سے ہماری مراد ان کی کامل نصیحتیں ہیں، اور یہ نصیحتیں صرف ایک یا دو صورتوں ہی پر منحصر نہیں ہیں، بلکہ اسلام کی عالی شان عمارتوں میں سونے کی کڑیوں کی طرح پھیلی ہوئی ہیں۔ ناانصافی، دروغ گوئی، غرور، غیبت، استہزاء، چوری، زنا کاری وغیرہ کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ اس کے برخلاف خیر اندیشی، پاکدامنی، حیا، بردباری، کفایت شعاری، راستبازی، عالی ہمتی، صلح کوشی، حق پسندی، حق گوئی، توکل اور اطاعتِ خداوندی کو ایمان کی بنیاد اور سچے مومن کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔[۳]

---

[۱] مواعظ حسنہ۔ صفحہ ۳۳، بحوالہ رسالہ مولوی۔ [۲] مواعظ حسنہ۔ جلد اول۔ از عبدالرب گونڈوی۔ صفحہ ۳۳۔ بحوالہ تاریخ اسلام۔ [۳] رسالہ مولوی، دہلی۔

سر ولیم میور

SIR VILLIAM MUIR
A famous christian theologian

ایک مشہور عیسائی محقّق اپنی کتاب لائف آف محمدؐ میں لکھتا ہے کہ "ہم بے تامّل اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام نے ہمیشہ کے واسطے توہمات باطلہ کو جو کی تاریکی مدّتوں سے عربوں پر چھائی ہوئی تھی، کالعدم کر دیا۔

معاشرت کے لحاظ سے اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں، چنانچہ اس نے ہدایت دی کہ سب مسلمان آپس میں بھائی ہیں وہ ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ محبّت رکھیں۔ یتیموں اور کمزوروں کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے۔ غلاموں کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آیا جائے۔ یہی نہیں بلکہ اس نے نشے کو جو فساد کی جڑ ہے، مطلق حرام قرار دیا۔ مذہب اسلام اس بات پر فخر کرسکتا ہے کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا۔[1]

مسٹر جان ڈیون پورٹ

MR. JOHN D. PORT

اپنی کتاب "اپالوفار دی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اینڈ دی قرآن" میں لکھا ہے کہ:

"اس امر میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا کہ جن لوگوں نے مذہب اسلام اور عیسوی کو بمقابلہ ایک دوسرے کے، تحقیق کیا ہے اوران پر غور کیا ہے، ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں، جو اس بات کو تسلیم کرتے پر مجبور ہوتے ہیں کہ مذہب اسلام کے احکام بہت ہی عمدہ اور مفید ہیں۔ بلکہ اس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ آخر کار اسلام سے پوری انسانیت کو فائدہ ہوگا۔[2]

---

[1] اسلامی دنیا۔ دھلی۔ [2] مواعظ حسنہ۔ جلد اول۔ صفحہ ۵ بحوالہ اسلامی دنیا۔ دھلی۔

مسٹر رام دیو
MR. RAM DEV
Professor Gurukul congri University

پروفیسر گورکل کانگڑی یونیورسٹی نے لکھا ہے کہ:۔ "یہ غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ اور یہ امر واضح رہے کہ اسلام کی اشاعت کے لیے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی"[1]

پروفیسر میسی نن
PROF. MESSI NUN

فرماتی ہیں کہ اسلام مبالغہ آمیز انتہاؤں کے درمیان توازن کو برقرار رکھتا ہے اور ہمیشہ کردار کی تعمیر پر زور دیتا ہے جو کہ تہذیب کی بنیاد ہے۔ اس کی ضمانت چند بنیادی احکام کے ذریعے دی گئی ہے۔ اس کا وراثت کا قانون زکوٰۃ کا نظم، اور لازمی نظام، اقتصادیات میں تمام سماج دشمن طریقوں کو غیر قانونی قرار دینا جیسے اجارہ داری، سود، پیشگی طور پر طے کی ہوئی اور بغیر کمائی ہوئی آمدنیاں، بازار کا سب کا سامان خرید لینا، ذخیرہ اندوزی، کسی چیز کی مصنوعی قلت پیدا کرنا تاکہ قیمتوں میں اضافہ ہو۔ اسی طرح جوا غیر قانونی ہے۔ اس کے برعکس تعلیم گاہوں، عبادت خانوں، اسپتالوں، کنوؤں، اور یتیم خانوں کو امداد دینا بہت بڑی نیکی قرار دیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پہلی بار ایسا ہوا کہ پیغمبر اسلام کی تعلیم کے تحت یتیم خانے قائم ہوئے۔ دنیا اپنے یتیم خانوں کے لئے اسی پیغمبر اسلام کی احسان مند ہے جو خود بھی ایک یتیم تھے[2]

---

[1] الاسلام۔ دہلی۔

[2] ماہنامہ "الرسالہ" دہلی۔

پروفیسر مارس
PROF. MARS

لکھتے ہیں کہ: ”کوئی بھی چیز روم کے عیسائیوں کو اس گمراہی کے خندق سے جن میں وہ گر پڑے تھے، نہیں نکال سکتی تھی بجز اسلام کی آواز کے، اعلاء کلمۃ اللہ جس سے یونانی انکار کر رہے تھے، اسی آواز سے ہوا ایسے عملی پیرایہ میں جس سے بہتر ناممکن تھا“[1]

مہاشے سنت رام جی
SANT RAMJI

نے لکھا ہے کہ: ”اسلام کروڑوں اچھوتوں اور شودروں کے لیے ایک اوتار تھا جس نے انھیں انسانی مساوات کا حق دیا۔ اس لئے یہ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے[2]۔

فلپ کے ہٹی
PHILIP K. HUTTY
Author of Arabian history

مصنف تاریخ عرب کہتے ہیں ”اگر اسپین نے اہل یورپ کی رہنمائی نہ کی ہوتی تو نہیں کہا جا سکتا کہ یورپ کب تک جہالت کی تاریکی میں بھٹکتا رہتا۔ اہل یورپ کو علماء اسپین کا شکر گزار ہونا چاہئے انکی بدولت پورے یورپ میں علوم وفنون کی روشنی پھیلی[3]۔

---

[1] ماہنامہ ”اسلامی دنیا“ دھلی۔

[2] ماہنامہ ”الاسلام“ دھلی

[3] ماہنامہ ”دین ودنیا“ دھلی۔ جنوری ۱۹۷۶ء صفحہ ۴۰۔

PROF. BEVAN پروفیسر بیون

لکھتے ہیں کہ :- "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسلام کے بارے میں وہ کتابیں جو یورپ میں ۱۹ ردیں صدی کے آغاز سے پہلے چھپتی تھیں ان کو محض قلمی عجوبہ سمجھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اسلام اور تلوار کا نظریہ آج کہیں بھی قابل لحاظ نہیں سمجھا جاتا اسلام کا یہ اصول کہ مذہب میں کوئی زبردستی نہیں، آج سب کو معلوم ہے۔"[1]

JUSTIC V. M. TARKUNDE جسٹس وی۔ ایم تارکنڈے

کنوینر کل ہند فورم برائے جمہوریت فرقہ وارانہ ہم آہنگی

یہ الزام مفادات حاصلہ کی زہر آلود تشہیر ہے۔ انھوں نے کہا کہ کثرت ازدواج کا تناسب مسلمانوں میں بے حد کم ہے اور ہندوؤں میں کئی گنا زیادہ ہے۔[2]

RAJENDRA PRASAD بابو راجندر پرشاد

EX-PRESIDENT OF INDIA

سابق صدر جمہوریہ ہند

"(مسلمانوں نے) ہندوستان کو ایک مجتمع اور مضبوط سلطنت بنایا اور اسے ترقی اور شان کی معراج پر پہنچایا۔ انھوں نے علم و فن کی سرپرستی کی اور ایک مدتِ دراز کی کوششوں سے ایک قومی ریاست بنا دیا۔ میں نے جو تاریخی حوالے دئے ہیں ان کا

---

[1] ماہنامہ "مولوی" دہلی۔ [2] پندرہ روزہ "بساطِ ذکر و فکر" آرمور۔ ۱۵ از ۳۰ ستمبر ۱۹۹۳ء۔

مطلب صرف یہ ہے کہ مسلمانوں نے خود مسلمانوں سے لڑائیاں کی ہیں اور جتنی لڑائیاں ہندوؤں کے خلاف لڑیں اس سے زیادہ مسلمانوں کے خلاف لڑتے رہے۔ اگر ہم یہ خیال کریں کہ مسلمانوں نے اپنے چھ سو سال سے زیادہ کے دورِ حکومت میں مسلسل ہندوؤں سے لڑائیاں لڑیں اور اُن پر مظالم کیئے تو یہ غلط ہوگا، مگر یہی غلط فہمی پیدا کر کے ہندوؤں کے دل میں نفرت اور عداوت پیدا کی گئی، جس کے اثرات اب تک مٹ نہیں سکے۔[1]

مس میٹ MISS MEET

غلاموں سے مسلمانوں کے برتاؤ سے متعلق کہتی ہیں کہ غلام مسلمانوں کا لاڈلا بیٹا بن گیا۔ اور آگے چل کر کیا، اسی زمانے میں غلام سپہ سالاری اور حکومت کے جلیل القدر مناصب پر فائز ہونے لگے۔ اور ان کی بڑی بڑی سلطنتیں قائم ہوئیں۔[2]

الگزنڈر ڈیوڈ E. DAVID

نے لکھا ہے: "اورنگ زیب نے ترقی دین کے جوش میں نومسلموں کے ساتھ فیاضی کی لیکن اس نے غیر مذہب کے لوگوں پر مذہبی معاملات میں سختی نہیں کی۔[3]

سر سی پی رائے SIR C. P. ROY

پورے وثوق اور تحقیق سے کہا ہے کہ "اورنگ زیب نے ہندوؤں کو گورنر بنایا،

---

[1] "الحسنات" اسلامی اردو ڈائجسٹ۔ قبول اسلام نمبر۔ شمارہ ۵ ۶ ۵، ص ۵۰۔

[2] "ماہنامہ مولوی" دھلی۔ رسول نمبر حصہ دوم۔ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ۔ ص ۶۔

[3] "ماہنامہ الحسنات" اردو ڈائجسٹ۔ رام پور۔ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ ص ۴۹۔

وائسرائے بنایا، جنرل اور کمانڈر انِ چیف بھی بنایا۔ یہاں تک کہ اس نے خالص اسلامی صوبہ افغانستان پر بھی جو نائب السلطنت مقرر کیا وہ ہندو راجپوت تھا۔[۱]

ENDURE اینڈیور

ایک سہ ماہی رسالہ جو شاہی کیمیاوی صنعت گاہ سے نکلتا ہے اس میں ایک مقالے کے ذریعہ یہ اعتراف کیا گیا ہے "جغرافیہ، نباتیات، موسمیات، اور علم الحیوانات میں مسلمان حکماء نے بڑی محنتیں کیں اور سرعت کے ساتھ سب پر بازی لے گئے۔ آئندہ قائم ہونے والے امن میں توقع کی جاتی ہے کہ مسلمانوں کا ذہنِ خفتہ بیدار ہوگا۔"[۲]

REYNON رینان

کا قول ہے "اسلام ایک ولولہ انگیز قوت ہے جو زبان، وطنیت، طبیعت، مزاج کے اختلاف کے باوجود اپنے حلقہ بگوشوں کو ایک کر دیتا ہے۔"[۳]

C. BARTELL کارلا بارٹیل

A famous christian philosopher

ایک مشہور عیسائی (جرمن) اداکارہ کے بیان کا اقتباس

میں نے دیکھا ہے کہ اسلام کے دشمن جس بات کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اس کے بالکل برعکس تھا۔ اسلام نے عورت کو معاشرے میں بنیادی حقوق دئے ہیں۔ یورپ میں لوگ اول تو اس

---

[۱] "ماہنامہ الحسنات" اردو ڈائجسٹ۔ رام پور ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ۔ ص ۴۹۔

[۲] ماہوار جریدہ "مولوی" جلد ۴۱ نمبر ۴۔ جمادی الاول ۱۳۶۴ھ۔ ص ۵۔

[۳] ماہنامہ "مولوی"۔ دہلی۔ رسول نمبر۔ صفر ۱۳۶۸ھ۔ ص ۹۔

عظیم دین کے بارے میں کچھ جانتے ہی نہیں اور جو بڑا بھلا جانتے ہیں تو صرف اتنا کہ وحشی اور اُجڈ لوگوں کا مذہب ہے، افسوس کہ یہ لوگ اسلام کے بارے میں صدیوں سے کس قدر غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ان پر اسلام کی تمام خوبیاں اور برکتیں روشن ہو جائیں تو یہ ایک لمحہ اس سے دور نہیں رہ سکتے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ یورپ اور امریکہ میں اسلام کی وسیع پیمانے پر تبلیغ کی جائے۔[۱]

الیگزنڈر۔ رسل دب (امریکہ) E. RUSSLE DUB (AMERICA)

اسلام تو ایک بین الاقوامی بھائی چارے اور تمام جہان والوں کے ساتھ محبت، وشفقت اور ہر بھلائی کی دعوت دیتا ہے۔ اور عقل و عمل کی پاکیزگی اور جسم کی نظافت کا مطالبہ کرتا ہے۔

یہ دین، دنیا و جہاں کے تمام مذاہب میں سے یقیناً زیادہ آسان اور اس کے ساتھ ہی ساتھ انسانیت کو عظمت سے ہمکنار کرنے کی سب سے زیادہ اہلیت رکھتا ہے۔[۲]

دی مسلم ورلڈ آف ٹوڈے THE MUSLIM WORLD OF TODAY

کا مصنف لکھتا ہے کہ ، جمیعت الاقوام کے تخیّل کی طرف جس طریق سے مسلمان اقوام نے پیش قدمی کی ہے، اس سے بہتر مثال دوسری اقوام پیش نہیں کر سکتیں۔[۳]

ایم ڈی سینٹ ہیلر M. D. SAINT HELLER

A well known French scholar

ایک مشہور فرانسیسی عالم کی رائے میں اسلام نے کسی مذہب کے مسائل میں

---

[۱] نور، بچوں کا اردو ڈائجسٹ، رام پور۔ ص۱۷۔ اکتوبر ۱۹۸۷ء

[۲] ہفت روزہ ختم نبوۃ، (انٹرنیشنل) کراچی۔ ۲۲ تا ۲۹ دسمبر ۱۹۸۸ء

[۳] رسالہ مولوی۔ دہلی۔ جلد ۹ ۴، نمبر ۲، ص۹۔ ماہ صفر ۱۳۶۸ھ

دست اندازی نہیں کی، کوئی مذہبی عدالت خلاف مذہب والوں کو سزا دینے کے لئے قائم نہیں کی۔ اور کبھی اسلام نے لوگوں کے مذہب کو جبراً تبدیل کرنے کا قصد نہیں کیا۔[۱]

ایک عیسائی مفکّر
A CHRISTIAN SCHOLAR

مسٹر ایم این رائے کے انگریزی مقالے سے

یہ امر بے حد تعجب خیز ہے کہ اسلام کی مذہبی عدم رواداری کے مفروضہ افسانے سب سے زیادہ عیسائیوں نے پھیلائے ہیں۔ حالانکہ یسوع مسیح (حضرت عیسیٰؑ) کے سلسلہ میں یہودیوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کی بدولت خود عیسائیت کے متعلق جو شکوک و شبہات پیدا ہو گئے تھے ان کی تردید اسلام ہی نے کی ہے۔ اور اسلام ہی نے حضرت عیسیٰؑ کی نبوت اور پیغمبری پر مہر تصدیق لگائی ہے، جسے اس کی مذہبی رواداری کا ایک روشن ثبوت کہنا چاہئے۔[۲]

ٹائن بی
TOYN BEE
A great historian and researcher

اس صدی کا ایک عظیم مفکّر و مورّخ T.OYN BEE لکھتا ہے:۔

"مسلمانوں میں نسلی امتیازی کا مکمل خاتمہ اسلام کا ایک عظیم کارنامہ ہے،
موجودہ دنیا کی جو حالت ہے اس میں اسلام کی اس خصوصیت کی تبلیغ و اشاعت وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔[۳]"

۱؎ اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں۔ ص ۲۶

۲؎ ماہنامہ "دین و دنیا" دھلی۔ صفحہ ص ۲۴ ، نومبر ۱۹۶۵ء

TOYNBEE. A.J.CIVILIZATION ON TRIAL. NEWYORK. 1948.P.205 ۳؎

رابرٹ بری فالٹ ROBERT BRIFAULT

"تعمیر انسانیت" میں لکھتا ہے

"یورپ کی ترقی کا کوئی شعبہ اور کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے، جس میں اسلامی تمدن کا دخل نہ ہو اور اسکی ایسی نمایاں یادگاریں نہ ہوں، جنھوں نے زندگی پر بڑا اثر ڈالا ہے[۱]"

یہی مصنف مزید لکھتا ہے:

"صرف طبعی علوم ہی (جن میں اندلسی عربوں کا احسان مسلّم ہے) یورپ میں زندگی پیدا کرنے کے ذمہ دار نہیں ہیں، بلکہ اسلامی تمدن نے یورپ کی زندگی پر بہت عظیم الشان اور مختلف النوع اثرات ڈالے ہیں اور اس کی ابتداء اسی وقت سے ہو جاتی ہے، جب اسلامی تہذیب و تمدن کی پہلی کرنیں یورپ پر پڑنی شروع ہوتی ہیں[۲]"

اور یہ کہ نہ صرف سائنس نے یورپ کو نئی زندگی عطا کی بلکہ اسلامی تہذیب کے گوناگوں اثرات نے اس کی خوابیدہ روح کو گرمئ حیات بخشی، یورپ کے تمدنی نشوونما میں کوئی بھی ایسا شعبہ نہیں جس پر اسلامی تمدن کا فیصلہ کن اثر نہ پایا جاتا ہو بہت ممکن ہے کہ اگر عرب نہ ہوتے تو موجودہ یورپی تہذیب کبھی وہ ہیئت اختیار نہ کرپاتی جو آج اُسے ارتقاء کی تمام سابقہ منزلوں پر فوقیت بخش رہی ہے[۳]

۱؎ ROBERT BRIFFAULT. THE MAKING OF HUMANITY LONDON.1919 (P.190)

۲؎ "انسانیت کے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم" بحوالہ (IBID. P.202).

۳؎ پندرہ روزہ "قرطاس و قلم" ۲۵ ر دسمبر ۱۹۹۳ء۔ ص۵۔

گستاولی بان
GUSTAVLEBON
A famous French scholar and Historian

مشہور فرانسیسی فاضل اور مؤرخ لکھتا ہے:

"لوگ تجربہ اور معائنہ (منطق استقرائی) کو جدید علمی تحقیقات میں بنیاد کا درجہ دیتے ہیں۔ FRANCIS BACON کی طرف منسوب کرتے ہیں، لیکن ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اب اس کا اعتراف کیا جائے کہ یہ پورا طریقہ اور نظام فکر عربوں کی دین ہے[۱]۔"

ایچ، جی ویلس
H. G. WELLS
A famous historian

ایک مشہور مورخ نے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے کہ موجودہ دنیا کو قوت اور علم کی روشنی یونان سے ہی ملی ہے، لکھا ہے:۔

"جس علم کی ابتداء کرنے کے بعد اسے یونانیوں نے خیرباد کہہ دیا تھا، اسے ایک نئے زاویہ اور نئے جوش و خروش کے ساتھ (عربی ذہن) نے نظم و ترتیب کے ساتھ اپنا موضوع بنالیا، اگر یونانی، حقیقت کے سائنسی طریقۂ انکشاف کے باپ تھے تو عرب اس کے مربی تھے جنھوں نے انتہائی صاف گوئی، آسان اور سہل تشریحات، باقاعدہ اور جچے تلے الفاظ اور جامع تنقید سے سنوارا تھا، یہ صرف عرب تھے نہ کہ لاطینی جن سے جدید دنیا کو علم اور قوت کا تحفہ حاصل ہوا ہے[۲]۔"

پرنس چارلس
PRINCE CHARLES
The Prince of England

شہزادہ چارلس ولی عہد تاج برطانیہ نے ____________

---

[۱] تمدن عرب از گستاولی بان۔ ترجمہ از فریخ شمس العلماء مولوی سید علی بلگرامی صفحہ ۴۰ مطبوعہ اتر پردیش، اردو اکاڈمی، لکھنؤ۔ ۱۹۸۵ء

[۲] ایچ، جی ویلس THE OUTLINE OF HISTORY. (P.273) لندن سنہ ۱۹۲۰ء صفحہ ۲۷۳

۲۷ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو آکسفورڈ یونیورسٹی کے شعبہ اسلامک اسٹڈیز میں حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:-

پرنس چارلس نے اسلام اور مغرب کے درمیان اتحاد و یگانگت اور ہم آہنگی کے قیام و استحکام پر زور دیتے ہوئے کہا کہ:

"اسلام یورپی تہذیب کا جزو لازم ہے۔ وہ ہمارے ماضی اور حال کے ہر شعبۂ حیات سے وابستہ ہے اور اس کو دنیا کے تمام مذاہب پر (بشمول عیسائیت) فوقیت حاصل ہے۔ غیر مسلم اسلام سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ اسلام میں نہ تو انتہا پسندی ہے اور نہ یہ کشت و خون کی ہمت افزائی کرتا ہے، اس کے برخلاف دوسرے مذاہب (عیسائیت سمیت) میں انتہاپسندی پائی جاتی ہے۔ ہمارے ملک برطانیہ میں ۱۰ لاکھ مسلمان بستے ہیں اور تقریباً ۵۰۰ مسجدیں ہیں۔ پرنس چارلس نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ: سوئٹزرلینڈ سے بہت پہلے ہی مسلم خواتین کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہو چکا ہے۔ اسلامی ممالک میں عورتیں دوسرے درجے کی شہری نہیں سمجھی جاتیں۔ بنگلہ دیش اور پاکستان میں خالدہ ضیاء اور بے نظیر وزیر اعظم کے فرائض انجام دے رہی ہیں، انھوں نے برطانوی صحافت کی مذمت کی کہ وہ اسلام کے خلاف غلط فہمیاں پھیلانے میں زیادہ دلچسپی لیتی ہیں، انھوں نے اس خیال کی تردید کی کہ شرعی قوانین سفاکانہ، ظالمانہ اور وحشیانہ ہیں۔ انھوں نے اعتراف کیا کہ عصری یورپ کی تعمیر میں اسلام نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ مسلمان، عیسائی اور یہودی سب اہل کتاب ہیں۔ ان کی قدریں اور مذہبی سوچ مشترک ہے اس میں شک نہیں کہ جنگ ہائے صلیبی نے ان

کے درمیان فاصلے پیدا کر دئیے تھے۔ مگر اب ضرورت ہے کہ وہ پھر ایک دوسرے کو سمجھیں تاکہ شکوک وشبہات کا ازالہ ہوسکے۔[۱]

اسپرنگر
SPRINGER

"کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری اور نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرّجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج ۵ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔[۲]

پروفیسر ارنسٹ رینان
PROF. EARNEST

"جب بھی کسی مسجد میں گیا میں نے ہمیشہ ایک دلی جوش اور خاص کیفیت محسوس کیا۔ بلکہ اجازت ہو تو یہ کہوں کہ میں جب کبھی مسجد میں گیا تو اپنے مسلمان نہ ہونے پر مجھ کو ضرور افسوس ہوا۔[۳]

ارکھاٹ
ORCHOT
A famous historian

ایک مشہور مؤرخ کے مطابق اصولِ شرع اسلام میں سے ہر ایک اصول کو دیکھئے تو فی نفسہٖ ایسا عمدہ اور مؤثر ہے کہ شارعِ اسلام کے شرف وفضیلت کے لئے قیامت تک کے واسطے کافی ہے۔ اسلام کے اصول کے مجموعے سے ایک ایسا نظام سیاست قائم ہوگیا ہے جس کی قوت اور متانت کے سامنے تمام سیاسی نظام ہیچ ہیں۔ ایک ایسے شخص کے

---

[۱] ماہنامہ "بساط ذکر و فکر" جلد ۱۳ شمارہ ۲ ، ص ۳ دسمبر ۱۹۹۳ء [۲] "پیغام رحمت" منہاج الجماعت صدر کراچی ص ۳۔ [۳] پروفیسر آرنلڈ۔ بحوالہ "پریچنگ آف اسلام"۔

زمانۂ حیات میں جو ایک وحشی اور کم ظرف قوم کے .... قبضے میں تھا وہ شرع شائع ہو گئی جو سلطنت قاہرہ اور رومتہ الکبریٰ سے کہیں وسیع اور عظیم تھی۔[1]

جوزف تھامسن J. THOMSON

کہتے ہیں ایک معمولی عقل و سمجھ کا انسان جہاں بھی جاتا ہے اسلام کی تعلیمات اس کے ساتھ ہوتی ہیں، جو دوسروں پر ضرور اثر کرتی ہیں۔ صبح، دوپہر اور شام کو اسلام کے کلمہ کا نعرہ "اذان" بلند ہوتا ہے اور وہ سر جو پہلے پتھروں اور حیوانوں کے آگے جھکا کرتے تھے اب خدائے واحد کے آگے جھکتے ہیں۔ وہ ہونٹ جو پہلے خوشی کے ساتھ اپنے ہم جنس بھائی کے گوشت پر ہلتے تھے اب قادر مطلق کی عبادت میں ہلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اسلام نے بنی نوع انسان کے معیار اخلاق کو بے حد بلند کر دیا ہے۔[2]

پادری مرقس داؤد FATHER MARQUES DAVID

نے فرمایا کہ مذہب اسلام کی انتہا درجہ کی سادگی نے اس کی جلد جلد اشاعت میں بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی تعلیمات اس قدر سادہ ہیں کہ جاہلوں کی تلقین کے لئے کسی شرح و تفصیل کی ضرورت نہ پڑی۔ وحشی جبشی تک نے پہلے ہی سبق میں اس کی حقیقت کو سمجھ لیا۔ اس کے مطالب کو سمجھنے کے لئے زیادہ مدت کے مطالعہ کی ضرورت نہیں۔ یہ ایک ایسا مذہب ہے جس سے عقلِ انسانی کو ایک فطری مناسبت ہے اور جس

---

[1] فلاح دین دنیا۔ ص۳۴ [2] فلاح دین دنیا۔ ص۳۵ بحوالہ "دین اسلام"

نے مشرکین تک کے لیئے دلوں میں اپنی طرف سے تنفّر نہیں پیدا کیا۔ جن لوگوں کو الٰہیات کے پیچیدہ مسائل میں حق کے دریافت کرنے سے مایوسی ہو چکی تھی ان کیلئے یہ امر باعث تسکین ہے کہ ایک سیدھا سادہ مذہب ان کے ہاتھ آ گیا جسے تسلیم کرنے پر وہ مجبور ہو گئے۔[1]

نیویارک ٹائمز

NEW YORK TIMES
An American magazine

ایک مشہور امریکی اخبار

"اسلام مغربی افریقہ میں ترقی کی راہ پر گامزن ہے ...... یہ مذہب آخرکار تمام علاقے کو اپنی آغوش میں لے لے گا۔[2]

لائف

LIFE
An American magazine

ایک مشہور رسالہ

"مغربی افریقہ کے بعض علاقوں میں جہاں عیسائی منّاد اور اسلامی مبلّغ مقابلہ کر رہے ہیں عیسائیت میں داخل ہونے والے ایک شخص کے مقابل پر اسلام میں دس افراد داخل ہوتے ہیں۔[3]

---

[1] فلاح دین دنیا صہ ۳۸ ۔ بحوالہ "محمد عبدہ" اور مسیح"

[2] تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک ۔ صہ ۳۵ بحوالہ "نیویارک ٹائمز مورخہ ۱۶ر نومبر ۱۹۵۳ء۔

[3] " " " " "لائف" مورخہ ۱۸ر اگست ۱۹۵۵ء

B. ROSHMED
A German traveller

پول راشمید

ایک جرمن سیاح کے مطابق

کہ مشرقی اسلامی ممالک میں طاقتوں کے چشمے تین چیزوں میں محصور ہیں۔

(الف) ایک دین ہونے کے اعتبار سے اسلام کی طاقت کے اندر، اس کے اوپر اعتقاد رکھنے کے اندر، اس کے مثالی ہونے کے اندر اور مختلف رنگ اور مختلف تہذیب کے درمیان میل ملاپ اور بھائی چارگی کے اندر [اسلامی طاقتوں کے چشمے پوشیدہ ہیں]

(ب) مغرب میں بحر اٹلانٹک یعنی مراکش کی سرحدوں سے لے کر مشرق میں بحر الکاہل یعنی انڈونیشیا کی سرحدوں تک پھیلے ہوئے اسلامی حصوں میں فطری دولت کے خزانوں کی کثرت کے اندر، اور ان مختلف خزانوں کے گویا ایک قوی اور بہترین اقتصادی مرکز ہونے کے اندر اور خود کفیل ہونے کے اندر [اسلامی طاقتوں کے چشمے پوشیدہ ہیں] اور یہ ایسی چیزیں ہیں جو مسلمانوں کو کسی بھی ضرورت کے وقت یورپ یا اس کے علاوہ دوسرے ممالک کا محتاج نہیں بنائیں۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ ایک دوسرے کے قریب آئیں اور آپس میں ایک دوسرے کا تعاون کریں۔

(ج) مسلمانوں کے یہاں انسانی نسل کی سرسبزی اور شادابی [میں اسلامی طاقتوں کے چشمے پوشیدہ ہیں] جس نے ان کی عددی کثرت کو بڑھتی ہوئی طاقت بنا دیا ہے۔

جب یہ تینوں طاقتیں یکجا ہو جائیں، مسلمان ایک عقیدہ رکھنے اور اللہ کو ایک ماننے کے اندر آپس میں مل جائیں اور اُن کی فطری دولت اس ضرورت کو پورا کر دے جو اُن کی تعداد بڑھائے تو اس وقت اسلام یورپ کے لئے ایک خوفناک خطرہ بن جائے گا۔ اور وہ ایسے حصّے میں رہ کر پوری دنیا کی سرداری کا علمبردار ہوگا جہاں سے

پوری دنیا پر اثرات پہنچتے ہیں۔[1]

جان آسپوزیٹو JOHN OSPOSITIVE

ایک مغربی مفکّر

جان آسپوزیٹو نے اپنی ریسرچ میں اسلام اور عیسائیت کی نئی محاذ آرائی کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اب تقریباً وہی حالات پیدا ہو چکے ہیں جو آج سے ۷۵ سال پہلے سلطنت عثمانیہ (ترکی) کے زوال کے وقت تھے۔ جس طرح سلطنت عثمانیہ کمزور ہوئی تھی اسی طرح آج کلیسا پر زوال کے گہرے سائے دراز ہو چکے ہیں۔

جان کہتا ہے کہ اب مسلمانوں کو بیوقوف خیال کرنا عیسائیت کی سب سے بڑی غلطی ہے کیونکہ اگر مسلمان نا سمجھ یا نادان ہوتے تو وہ ایٹم بنانے کی کوشش نہ کرتے۔ سعودی عرب اور دوسرے عرب اور اسلامی ممالک مسلمانوں کو متحد کرنے کے لئے اسلامی بم بنانے کے بارے میں عملی طور پر غور نہ کرتے۔ اگرچہ ان ملکوں کے حالات خراب ضرور ہیں۔ لیکن ان کے افراد اور دماغ اور ذہانت کے لحاظ سے پسماندہ نہیں ہیں!

اسی مفکر کا کہنا ہے کہ:

اسلام کی کامیابی صرف اور صرف ایک نکتہ میں ہے کہ اسلام میں عیسائیت کے مقابلے میں موجودہ حالات و واقعات کے مطابق خود کو تبدیل اور جدید رجحانات

---

[1] بول راشمید کی کتاب "اسلام مستقبل کی عظیم طاقت"، جو ۱۹۳۶ء میں منظر عام پر آئی۔

کو اپنانے کی بے پناہ صلاحیت ہے۔ شاید اسی وجہ سے آئندہ صدی میں عیسائیت اسلام سے مات کھائے[۱]!!

فادر ملٹن

FATHER MILTON

ملٹن کا کہنا ہے کہ روس کے زوال کے بعد امریکہ کے ورلڈ اسٹیج پر اکیلا رہنے سے، مسلمان دنیا پر "ہولڈ" کرنے کی پوزیشن میں آتے جا رہے ہیں۔ فادر ملٹن نے آبدیدہ ہوتے ہوئے کہا کہ اگر امریکہ، پاکستان، ایران، اور سعودی عرب کو دفاع کے لحاظ سے ٹکنکی امداد نہ دیتا تو آج یہ ممالک مغرب کو آنکھیں دکھانے کی پوزیشن میں نہ آتے[۲]۔

پادری البرٹ

FATHER ALBERT

البرٹ کا کہنا ہے کہ عیسائیت کا اس سے بڑھ کر اور کیا نقصان ہوگا جہاں احمد دیدات، عیسائیوں سے مناظرہ کرنے کے لئے آتا ہے، وہاں پادریوں کی شکست کے بعد پیدائشی عیسائیوں کی اکثریت اسلام قبول کر لیتی ہے۔ اسی پادری نے مغرب کو انتباہ دیا ہے کہ اگر مغربی حکومتوں نے اس کا نوٹس نہیں لیا تو امریکہ سمیت مغرب کے تمام بڑے ملکوں کے کٹر عیسائی جو مغرب کی اصل طاقت ہیں پادریوں کی نالائقی کے باعث دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائیں گے[۳]!

---

[۱] ماہنامہ "بساط" جولائی ۱۹۹۴ء بحوالہ (ماہنامہ دارالسلام) [۲] ماہنامہ "بساط ذکر و فکر" جولائی ۱۹۹۴ء ص۱۳ بحوالہ ماہنامہ "دارالسلام" [۳] ماہنامہ "بساط ذکر و فکر" جولائی ۱۹۹۴ء ص۱۳ بحوالہ ماہنامہ دارالسلام۔

ویٹی کن کے پادریوں کا کہنا ہے کہ آج ہماری بدقسمتی کا یہ عالم ہے کہ ہم مبلغ احمد دیدات کے مقابلے میں کوئی مستند پادری نہیں لا سکے۔

A. BRITISH RETD. GENERAL ایک برطانوی ریٹائرڈ جرنیل

(جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتا) ایک بین الاقوامی رسالے میں مسلم اور عیسائی طاقت کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ پاکستانی، اردنی اور مصری افواج کو برطانیہ نے تربیت دے کر خود پاؤں پر کلہاڑی دے ماری ہے۔

آگے چل کر یہی جرنیل اپنے تجزیہ میں لکھتا ہے کہ اسلامی دنیا میں جہاد، شہادت اور غازی کا جذبہ ایسی طاقت اور توانائی ہے جس کا مقابلہ آسانی سے صلیبی نشان رکھنے والے نہیں کر سکتے۔ عیسائی فوج صرف ہتھیار اور فوجی صلاحیت پر یقین رکھتے ہیں جب کہ اسلامی افواج ہتھیار اور صلاحیت پر اسلامی جذبات کو فوقیت دیتے ہیں اور یہ چیز جنگوں میں فتح دلاتی ہے[1]۔

WEST WORLD ویسٹ ورلڈ

An American magazine

ایک مشہور جریدہ نے لکھا ہے۔ دراصل صدر بش نے خلیجی جنگ میں اپنی تھانے داری دکھا کر درحقیقت گرجے کو کمزور اور مسجد کو مضبوط کیا ہے۔ وہ امریکی فوج جس کے بارے میں ساری اسلامی دنیا ڈرتی رہتی تھی۔ اس کو اسلامی دنیا کے افواج میں "مکس" MIX کر کے اسلامی افواج کو بتا دیا کہ امریکی فوج دراصل کتنے پانی میں ہے اور آئندہ کبھی جنگ ہوئی تو اس فوج کو کیسے شکست دی جا سکتی ہے[2]۔

---

[1] ماہنامہ "دربساط ذکر و فکر" جولائی ۱۹۹۴ء ص ۱۳۔ بحوالہ ماہنامہ "دارالسلام"

[2] ماہنامہ "دربساط ذکر و فکر" جولائی ۱۹۹۴ء ص ۵۔ بحوالہ ماہنامہ "دارالسلام"

مائیکل ہون ہائے

MICHEL HON HOI
A European historian

(ایک مغربی مؤرخ)

کہتا ہے کہ اب فطرت اور فطرتی طور پر بننے والے حالات و واقعات اُن تمام علاقوں کو جو عیسائی دنیا نے دھوکے اور فراڈ سے اسلامی دنیا سے چھین لئے تھے لوٹا رہے ہیں۔ اس کی مثال اس نے وسطی ایشیائی ریاستوں سے دی ہے۔ افغانستان، بوسینا اور وسطی ایشیائی ریاستوں میں جیسے جیسے اسلامی بنیاد پرست "مستحکم ہوتے گئے ویسے ویسے وہ عیسائی دنیا کو اپنے نرغے میں لیتے جائیں گے!![1]

باکسر مائیکل بیسٹ

(انہوں نے اسلام قبول کیا، جن کا اسلامی نام "مصطفیٰ محمد" ہے)

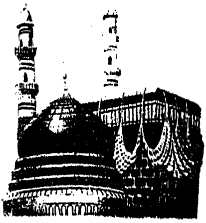
یہ کہتے ہیں کہ میرے لئے اسلام جان بچانے والی کشتی کی طرح ہے اسلام زندگی میں نظم و ضبط پیدا کرتا ہے اور آدمی کو قوت عطا کرتا ہے اس سے زندگی با مقصد ہو جاتی ہے[2]

پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ

اپنی مشہور کتاب "دعوتِ اسلام" میں استعجاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں "لیکن اسلام اپنی گزشتہ شان و شوکت کے خاکستر سے پھر اُٹھا اور واعظین اسلام نے انہیں وحشی مغلوں کو جنھوں نے مسلمانوں پر کوئی باقی نہ رکھا تھا، مسلمان کر لیا[3]

---

[1] ماہنامہ "بساطِ ذکر و فکر" جولائی ۱۹۹۴ء ص ۵۔ بحوالہ ماہنامہ "دارالسلام"
[2] شمارہ اپریل، مئی ۱۹۹۶ء ص ۹
[3] انسانیت کے محسن اعظم ص ۲۳ بحوالہ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمینؐ

پیغمبر اسلامؐ غیر مسلموں کی نظر میں

گاندھی جی کے تاثرات

GANDHI JI
A famous Indian leader

اسلام اپنے شاندار زمانے میں غیر روادار نہیں تھا، بلکہ تمام دنیا اس کی تعریف کر رہی تھی اس وقت جب کہ مغربی دنیا اندھیرے میں غرق تھی۔ اُفق مشرق کا ایک روشن ستارہ چمکا جس سے بے چین دنیا کو روشنی اور تسلّی ہوئی۔ اسلام جھوٹا مذہب نہیں ہے۔ دوسروں کو بھی اس کا اسی طرح مطالعہ کرنا چاہئے کہ جس طرح میں نے مطالعہ کیا ہے پھر وہ بھی میری طرح ان سے محبّت کرنے لگیں گے۔

میں پیغمبر اسلامؐ کی زندگی کا مطالعہ کر رہا تھا، جب میں کتاب کی دوسری جلد بھی ختم کر لی تو مجھے افسوس ہوا کہ اس عظیم الشّان زندگی کا مطالعہ کرنے کے لئے اب میرے پاس اور کوئی کتاب نہیں ہے۔ اب مجھے پہلے سے بھی زیادہ یقین ہو گیا ہے کہ یہ تلوار کی قوّت نہ تھی، جس نے اسلام کے لئے دنیا کا میدان فتح کیا بلکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی سادگی، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بے نفسی اور وعدہ وفائی اور بے خوفی تھی۔ یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اپنے دستوں اور پیروؤں سے محبّت کرنا اور خدا پر بھروسہ رکھنا تھا۔ یہ تلوار کی قوّت نہیں تھی بلکہ یہ اوصاف اور خوبیاں تھیں جن سے تمام رکاوٹیں بہہ گئیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام مشکلات پر غالب آ گئے۔

مجھ سے کسی نے کہا تھا کہ جنوبی افریقہ میں جو یوروپین آباد ہیں وہ اب اسلام کی تبلیغ سے لرز رہے ہیں۔ اسی اسلام نے اسپین کو تہذیب سکھلائی۔ اسی اسلام نے

مرا کو میں روشنی پھیلائی اور دنیا والوں کو بھائی بھائی بن جانے کی بشارت دی۔ بے شک جنوبی افریقہ کے یوروپین اسلام سے ڈرتے ہیں۔ لیکن وہ دراصل اس حقیقت سے ڈرتے ہیں کہ اگر افریقہ کے دیسی باشندوں نے اسلام قبول کر لیا تو وہ سفید قوموں سے برابری کا حق طلب کرنے لگیں گے۔ آپ ان کو ڈرتے دیکھیے۔ اگر بھائی بھائی بننا گناہ ہے اگر وہ اس امر سے پریشان ہیں کہ اُن کی نسلی بڑائی قائم نہ رہ سکے گی تو ان کا خوف کیا ہے۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ اگر زولو عیسائی ہو جاتا ہے تو سفید رنگ عیسائیوں کے برابر نہیں ہو سکتا۔ لیکن جوں ہی وہ اسلام قبول کرتا ہے بالکل وہ اسی وقت اسی پیالے میں پانی پیتا ہے اور کھانا کھاتا ہے۔" اصل بات یہ ہے جس سے یوروپین کانپ رہے ہیں[۱]۔

پنڈت جواہر لال نہرو

PANDIT JAWAHAR LAL NEHRU
Ex-Priminster of India

اسلام نئی قوت تھی جس نے عربوں کو جھنجوڑ جھنجوڑ کر جگا دیا اور ان میں خود اعتمادی اور جوش عمل کوٹ کوٹ بھر دیا۔ اس مذہب کے بانی ایک نئے پیغمبر (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے۔ جو مکّے میں ۵۷۰ء میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ عرصے تک نہایت خاموشی سے زندگی بسر کرتے رہے۔ لیکن جب انھوں نے اپنے نئے مذہب کی تبلیغ شروع کی، خاص کر جب مکّے کے بتوں کی مخالفت کی تو ان کے خلاف ایک شور برپا ہو گیا۔ اور انھیں مکہ چھوڑنا پڑا، ہجرت کے سات سال کے اندر اندر وہ مکّے کے مالک و مختار کی حیثیت سے وہاں داخل ہو گئے۔ انھوں نے دنیا کے بادشاہوں کے نام پیغام بھیجے کہ ایک خدا اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ۔ ان پیاموں سے

---

[۱] روزنامہ "سیاست" حیدرآباد۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ میلادالنبیؐ سپلمنٹ ایڈیشن۔

تصوّر کر سکتے ہیں کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی ذات پر اور اپنے پیام پر کتنا اعتماد ہوگا یہی اعتماد اور ایمان انھوں نے اپنے پیروؤں میں پیدا کر دیا۔ اسی سے انھیں روحانی تسکین ملی۔ اور اسی نے انھیں اُبھارا یہاں تک کہ ریگستان کے ان باشندوں نے جن کی دنیا میں کوئی اہمیت نہیں تھی دنیا کا نصف حصّہ فتح کر لیا۔

حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ ایمان اور خود اعتمادی بہت بڑی چیز تھی، جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ اس کے علاوہ اسلام نے انھیں اُخوّت کا سبق بھی سکھایا۔ یعنی یہ بتایا کہ تمام مسلمان بھائی ہیں اور سب برابر ہیں۔[1]

DR. SHANKAR DAYAL SHARMA (PRESIDENT OF INDIA)

ڈاکٹر شنکر دیال شرما (صدر جمہوریہ ہند)

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ ساری دنیا کے لئے باعث رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ انھوں نے صاف الفاظ میں دنیا کو یہ بتلا دیا کہ آدمی کی بڑائی اس کے اعمال و کردار سے ہے نہ کہ دولت و پیسے سے۔ انھوں نے رنگ و نسل کے خلاف آواز اُٹھائی اور دنیا کو مساوات کا سبق دیا۔ آج بھی اگر دنیا ان کی تعلیمات پر عمل کرے تو دنیا سے نسل و رنگ، کالے اور گورے کے جھگڑے ختم ہو جائینگے۔

ع ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز[2]

✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻

---

[1] فلاح دین و دنیا۔ بحوالہ "سوانح پنڈت نہرو"

[2] روزنامہ "رہنمائے دکن" حیدرآباد۔ ۲۶/۱۱/۱۹۸۵ء۔

وزیر اعظم ہند۔ پی۔ وی۔ نرسمہا راؤ کا پیغام

P. V. NARSIMHARAO

-- (PRIME MINISTER OF INDIA)

نئی دھلی۔ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۹۴ء کو جلسہ عید میلاد النبیؐ کے موقعہ پر حضور پرنورؐ کے متعلق جو بیان کیا اسکا اقتباس

حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی ایک ملک، کسی مخصوص جماعت، یا کسی مخصوص طبقے کے لوگوں کے لئے اس دنیا میں نہیں آئے، بلکہ انھیں تمام مخلوقات اور بنی نوع انسان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تاریخ بشریت کی ایک درخشاں شخصیت تھے۔ وہ ایک یتیم بچّے کی حیثیت سے اس دنیا میں پیدا ہوئے اور غریب لوگوں کے درمیان پلے بڑھے۔ انھوں نے اپنے اردگرد اقوام و قبائل اور قرابت داروں کے درمیان اختلافات اور بے آہنگی کا ماحول دیکھا تھا انھوں نے یہ بھی دیکھا کہ سادہ لوح عوام کو مذہب کے نام پر کس طرح گمراہ کیا جارہا تھا اور مٹھی بھر لوگوں نے کس طرح دولت و اقتدار پر قبضہ جما رکھا تھا۔ اس زمانے میں نوزاد لڑکیوں کو زندہ دفن کیا جاتا تھا اور معاشرہ میں عورت کا کوئی مقام و مرتبہ نہ تھا اور انسانی برادری کا تصوّر مٹ چکا تھا۔ ہر طرف کمزوروں پر ظلم و بربریت، خود پسندی، ہٹ دھرمی اور خود غرضی کا بول بالا تھا اور ہر سمت بے اعتمادی، عداوت، اور نفرت کا ماحول تھا۔ اور ان تمام بدعنوانیوں کی

وجہ سے انسانی معاشرے کا بنیادی ڈھانچہ بالکل کمزور ہوگیا تھا اور مٹھی بھر لوگوں نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ماننے والوں کی پیدائشی طاقت کو بھی ہڑپ کر رکھا تھا۔ لیکن ایسے حالات میں بھی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) راہ حق پر ثابت قدم رہے۔ اور لوگ انھیں "امین" کے لقب سے یاد کرتے رہے۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حق کی تلاش میں غار حرا میں مراقبہ میں رہے اور ۲۳ سال (بعثت کے بعد) کی مختصر سی مدّت میں انھوں نے اپنے ماننے والوں کو اللہ کا پیغام اور نیا مذہب اسلام عطا کردیا۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لوگوں کو ایک نیا طرز حیات سکھایا، اور ایک مذہب اور قانون کی حکومت قائم کی، انھوں نے ایک معیاری حکومت کی اور اعلیٰ انسانی قدروں کو رواج عام عطا کیا۔ انھوں نے اپنی طرز زندگی اور اپنے اعلیٰ کردار کو امت کے لئے نمونۂ عمل بنا دیا۔ درحقیقت وہ ایک معلّم، ایک فلسفی، ایک سپاہی، ایک سپہ سالار، ایک مصلح، ایک منصف، ایک سیاستدان، ایک باصلاحیت ناظم، انسانوں کے عظیم رہنما ایک اچھے شوہر اور ایک شفیق باپ تھے۔

وہ مختلف اقوام و قبائل کے جنگجو سرداروں کے درمیان میل وجول قائم کرنے میں پوری طرح کامیاب رہے اور ان کے درمیان بھائی چارے کا احساس پیدا کر دیا۔ انھوں نے اپنی زندگی ہی میں ایک بڑی طاقت کو رونما ہوتے ہوئے دیکھا............ یہ اتّحاد کی طاقت، اخلاقی طاقت، اعلیٰ انسانی قدروں کے احساس کی طاقت، سب کے فلاح وبہبود کے لئے کام کرنے والی طاقت اور آفاقی سوجھ بوجھ و احساس وحدت کی طاقت تھی۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات نے ہمارے ملک کو مالا مال کر دیا

ہے اور خصوصی طور پر آج ان تعلیمات کی سخت ضرورت ہے۔ انھوں نے دنیائے بشریت کو ایک پیغام دیا۔ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے احاطے کا پیغام اور پڑھنے (اقراء) سمجھنے اور معلومات حاصل کرنے کا پیغام۔ پیغمبر اسلام کی تعلیمات آفاقی ہیں اور ان کا تعلق ہر دور سے ہے۔ صبر وضبط، پرامن بقاء باہم، اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت اور انھیں اچھا شہری بنانے کے لئے ہمیں ان تعلیمات کی پیروی کرنی چاہیئے، تاکہ وہ ہمارے سماج اور ہمارے ملک کی ترقی وخوشحالی میں برابر کے شریک ہوں۔[۱]

مسٹر جی نارائن راؤ

MR. G. NARAIN RAO

Ex-Speaker of assembly, Govt. of Andhra Pradesh

قانون ساز اسمبلی آندھرا پردیش کے اسپیکر کا پیام عید میلاد النبیؐ کے موقع پر

آج محسن انسانیت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہے۔ جنھوں نے نہ صرف سرزمین عرب کے بگڑے ہوئے معاشرے کی بلکہ ساری انسانیت کو باطل کی طاقتوں سے آزاد کرایا۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات قیامت تک انسانیت کے لئے مشعل راہ ہیں — جس کی روشنی میں انسانیت کے بھٹکے ہوئے قافلے اپنی راہ منزل کو پاسکتے ہیں۔ آج ضرورت ہے کہ آپؐ کی انسانیت نواز تعلیمات کو

---

[۱] ماہنامہ "راہ اسلام" شمارہ نمبر ۱۱۳، ستمبر ۱۹۹۲ء

زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے تاکہ دنیا سے تعصّب، فتنہ، شر اور فساد کو مٹا کر تمام انسانوں میں خلوص، محبّت، ہمدردی اور خیر کے جذبات پیدا کئے جائیں کیونکہ ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے[1]

آر کے ملکانی

R. K. MALKANI
CHIEF EDITOR WEEKLY ORGANISOR

چیف ایڈیٹر ہفتہ وار آرگنائزر اسلام کی نفسیاتی کشش کا اقتباس

۱:- یہ امر توجہ طلب ہے کہ قبول اسلام کا سلسلہ مسلمانوں کی حکومت ختم ہونے کے بعد ہی نہیں بلکہ آزادی کے بعد بھی چلتا رہا .... نعروں میں بڑی جان ہوتی ہے۔ مسحورکن نعرے ہتھیاروں کی طرح کام کرسکتے ہیں۔ اللہ اکبر، کے بالمقابل ہندوؤں کا نعرہ "ہر ہر مہادیو" ہے۔ سکھوں میں "ست سری اکال" لیکن ایک بھی مؤثر کل ہند نعرہ نہیں ہے۔ "بھارت ماتا کی جے" اور وندے ماترم، دراصل دعائیں ہیں نعرے نہیں۔ جے ہند اگرچہ اچھا نعرہ ہے لیکن اس میں بھی وہ گہری جذباتی اپیل نہیں جو مذہبی عقیدت کی شمولیت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اللہ اکبر، ایک مذہبی نعرے سے بھی بڑھ کر ایک عسکری نعرہ ہے۔

۲:- پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف توحید ہی کی دعوت دی بلکہ

---

[1] روزنامہ "رہنمائے دکن" حیدرآباد۔ شمارہ ۳۲۰، ۲۶/۱۱/۱۹۸۵ء۔

انھوں نے بازار و تجارت جیسے شعبہ میں بھی تفریق کو ختم کر دیا۔ انھوں نے صرف ہزاروں دیوی، دیوتاؤں کی جگہ خدائی عبادت کا داعیہ ہی نہیں پیدا کیا بلکہ سینکڑوں تعداد میں لگے ہوئے ٹیکسوں کو بھی مٹا دیا جو تجارت کی آزادانہ نقل و حرکت میں رکاوٹ تھے۔

۱۳۔ اسلام محض عقیدے کی سطح تک ہی برابری کا قائل نہیں اس نے عمل کی دنیا میں مساوات قائم کر کے دکھائی ہے۔ قرون وسطیٰ کی جنگوں میں میدان جنگ سے دور دراز کسی فوجی ہیڈکوارٹر کا تذکرہ تک نہیں ملتا۔ ایک سپاہی اور سپہ سالار بنیادی طور سے برابر کے فوجی ہوتے اور شانہ بشانہ جنگ میں اُترتے۔ اس طرح کی جنگ دور قدیم میں اور آج بھی مساوات پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔[1]

سوامی ویویکانندا

SWAMY VIVEKANANDA
A famous Hindu philosopher

کے تاثرات "اس کے بعد پیغمبر مساوات حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے۔ تم پوچھتے ہو کیا ان کا مذہب اچھا ہے؟ اگر ان کا مذہب اچھا نہ ہوتا تو پھر وہ کیسے زندہ رہتے۔ صرف اچھے اور نیک انسان ہی کو حیات دوام ملتی ہے۔ بُرے انسان کی زندگی کبھی طویل نہیں ہوتی۔ نیک انسان لافانی اس لئے ہے کہ اس میں تقدس اور صداقت کا جوہر پوشیدہ ہوتا ہے۔ اسلام میں اگر اچھائی نہ ہوتی تو وہ ایک دن بھی قائم نہ رہتا۔ اس مذہب میں بے شمار خوبیاں ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مساوات اور انسانی اخوت کے علمبردار ہیں۔"[2]

---

[1] ماہنامہ "الحسنات" اردو ڈائجسٹ، قبول اسلام نمبر، رام پور۔ فروری ۱۹۸۳ء

[2] سوامی ویویکانندا اور ورکس۔ جلد ۴
SWAMY VIVEKANANDA & WORKS, VOL IV
THE GREAT TEACHER OF THE WORLD (PP. 129-130)

موہن لال گوتم

MOHAN LAL GAUTAM

Ex- minister of Agriculture,
U.P., India.

سابق وزیر زراعت یوپی

ہم کو پیغمبر اسلام (صلعم) کے جنم دن سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں اپنی نظر میں ساری دنیا کی بھلائی رکھنا چاہیئے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عربوں کے سب سے اونچے قبیلے میں پیدا ہوئے۔ مگر نہ صرف انھوں نے عرب قوموں کا یہ غرور بھی ان کے دل سے نکال دیا کہ وہ ساری دنیا میں سب سے اونچے ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز[1]

PROF. K. S. RAMAKRISNARAO

پروفیسر کے ایس راما کرشنا راؤ

پیغمبر اسلام (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود ایک ایسی تاریخی شخصیت کے مالک ہیں کہ جن کی زندگی کا ہر واقعہ انتہائی احتیاط کے ساتھ قلم بند کیا گیا ہے۔ اور اس کے متعلق ادنیٰ ترین جزئیات بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کرلی گئی ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور کارنامے سربستہ راز نہیں ہیں اور ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مستند اور صحیح معلومات حاصل کرنے کے لئے کسی خاص جستجو اور کدوکاوش کی ضرورت نہیں۔

مزید رقمطراز ہیں:۔
فتح مکہ کے بعد دس ہزار مربع میل سے بھی زیادہ زمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

[1] الطیف خاص نمبر ۱۹۶۵ء

قدموں کے تلے تھی۔ عرب کے بے تاج بادشاہ ہوتے ہوئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جوتے خود گانٹھے تھے، اپنے کپڑوں میں خود پیوند لگاتے تھے۔ بکریوں کا دودھ اپنے ہاتھوں سے دوہتے تھے۔ گھر میں خود جھاڑو لگاتے تھے۔ چولہا جلاتے تھے اور ادنیٰ سے ادنیٰ گھریلو کام خود انجام دیتے تھے۔ پورا مدینہ شہر جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام پذیر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری ایام میں دولت مند ہو گیا تھا۔ ہر جگہ سونے اور چاندی کی ریل پیل تھی۔ لیکن دولت کی فراوانی کے اس دور میں بھی شہنشاہ عرب کے گھر میں کئی دن تک چولہا نہیں جلتا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی اور کھجوروں پر گزارا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کئی کئی رات متواتر فاقے کرتے کیونکہ انھیں شام کا کھانا میسر نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن بھر کی تھکاوٹ دینے والی مصروفیت کے بعد کسی نرم بستر پر آرام نہیں کرتے تھے۔ کھجور کی چٹائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راتیں عبادت میں گزرتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے رو رو کر دعائیں مانگتے تھے کہ وہ آپ صلی اللہ کو اپنے فرائض ادا کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔ کہا جاتا ہے کہ شدت گریہ سے آپ کی آواز رندھ جاتی تھی۔ اور ایسا لگتا تھا جیسے کوئی دیگچی آگ پر رکھی ہو اور اس میں کھدا پڑنے لگا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دن آپ

کا کل سرمایہ چند سکے تھے جن میں سے کچھ قرض کی ادائیگی میں کام آئے اور باقی مستحق لوگوں میں تقسیم کر دئیے گئے۔ جن کپڑوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کا آخری سانس لیا ان میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ وہ گھر جس سے پوری دنیا میں ہدایت کا نور پھیلا اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا کیونکہ دیا جلانے کے لئے تیل نہیں تھا۔

حالات میں تبدیلی آئی لیکن اللہ کے رسولؐ میں نہیں، فتح و شکست، حاکمی و محکومی، امیری و ناداری، غرض کہ ہر حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی کردار کا مظاہرہ کیا۔

یہی مصنف ایک اور مقام پر تحریر کرتے ہیں:۔

(حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہمہ گیر شخصیت کا احاطہ کرنا میرے لئے تقریباً ناممکن ہے۔ میں تو صرف اُس کی ایک جھلک دیکھ سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے لئے کتنے دل آویز اور مختلف النوع مظاہر ہیں! (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بحیثیت سپہ سالار، بحیثیت حکمران، بحیثیت جنگ آزما، بحیثیت تاجر، بحیثیت معلّم، بحیثیت سیاستدان، بحیثیت خطیب، بحیثیت یتیموں کے مربّی، بحیثیت غلاموں کے محافظ، بحیثیت عورتوں کے نجات دہندہ، بحیثیت منصف، اور بحیثیت خدارسیدہ انسان اور ان تمام شاندار کرداروں اور انسانی سرگرمیوں کے ان تمام شعبوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم قابلِ رشک شخصیت کے مالک تھے۔[1]

اسی مصنّف کا بیان ہے:

"کوئی شہنشاہ اپنے تاج شاہی کے ساتھ اتنی تعظیم نہیں پا سکا ہے، جتنی اس شخص (پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے پیوند لگے ہوئے قبا کے ساتھ پائی ہے۔[2]

ایک اور مقام پر مزید تحریر فرماتے ہیں:۔

---

[1] پندرہ روزہ "قرطاس و قلم"، حیدر آباد۔ [2] آج کے چند اسلامی مسائل، ص ۵۲

اگر یہ مرد اور عورتیں، شرفاء، ذہین و باخبر جو یقیناً گلیلی کے مچھروں سے کم تعلیم یافتہ تھے۔ ان پر خود اس معلم پیغمبرؐ میں ذرا بھی دنیا داری، مکّاری یا عقیدے کی کمی دیکھی ہوتی تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اخلاقی بیداری اور سماجی اصلاح کی تمام کوششیں اور اُمیدیں ایک لمحہ میں خاک کا ڈھیر ہوگئی ہوتیں۔[1]

SHIRADHE PRAKASH DEV JI شردھے پرکاش دیوجی

A famous Indian historian

ایک مشہور ہندوستانی مؤرّخ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نوعِ انسانی کی ہمدردی و خیر خواہی کا ایک نمونہ صرف اپنے اہلِ وطن کو ہی نہیں بلکہ کُل دنیا کو دکھایا۔[2]

DEEVAN CHAND SHARMA دیوان چند شرما

کہتے ہیں کہ مجھے شک ہے شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جس کے خارجی حالات اس قدر زیادہ تغیّر پذیر رہے ہوں اور ان سے مطابقت پیدا کرنے کے لئے اس نے اپنے آپ کو ذرا بھی بدلا ہو۔[3]

---

[1] "روح اسلام" مولفہ امیر علی۔ (SPIRIT OF ISLAM)
[2] ماہنامہ "الحسنات" اسلامی اردو ڈائجسٹ۔ رام پور۔ نومبر ۱۹۸۰ء
[3] دی پرافٹ آف دی ایسٹ کلکتہ ۱۹۳۵ء صفحہ ۱۲۲

THE PROPHET OF THE EAST. CALCUTTA, 1935. (P. 122)

K. M. MUNSHI
EX-GOVERNOR OF U.P

مسٹر کے۔ ایم۔ منشی۔
یوپی کے ایک سابق گورنر

نسل، رنگ قومیت اور مذہب کے ہاتھوں مختلف ٹکڑوں میں بٹی ہوئی دنیا کو آج بھی رسول اکرمؐ کی تعلیم کی ضرورت ہے۔[1]

DR. SIR RAVINDRANATH TAGORE
A nobel laureate of India

ڈاکٹر سر رابندر ناتھ ٹیگور

اعتراف کرتے ہیں کہ اسلام تمام مذاہب پر حاوی ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو امن و سکون کا جو پیغام دیا اور اپنی سیرت سے اس کا جو عملی مظاہرہ کیا اس کی مثال لانا مشکل ہے۔[2]

AMARNATH GUPTA

امرناتھ گپتا

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں روحانی شکتی پورے طور پر نمایاں تھی ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دھرم دیش سے باہر نہ پھیلتا۔ آج ہم اسلام کو سنسار کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پھیلا ہوا دیکھتے ہیں۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سیاسی لیڈر کی حیثیت سے بٹے ہوئے قبیلوں کو ایک قوم بنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمہوریت کا بیج آج سے چودہ ۱۴۰۰

ل۔ پندرہ روزہ "صراط مستقیم" برمنگھم۔ یو۔ کے۔ فروری ۱۹۷۹ء۔ ۲ پندرہ روزہ "صراط مستقیم" برمنگھم۔ یو۔ کے۔ فروری ۱۹۷۹ء

سو سال قبل دنیا میں ڈالا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سماجی لیڈر کی حیثیت سے بھی دنیا کو عظیم ترین راستہ دکھلا دیا۔[۱]

پرنسپل، آر۔ ایم۔ رائے
PRINC. R. M. RAI

فرماتے ہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی ایک ملک، قوم یا قبیلے کی شخصیت نہیں تھے۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ہمہ گیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پوری دنیا اور تمام اقوام کے لئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے پہلی دفعہ دنیا کے سامنے جمہوریت کا تصور اور عملی خاکہ پیش کیا۔[۲]

مسٹر اجیت پرشاد جین
MR. AJIT PRASAD JAIN

نے کہا ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو پیغام دیا ہے وہ تمام کائنات کے لئے ہے۔ اگر صحیح جذبے کے ساتھ دیکھا جائے تو غیر مسلم بھی اُن کی زندگی سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔[۳]

ڈاکٹر کوخ
DR. KOKH
Famous Doctor of Germany

جرمن کے مشہور ڈاکٹر کا ایک مضمون اخبار "النصیحت" میں شائع ہوا تھا جس کا اقتباس:

جس وقت سے مجھ کو نوشادر کا دارالکلب (کتے کے کاٹنے کا علاج نوشادر

۱؎ اللطیف۔ ویلور۔ ص۸۷-۸۶۔ ۱۳۸۵ھ ۲؎ اللطیف ویلور۔ ص۸۶۔ ۱۳۸۵ھ۔
۳؎ پندرہ روزہ "صراط مستقیم" برمنگھم۔ فروری۔ ۱۹۷۹ء۔

کے ذریعے سے ہونا) کے لئے تیر بہدف علاج ہونا دریافت ہو گیا ہے اس وقت سے میں عظیم الشان نبی (یعنی محمد صلعم) کی خاص طور پر قدر و منزلت کرتا ہوں۔ انکشاف کی راہ میں مجھ کو انھیں کے مبارک قول شمع نور نے روشنی دکھائی۔ میں نے وہ حدیث پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس برتن میں کتا منہ ڈالے اس کو سات بار دھو ڈالو۔ چھ مرتبہ پانی سے اور ایک مرتبہ مٹّی سے۔ یہ حدیث دیکھ کر مجھے خیال آیا محمد صلعم جیسے عظیم الشان پیغمبر کی شان میں فضول گوئی نہیں ہو سکتی۔ ضرور اس میں کوئی مفید راز ہے اور میں نے مٹّی کے عنصروں کی کیمیائی تحلیل کر کے ہر ایک عنصر کا دار الکلب میں الگ استعمال شروع کیا اخیر میں نوشادر کے تجربہ کی نوبت آتے ہی مجھ پر منکشف ہو گیا کہ اس مرض کا یہی علاج ہے۔ آنحضرت صلعم کے مٹّی سے برتن دھونے کی رغبت کیوں دلائی، اس کی وجہ یہ ہے کہ نوشادر ہمیشہ مٹّی میں رہتا ہے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض نوشادر ہی سے برتن دھونے کی ہدایت فرمائی ہوتی تو بسا اوقات اس کا ملنا غیر ممکن ہوتا اس لئے مٹّی جو ہر جگہ پائی جاتی ہے برتنوں کی صفائی کے لئے بہترین ذریعہ صفائی تھی اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث "الحمّٰی من فیح جہنّم فاطفؤھا بالماء" (بخار کی حرارت جہنم کی سخت گرمی کا نمونہ ہے لہٰذا اس بخار کی گرمی کو پانی کے ذریعہ سے بجھا دیا کرو مرقات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ یہ علاج خاص قسم کے بخار کا ہے بالخصوص اس بخار کا جو کہ اہل حجاز کو ہوا کرتا ہے کیونکہ ان کو بخار سخت گرمی کی وجہ سے ہوتا ہے لہٰذا اس میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا اور اس کو پینا بہت مفید ہے) پر اطبّا ہنسا کرتے تھے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض اس ارشاد سے یہ تھی کہ صفراوی بخار کا علاج آبِ سرد سے کرو۔ چنانچہ اب تحقیقات نے واضح کر دیا ہے

کہ بخار کا علاج صرف ٹھنڈا پانی ہی نہیں ہے بلکہ برفاب (برف کا پانی) ہے۔ غرض کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی حدیثیں فنِ طب کی جان اور اصل الاصول ہیں اور تحقیق و تفتیش ان کی صداقتِ کاملہ کا اظہار کرتی ہے۔ میں اس پیغمبر کا ادب و احترام کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ابتدائے آفرینش حضرت آدمؑ سے ابتک کوئی طبیب و حکیم دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پلہ نہیں ہوا۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ وّ علیٰ اٰلِ محمدٍ وّ بارک وسلّم۔[۱]

ڈاکٹر ای۔ اے۔ فریمن۔

DR. E. A. FREMIN

کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بڑے پکّے راستباز اور سچّے ریفارمر تھے۔ دنیاء اعمال کی فضاء ہستی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک وجود نادر پائے جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی ہی ایسی مفصّل و مشرّح ہے جس کے حالات ہم تک صحیح اور بالتفصیل پہنچے ہیں۔ انسانی اخلاق کی جو اصلاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ اجتماعیات کے اندر جو انقلاب علوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے پیدا کیا ہے سوسائٹی کے تزکیہ اور اعمال تطہیر کے لئے جو اسوہ حسنہ پیش کیا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانیت کا محسن اول قرار دیتی ہے۔[۲]

ایک مسیحی عالم

A CHRISTIAN SCHOLAR

نے ایک کتاب مسمّٰی بہ "قرآن السعدین" لکھی ہے۔ یہ کتاب ۲۸ صفحات پر

---

[۱] اخبار مدینہ بجنور ۹ مارچ ۱۹۱۷ء جلد ۲ نمبر ۱۹
[۲] مسٹر ایڈورڈ مونٹے۔

مشتمل ہے اور سنہ ۱۹۲۹ء میں آر۔ بی ایس برین لاہور میں چھپی ہے۔ اس کتاب کا مصنف وہی ہے جس نے اس سے پیشتر ایک کتاب "موازنہ ۲ انجیل و قرآن" لکھی تھی۔ کتاب قرآن السعدین کا دوسرا نام "محمدؐ عربی و مسیح ناصری" ہے۔ اس نے آنحضرت صلعم پر جو عقیدہ ظاہر کیا ہے اقتباس درج ذیل ہے۔)

(۱) عرب کے اُمّی (جو کسی انسان کا شاگرد نہ ہو) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات نہایت تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔ یہاں تک کہ عقیدت مندوں نے معمولی نقل و حرکت، نشستت و برخاست کو بھی نظر انداز نہیں کیا اور ضخیم جلدوں میں روایت و درایت اور حکایت کی بنا پر نہایت مفصّل سوانح حیات لکھی ہے۔ اور اگر کسی قوم کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے اپنے رہبر و رہنما اور اپنے ہادی و مقتدار کے حالاتِ زندگی کو کامل اور اکمل طور پر جمع کیا ہے تو وہ صرف اہلِ اسلام ہیں۔ جنھوں نے نہ صرف اقوال کو محفوظ رکھا، بلکہ افعال کو بھی گفتار کو بھی اور کردار کو بھی منضبط کیا۔ ولادت، رضاعت، لڑکپن، شباب اور کہولت کے سارے حالات و واقعات سوانح نگاروں، تذکرہ نویسوں، اور محدثوں نے لکھ مارے اور وہ بھی اس جامعیت کے ساتھ کہ بقول علامہ شبلی مرحوم، اندازِ گفتگو، طریق معاشرت، طرز زندگی، کھانے پینے، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، سوتے جاگنے، ہنسنے بولنے، کی ایک ایک ادا محفوظ رہ گئی۔ (صـ۳)

(۲) خاتمہ میں ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر زور دیا ہے اور بتایا ہے کہ ایمانداری بے تعصبی وسیع القلبی اور شرافت اس بات کی مقتضی ہیں کہ عیسائی دوست اپنے دلوں کو صاف کریں اور یقین جانیں کہ دینداری اس کے علاوہ کچھ اور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا بھلا کہیں اور اُن سے بغض و عداوت رکھیں بلکہ مناسب ہے کہ اُن کی خوبیوں پر نظر کریں۔ حسب مرتبہ ان کی قدر

کریں تعظیم اور حتی المقدور مسلمانوں کے جذبات کا پاس کرتے ہوئے ان کے ساتھ رواداری سے پیش آئیں (ص۵)

(۳) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور نرم دلی کی آیات بھی ہم نے نقل کی ہیں۔ لکھا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایمانداروں پر شفیق و مہربان ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روشن چراغ تھے۔ رحمۃ للعالمین اور صاحب خلقِ عظیم تھے کہ ان کے اوصاف سے آخر ان کی کوشش بار آور اور سعی مشکور ہوئی۔ (ص۵۸)

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ حمیدہ وفضائل حسنہ خلقِ عظیم شرافت و نجابت بلکہ منصب رسالت کا انکار بھی محال ہے۔ وہ جس نے عرب بادیہ نشینوں کی کایا پلٹ دی اور اس کندۂ ناتراش جاہل اور کینہ پرور قوم کو اخلاقِ فاضلہ و پسندیدہ کے زیور سے مزین کر دیا۔ شراب جو اُن کی گھٹی میں پڑی تھی چھڑا دی قمار بازی کی لت جو اُن کی فطرتِ ثانی بن چکی تھی ہٹا دی اور زنا و لواطت کی رسم کو مٹا دیا غرض بے شمار اخلاقِ ذمیمہ اور افعال شنیعہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور شرک و بت پرستی کے بجائے توحید کا علم نصب کیا اور وہ جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے ان میں ایک بے نظیر اخوت والفت اور موانست و مساوات کا جذبہ پیدا کر دیا۔ اس شاندار انسان اور قابلِ قدر مصلح پر بے بنیاد اعتراضات کرنا اور اُس پر بہتان باندھنا اور ہر ملامت کے لئے اُسے نشانہ بنانا نہایت مکروہ اور نازیبا فعل ہے (ص۸۴)

(۵) ہمارا یقین ہے کہ وہ ایک عظیم الشان ذی قدر اور بلند مرتبہ انسان تھا۔ مرسل تھا۔ مامور من اللہ تھا اور اس میں وہ الٰہی روشنی اور حقیقی نور پر تو فگن تھا جو دنیا میں آکر ہر شخص کو منور کرتا ہے اور یہ کچھ ہم ہی پر موقوف نہیں،

بلکہ بیشتر غیر مسلم مصنّفین باوجود مخالفت و دشمنی کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں کا اقرار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ یہاں تک کہ بعضوں نے صاف الفاظ میں ان کا مامور من اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا تسلیم کیا ہے۔[1]

مسٹر پی۔ ہنومنت راؤ
MR. P. HANUMANT RAO

کا مقولہ ہے اس امن و سکون کی متلاشی دنیا میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ایک مینارۂ نور ہے۔[2]

دیوان سنگھ مفتون
DEEVAN SINGH MUFTOON

بیان کرتے ہیں یہ حدیث "افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر" سن کر دل کہتا ہے کہ یہ الفاظ کہنے والے ہونٹوں کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔[3]

ٹھاکر حکم سنگھ
THAKUR HUKAM SINGH

نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان کو ایمانداری، امن، اتحاد اور رواداری کا درس دیا ہے۔[4]

پنڈت گووند
PANDIT GOVIND

کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کسی ایک ملک یا ملت کے لئے نہیں

---

[1] "العدل" گوجرانوالہ۔ ۲۹ جولائی ۱۹۲۷ء۔ [2] پندرہ روزہ "صراط مستقیم" برمنگھم۔ فروری ۱۹۷۹ء۔ [3] پندرہ روزہ "صراط مستقیم" برمنگھم۔ فروری ۱۹۷۹ء۔ [4] پندرہ روزہ "صراط مستقیم" برمنگھم۔ فروری ۱۹۷۹ء۔

تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ساری دنیا کے لئے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتحاد بھائی چارے اور انسانی ہمدردی پر زور دیا۔ میں اس عظیم ہستی کو ہدیۂ عقیدت پیش کرتا ہوں۔[1]

PROF. RAGHUPATI SAHAI FIRAQ (GORAKHPURI)

پروفیسر رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری

اعتراف کرتے ہیں میرا ایمان ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہستی نوع انسانی کے لئے ایک رحمت تھی۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاریخ، تمدن اور تہذیب و اخلاق کو وہ کچھ دیا جو شاید ہی کوئی اور بڑی ہستی دے سکتی ہو۔[2]

مہاتما سیتا دھارمی

MAHATMA SITADHARMI

کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دنیا والوں کو بے شمار قیمتی سبق پڑھاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہر شعبے کے لئے رہنمائی کرنے والی ہے۔ بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھ اور محسوس کرنے والا دل ہو۔[3]

لالہ بشن داس

LALA BISHANDAS

کہتے ہیں جس عزت، توقیر اور تکریم سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جاتا ہے کسی دوسری شخصیت کا نام نہیں لیا جاتا۔ اور جو اخوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کی وہ کوئی اور قائم کر نہ سکا۔[4]

---

[1] پندرہ روزہ "صراط مستقیم" برمنگھم۔ فروری ۱۹۷۹ء [2] پندرہ روزہ صراط مستقیم۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایڈیشن۔ برمنگھم۔ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ [3] ماخوذ از بحر نبوت۔ مطبوعہ ۱۹۱۶ء

[4] پندرہ روزہ صراط مستقیم۔ سیرۃ النبیؐ ایڈیشن۔ برمنگھم۔ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

مغرب کے ایک مصنّف

A WESTERN AUTHOR

کی رائے ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شخصیت کا اعجاز یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزے دکھانے پر قدرت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معجزے دکھاتے ضرور، لیکن اپنے عقیدے کی تشہیر کے لئے نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان معجزوں کو خدا کی حکمت ومشیّت قرار دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاف الفاظ میں کہا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دوسرے عام انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں۔ نیز یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دین اور دنیا کے خزانوں کے مالک نہیں ہیں۔ اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مستقبل کے بطن میں پوشیدہ رازوں سے آگاہ ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دور میں کہا جب کہ کسی بھی درویش کے لئے کرشمے دکھانا معمولی بات تھی۔ اور جب کہ عرب وعجم کا پورا ماحول غیبی اور غیر فطری طاقتوں پر ایقان کی بدعقیدگی میں ڈوبا ہوا تھا۔[1]

نپولین بوناپارٹ

NEPOLEAN BONNAPART.
A famous army chief of France

فرانس کا ایک عظیم ترین جرنیل کا خراجِ عقیدت۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دراصل سرورِ اعظم تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ عرب کو درسِ اتحاد دیا۔ ان کے آپس کے تنازعات ومناقشات ختم کردئے۔

---

[1] پندرہ روزہ قرطاس وقلم بحوالہ پروفیسر کے۔ ایس۔ راما کرشنا راؤ۔

تھوڑی ہی مدت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت نے نصف دنیا کو فتح کر لیا۔ پندرہ سال کے قلیل عرصے میں لوگوں کی کثیر تعداد نے جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش سے توبہ کر لی۔ مٹی کی بنی ہوئی دیویاں مٹی میں ملا دی گئیں۔ بُت خانوں میں رکھی ہوئی مورتیوں کو توڑ دیا گیا، یہ ایک حیرت انگیز کارنامہ تھا۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم کا یہ سب کچھ صرف پندرہ ہی سال کے عرصے میں ہو گیا، جب کہ پندرہ سو سال میں بھی حضرت عیسیٰؑ اپنی اُمّتوں کو صحیح راستے پر لانے میں کامیاب نہ ہوئے۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عظیم انسان تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اس وقت اہل عرب صدیوں سے خانہ جنگی میں مبتلا تھے۔ دنیا کے اسٹیج پر دیگر قوموں نے جو عظمت اور شہرت حاصل کی اس قوم نے بھی اس طرح ابتلاء و مصائب کے دور سے گزر کے عظمت حاصل کی اور اس نے اپنے روح و نفس کو تمام آرائشوں سے پاک کر کے تقدّس و پاکیزگی کا جوہر حاصل کیا۔[1]

ہٹلر

HITLER

A famous army chief of Germany

کہتا ہے کہ:۔ ایک نظریاتی انسان شاذونادر ہی عظیم قائد ہوتا ہے۔ اس کے بالمقابل ایک تحریکی انسان میں قائدانہ صلاحیتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ وہ ہمیشہ ایک بہتر قائد ثابت ہو گا۔ کیونکہ قیادت کا مطلب ہے عوام میں عمل کی تحریک پیدا کرنا قائدانہ صلاحیت کا فکر انگیزی سے کوئی تعلق نہیں۔[2]

---

[1] ماہ نو، کراچی۔ صفحہ ۱۰۹۔ (BONAPARTE ETL. ISLAM)

[2] پندرہ روزہ قرطاس وقلم۔ حیدرآباد۔ بحوالہ مین کامپ۔ (MIN KAMP)

لیکن وہ مزید کہتا ہے:۔

اس زمین پر کسی ایک شخص میں بوقت واحد، ماہر نظم و نسق، مذہبی رہنما اور نظریہ ساز جیسے اوصاف کا اجتماع شاذ ہی دیکھنے میں آتا ہے، یہ دلیل ہے عظیم ہونے کی۔

اسلام کے اس پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات میں دنیا نے یہ مظاہر زمین پر چلتے پھرتے گوشت پوست کے انسان کی صورت میں دیکھے ہیں[۱]

مزید کہتا ہے: اور یہ کہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واقعی سراپا رحمت ہیں اور ان کے رحمۃ للعالمین ہونے میں شک کرنے والا واقعی نادان ہے[۲]

ڈاکٹر جی ویل DR. G. WELL

کے مطابق "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی قوم کی اصلاح کی فکر میں ہر وقت مشغول رہتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فیاضی اور رحمدلی بہت مشہور تھی۔[۳]

یہی ڈاکٹر مزید لکھتے ہیں:۔

بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ وسلم نے گمراہوں کے لئے ایک بہترین راہ ہدایت قائم کی

۱؎ اسلامی مسائل بحوالہ میٹن کامپ۔
۲؎ پندرہ روزہ صراط مستقیم۔ برمنگھم۔ یوکے۔ فروری ۱۹۷۸ء۔
۳؎ الحسنات۔ اردو ڈائجسٹ۔ رام پور۔ یوپی۔

اور یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پاک وصاف تھی۔[1]

انسائیکلوپیڈیا بریٹانکا ENCYCLOPEDIA BRITANICA

میں تحریر ہے کہ "حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام پیغمبروں اور مذہبی پیشواؤں میں سب سے زیادہ کامیاب وکامران تھے۔"

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شخصیت ایسی ہے کہ اس کی مکمل صداقت تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ صرف اس کی ایک جھلک دیکھ سکتا ہوں۔ اُف! وہ ایک کے بعد ایک سامنے آنے والے ڈرامائی دلکش منظر؟ کہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیغمبر ہیں، کہیں جنرل ہیں، کہیں سردار ہیں، کہیں سپاہی، کہیں کاروباری آدمی ہیں، کہیں واعظ ہیں، کہیں فلسفی ہیں، کہیں سیاستدان ومدبّر ہیں، کہیں مُصلح ہیں، کہیں عورتوں کے نجات دہندہ ہیں، کہیں غلاموں کے محافظ ہیں، کہیں منصف ہیں، کہیں مذہبی پیشوا ہیں ــــــ اور ان تمام سرگرمیوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیثیت ایک سُورما (HERO) کی ہے۔

اسلام کے پیغمبر نے لاکھوں دلوں سے توہمات اور بیہودہ خوف کو نکال باہر کیا۔ جہاں تک کردار واخلاق کی بلندی کا سوال ہے، حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دوست اور دشمن دونوں الامین، صادق، معتبر، قابلِ اعتماد اور حق گو مانتے تھے۔ اگر فاتح کوئی بڑا آدمی ہوتا ہے تو ادھر دیکھو ــــــ یہاں ایک شخص ہے ایک بے بس یتیم ایک خاکسار بندہ سے ترقی کرکے عرب کا حکمران اور قیصر وکسریٰ کا ہمسر بن جاتا ہے ــــــ ہاں وہی جس کی عظیم

---

[1] پندرہ روزہ "صراط مستقیم" برمنگھم۔ (یو۔کے)

سلطنت ۱۴ سو سال بعد آج بھی اسی طرح قائم ہے۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ کسی رہنما کے ساتھ اس کے پیروؤں کی عقیدت ہی اس کی عظمت کا معیار رہے تو ایسی صورت میں اس پیغمبر (محمد صلعم) کا نام آج بھی ساری دنیا میں پھیلے ہوئے کروڑوں انسانوں کے لئے جادوئی کشش رکھتا ہے[1]۔

ایک اور مقام پر لکھا ہے:

تاریخی ذرائع اور ماخذوں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری بیس برسوں کے بارے میں جو معلومات جدید محققوں اور عالموں نے فراہم کی ہیں، ان سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شخصیت بہت واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو جو ایک حیران کن، متاثر کرنے والا تضاد ہے۔۔۔ وہ یہ ہے کہ عظیم فتوحات کے باوجود۔۔۔۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی انسانیت نوازی میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہوتا چلا گیا[2]۔

یہاں تک انکے سب سے بڑے دشمن بھی انکی صداقت کے قائل ہو گئے

اخنس بن شریق نے ابو جہل سے کہا، اے ابوالحکم میں تجھ سے ایک بات پوچھتا ہوں، اس جگہ ہم دونوں کے سوا کوئی تیسرا شخص ہماری بات سننے والا نہیں ہے۔ تو مجھے سچ سچ بتا دے کہ آیا محمد (صلعم) جھوٹا ہے یا سچّا۔

ابو جہل نے جواب دیا کہ واللہ بے شک محمد (صلعم) ہمیشہ سچ بولتا ہے اور اس نے کبھی غلط بیانی نہیں کی[3]۔

۱؎ آج کے چند اسلامی مسائل۔ ص ۵۱–۵۰۔ ۲؎ خاتون مشرق۔ دہلی۔ رحمۃ اللعالمین نمبر۔ ص ۵۷۔ ۳؎ تاریخ اسلام حصہ اوّل۔ ص ۲۳۹۔ مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی۔

پروفیسر گوئٹھے (ایک عظیم جرمن شاعر)

PROF. GOETHE
Great German poet

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی نئے دین کے مدّعی نہ تھے۔

اور عیسائیت اگرچہ اسلام سے پہلے ہی یونانیوں اور یہودیوں میں غلام اور آزاد کی تفریق مٹا چکی تھی، لیکن پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جس جمیعتہ لا قوام کی بنیاد ڈالی، اس نے قوموں کے اتحاد اور انسانوں کی اُخوّت کو ایسی بنیادوں پر قائم کر دیا جس سے دوسری اقوام کو شرمندہ ہونا چاہیئے[1]

اینی بیسنٹ

ANNIE BEASANT
Founder Theological Society of India
and Indian freedom fighter

فرماتی ہیں عام طور پر یہ بات کہی جاتی ہے ایک پیغمبر کی اپنے ملک میں عزت نہیں کی جاتی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے ملک میں اور اپنے گھر میں بھی عزت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے رشتہ داروں اور دوستوں کے دلوں میں عزت تھی۔ اور ان ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائی ایمان لانے والے ملے۔ جیسا کہ ابھی کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سب سے پہلے ایمان لائیں اور پھر وہ لوگ ایمان لائے جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی تھی۔ اس طرح صبر آزما محنت کے تین سالوں بعد ایسے تین آدمی آگئے جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول تسلیم کر لیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کس قدر سادہ کفایت شعارانہ تھی! آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود درزی اور کفش دوز تھے۔ اس وقت بھی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری حصے میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد و پیش لاکھوں

---

[1] روزنامہ "سیاست"، حیدرآباد۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ

آدمی پیغمبر خدا کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے تھے۔ یہ تھا اس ہستی کا کردار! کس قدر سادہ، کس قدر شریفانہ، کس قدر ایماندارانہ[1]۔

اور یہ کہ "پیغمبر اعظم (آنحضرت صلعم) کی جس بات نے میرے دل میں اُن کی عظمت اور بزرگی قائم کی ہے وہ ان کی وہ صفت ہے جس نے اُن کے ہم وطنوں سے الامین (بڑا دیانت دار) کا خطاب دلوایا۔ کوئی صفت اس سے بڑھ کر نہیں ہوسکتی۔ اور کوئی بات اس سے زیادہ مُسلم اور غیر مسلم دونوں کے لئے قابلِ اتباع نہیں۔ ایک ذات جو مجسم صدق ہو اس کے اشرف ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے۔ ایسا ہی شخص اس قابل ہے کہ پیغام حق کا حامل ہو[2]۔

گارڈفری ہیگنس
GODFREE HEGINS

"اپالوجی فار محمد صلی اللہ علیہ وسلم"......... (اردو ترجمہ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء)

عیسائی اس کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وہ نشہ اپنے پیروؤں میں پیدا کر دیا تھا جس کو حضرت عیسیٰؑ کے ابتدائی پیروؤں میں "تلاش کرنا بے سود ہے۔ جب حضرت عیسیٰؑ کو سولی پر لے گئے تو ان کے پیرو بھاگ گئے ان کا نشۂ دینی جاتا رہا۔ اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجے میں گرفتار چھوڑ کر چل دیے۔ برعکس اس کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر دشمنوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غالب کر دیا[3]۔

---

[1] قرطاس وقلم پندرہ روزہ حیدر آباد ۲۵ ستمبر تا ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء

[2] تاریخ اسلام حصہ اول ص ۹۵ مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی

[3] خطبات مدراس۔ سید سلیمان ندوی۔

بیاس جی

VIAS JI
A ancient saint of India

ایک مشہور ہندو رشی اپنی کتاب "بھوتک اوتر پران" میں لکھتے ہیں:۔
"آئندہ زمانے میں مہامت پیدا ہوں گے ان کا نشان یہ ہوگا" ان کے سر پر بدلی سایہ کرے گی ان کے جسم کا سایہ نہ ہوگا، دنیا کے لئے کچھ تلاش نہ کریں گے، اُن کی سب تلاش دین کے لئے ہوگی۔ جو کچھ پیدا کریں گے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں گے۔ تمام عمر کم کھائینگے۔ عرب کے سرداران کے دشمن ہوں گے اور وہ اللہ کے دوست ہوں گے۔ وہ قادر توانا ان کو تینتس ادھیان پران راہ بھیجے گا۔[1]

جارج برنارڈ شاہ

GEORGE BERNARD SHAW
A famous writer and novelist

اپنی تصنیف "محمد صلعم۔ اللہ کا رسولؐ" میں رقمطراز ہے:۔
میں ہمیشہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کو اس کی زندہ طاقت کی بنا پر انتہائی عزت کی نظر سے دیکھتا رہا ہوں، میری دانست میں یہ وہ واحد مذہب ہے جو زندگی کے نشیب وفراز اور تہذیب و معاشرت کے اختلافات کو کامیابی کے ساتھ اپنے دائرہ تصرف میں رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ میری دوربین نظریں دیکھ رہی ہیں (آج کے دور پر بھی یہ بات منطبق ہوتی ہے) کہ یورپ کے رہنے والے یکے بعد دیگرے اسلام کے عقیدے کو قبول کریں گے۔
قرون وسطٰی کے دینی عالموں نے اپنی لاعلمی یا تعصب کے سبب

---

[1] اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں۔ ص ۱۴۱۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کی بڑی تاریک تصویر کھینچی ہے اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اس پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے نفرت اور تعصب کے باعث عیسائیت کو نیچی نظر سے دیکھا ہے۔ میں اس عظیم شخص کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں، حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عیسائیت کے مخالف نہیں تھے بلکہ ان کی نظر میں حضرت عیسیٰ بنی نوع انسان کے نجات دہندہ تھے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ان کے جیسا کوئی انسان اس دور حاضر کی رہنمائی اور پیشوائی کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے تو وہ عالمی مسائل کا کامیاب حل تلاش کرکے دنیا کو ایسے امن و خوشحالی سے ہم آہنگ کرسکتا ہے جس کا خواہشمند آج کا ہر انسان ہے[1]

یہی مصنف مزید "ISLAM OUR CHOICE" میں لکھتا ہے کہ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کو میں نے ہمیشہ اس کی حیران کن قوت اور صداقت کی وجہ سے اعلیٰ ترین مقام دیا ہے۔ میرے خیال میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب دنیا کا واحد مذہب ہے جو ہر دور کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے لئے کشش رکھتا ہے۔ میں نے اس حیران کن انسان (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ اس سے قطع نظر کہ اسے مسیح کا دشمن، قرار دیا جاتا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی انسانیت کا نجات دہندہ ہے۔

میرا ایمان ہے کہ اگر اس جیسا شخص دنیا کا حکمران ہوتا تو ہماری اس دنیا

---

[1] آج کے چند اسلامی مسائل۔ ص ۶۰۔۵۹۔

کے سارے مسائل حل ہو چکے ہوتے اور یہ دنیا خوشیوں اور امن کا گہوارہ بن جاتی۔

میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں یہ پیشین گوئی کرتا ہوں کہ یہ کل کے یورپ کے لئے بھی اتنا ہی قابل قبول ہے جتنا کہ آج کے یورپ کے لئے۔ جو اسے قبول کرنے کا آغاز کر چکا ہے۔[1]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں۔

آنے والے سو سال میں ہماری دنیا کا مذہب اسلام ہوگا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں جاگزیں تھا۔[2]

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جس چیز نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بنایا وہ اللہ پر ایمان تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مومن کامل کا نمونہ تھی۔ آج دنیا میں اگر صحیح طور پر خدا کو ماننے والے پیدا ہو جائیں یقیناً دنیا میں امن قائم ہو جائے گا جس کی آج دنیا کو سب سے زیادہ ضرورت ہے۔[3]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں۔

میری خواہش ہے کہ اس صدی کے آخر تک برطانوی ایمپائر کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات مجموعی طور پر اپنا لینی چاہئیں۔ انسانی زندگی کے حوالے سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے افکار و نظریات سے احتراز ممکن نہیں ہے۔[4]

پروفیسر ہرگرین لے

PROF. HURGRANLE

اسلام کے پیغمبر (محمد صلعم) نے جس مجلس اقوام کی بنیاد رکھی اس نے بین الاقوامی

---

[1] ماہنامہ کبریٰ۔ دھلی۔ جلد ۲ ر۔ شمارہ ۱۲ ر۔ ۱۹۸۶ء [2] پندرہ روزہ "صراط مستقیم" برمنگھم۔ یو۔ کے۔ [3] مواعظ حسنہ صہ ۹۲-۹۱۔ [4] خاتون مشرق۔ دھلی۔ رحمۃ للعالمین نمبر۔ صہ ۶۴۔

اتحاد کے اصول اور انسانی برادری کا ایسا عالمگیر تصوّر پیدا کیا جو تمام قوموں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوا۔

سلسلۂ بیان جاری ہے:

حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی کوئی قوم اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی جو اسلام نے اقوام کے تصوّر کو سمجھنے کے سلسلے میں انجام دیا۔[1]

ٹالسٹائی

TOLSTOY
A famous Russian writer

ایک روسی مبصّر لکھتا ہے کہ "حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بے انتہا منکسر المزاج، رحمدل راستباز، متحمّل، انصاف پسند، اور جلیل القدر ریفارمر تھے۔ دنیا کے تمام انصاف پسند اور جلیل لوگ اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طرز عمل انسانی اخلاق کا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔[2]

یہی مبصّر مزید لکھتا ہے:-

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے وحشی انسانوں اور خون کے پیاسے لوگوں کو اُن کے جادوئی اور توہماتی رسوم ورواج سے نکال کر ناقابلِ بیان ترقی کے مدارج تک پہنچایا۔ ان کا جامع قانون جو ذہانت، عقلیت ودانشوری کی دین ہے، ایک دن ضرور دنیا کا مسلّم الثبوت قانون ہو کر رہے گا۔[3]

مزید لکھتا ہے:-

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طرز عمل اخلاق انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ

---

[1] آج کے چند اسلامی مسائل۔ اور پروفیسر کے ایس۔ راما کرشنا راؤ۔ [2] الحسنات۔ اردو ڈائجسٹ۔ رام پور۔ نومبر ۱۹۸۰ء [3] آج کے چند اسلامی مسائل۔ ص ۶۱

ہے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ و ہدایت خالص سچائی پر مبنی تھی۔[1]

ایک اور مقام پر اسی روسی فلاسفر کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان عظیم الشان مصلحین میں سے ہیں، جنھوں نے اتحادِ اُمم کی بڑی خدمت کی ہے۔ ان کے فخر کے لئے یہ بالکل کافی ہے کہ انھوں نے ایک وحشی قوم کو نورِ حق کی جانب ہدایت کی اور اس کو ایک امن و صلح پسند اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنے والی قوم بنا کر اس کو خونریزی اور انسانی قربانی سے روکا اور اس کے لئے ترقی و تہذیب کے راستے کھول دئے اور پھر یہ کہ اتنا بڑا کام صرف ایک فردِ واحد کی ذات سے ظہور پذیر ہوا۔"[2]

جان کیننگ JOHN CANNING

اپنی کتاب "ایک سو عظیم ہستیاں" میں پیغمبر اسلام کے متعلق لکھتا ہے:

دنیا کی آبادی کے ۴۵۰ ملین (آج کے ۹ سو ملین) لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کے پیرو ہیں۔ اس لئے محمد صلعم کی اہمیت مزید زور دینے کی محتاج نہیں۔ ان کی زندگی بے شک قابل ذکر و توجہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ ۶۰ برسوں میں انسانی تجربات کا کارواں غربت سے امارت، ناکامی سے کامیابی، بیکسی سے بالادستی اور پھانسی سے شاہی اقتدار کی راہوں سے گزرتا رہا ہے۔ انھوں نے اپنے حلقۂ اثر کو پھیلا کر مشرق میں ایک ایسی انسانیت میں جو جہالت و بربریت و عیاشی و اوباشی میں ڈوب چکی تھی، مذہبی روح پھونک دی۔ اور

---

[1] صراط مستقیم۔ برمنگھم۔ (یو۔کے) [2] فلاح دین و دنیا ص ۲۱ بحوالہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔

پھر ۶۰۹ء اور ۶۳۲ء کے درمیان ان کے دل کی گہرائیوں سے عقیدت کی بے پناہ کرنیں پھوٹیں، ان کرنوں نے دنیا میں ایسی طاقت و تحریک کی لہر دوڑادی، جس کی تاریخ عالم میں کوئی مثال نہیں ملتی۔[1]

ڈاکٹر شنکر داس مہرہ

(بی۔ایس۔سی۔ایم۔بی۔بی۔ایس)

DR. SHANKAR DAS MEHRA

B.Sc., M.B., B.S.

کہتے ہیں کہ جس راہ عمل کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحب نے اپنایا اسے آپ دین اسلام یا تحریک اسلام کے نام سے پکارتے ہیں اور اس دنیا میں جو کچھ مسلم عوام اور مسلم بادشاہوں نے کیا اسے آپ تاریخ اسلام کہہ سکتے ہیں۔

تحریک اسلام اور تاریخ اسلام دو الگ اور مختلف چیزیں ہیں۔ یعنی پہلی جہاں صرف نیکیوں کا مجموعہ ہے وہاں دوسری میں نیک و بد دونوں قسم کے عناصر ملیں گے کسی ایک کو دوسرے میں خلط ملط کرنا ایک غلط سی بات ہوگی۔ اس کا نتیجہ سوائے بدگمانی اور گمراہی کے کچھ نہیں نکلتا۔ مار، قتل و غارتگری، ملک گیری کی ہوس، کسی کی عزت اور مال پر حملہ بذات خود یہ ایسے افعال نہیں جن کی تعریف کی جاسکے۔ ان کے پڑھنے سے نہ تو فاتح کا بھلا ہوسکتا ہے اور نہ مفتوح کا۔ آخر میں دونوں اپنے ضمیر کو کھو بیٹھتے ہیں۔ مادی طاقت کے بل بوتے پر ہم صرف جسم پر ہی قابو پا سکتے ہیں، لیکن دل اور روح کو اوپر نہیں اٹھا سکتے۔ مگر تحریک اسلام اس سے بالکل مختلف ہے۔ وہ ایک ایسا روح افزا مطالعہ ہے جس سے انسانیت بلند ہوتی ہے۔ تحریک اسلام کا جائزہ لینا ہو تو صرف قرآن اور حدیث ہی کا مطالعہ کرنا

---

[1] ایک سو عظیم ہستیاں۔ (100 GREAT LIVES)

چاہیئے۔ تاریخ اسلام کا نہیں۔[1]

جان ڈیون پورٹ
JOHN DEVON PORT

۱۸۷۰ء میں انگریزی میں سب سے زیادہ ہمدردانہ کتاب "اپالوجی فار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اینڈ دی قرآن"، لکھی ہے۔ اس کتاب کو وہ ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں۔

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تمام مقننین اور فاتحوں میں ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کی وقائع عمری محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقائع عمری سے زیادہ ترمفصّل اور سچے ہوں۔[2]"

اے جی لیونارڈ
A. G. LEONARD

"اسلام طبع ۱۹۰۹ء میں" محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی شخصیت تھے جن کے سامنے ایک عظیم مقصد اور بلند نصب العین تھا۔ اور اپنے اس مقصد کی تکمیل اور نصب العین کے حصول کی راہ میں حائل ہر مشکل اور دشواری کا وہ مقابلہ کر سکتے تھے۔ یہ قوت اور صلاحیت اللہ کی دین تھی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کارناموں کے حوالے سے دراصل خدائے واحد کے جلال اور شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔ خدا نے ان کے ہاتھوں کی حرکت کو وہ تاثیر عطا کی تھی کہ وہ پوری دنیا کو ہلا سکتے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی جس کی مثال تاریخ میں نہیں

---

[1] اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں۔ ص ۱۶۷ [2] خطبات مدراس از سید سلیمان ندوی۔ ص ۱۴۲ [3] ماہنامہ مولوی۔ دھلی۔ ص ۱۹ سنہ ۱۳۶۴ھ۔ پیغام رحمت۔ کراچی۔ ص ۳

ملتی، دراصل عطیۂ خداوندی تھی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کو ایک عجیب فلسفہ دیا۔ ایک ایسا فلسفہ اور طرزِ حیات جو اس سے پہلے روئے زمین پر موجود نہیں تھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے موت کا خوف دلوں سے نکال دیا۔ اور ایک ایسے طرزِ حیات کی بنیاد ڈالی جس میں انسان ہر لمحہ خوفِ خدا میں ڈوبا رہتا ہے۔[1]

اسی مصنّف کا بیان ہے:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ کونسا ممتاز رویّہ تھا جس نے انھیں سب سے منفرد بنا دیا؟ اس کے لئے ہمیں عیسائیت کی تاریخ کی طرف رجوع کرنا پڑیگا۔ اور بطورِ خاص اس دور کا مطالعہ کرنا ہوگا جو تعزیر و مذہبی سزا کا دور کہلاتا ہے۔ مذہب کے نام پر عیسائیوں کے تعزیری اور احتسابی اداروں نے عیسائیت کا دامن بےگناہوں کے خون سے ایسا داغدار کر دیا کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود یہ داغ مٹائے نہیں جاسکے۔ ذرا البیکنز، والڈینسز اور بارتھولومیو کے سیاہ کارناموں پر تو ایک نگاہ ڈالئے۔

اس کے برعکس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُن کے رفیقوں اور پیروکاروں نے مذہبی سزاؤں کے ذریعے کسی غیر مسلم کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا، نہ اپنے دین کی سربلندی کے لئے انسانیت کا دامن انسانوں کے خون سے داغدار کیا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہی وہ خاص خوبی ہے جو اُنہیں دنیا کے تمام برگزیدہ انسانوں میں ممتاز کرتی ہے۔[2]

---

[1] ماہنامۂ کبریٰ۔ دھلی۔ ۱۹۸۸ء

[2] خاتونِ مشرق۔ دھلی۔ بحوالہ۔ ISLAM. (1909)

یہی مصنف مزید تحریر کرتے ہیں

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کو بتایا کہ خدا کوئی ذاتی وجود نہیں رکھتا بلکہ اللہ ہی ہے اور پوری کائنات اور بنی نوع انسان کا خالق ہے۔ یہ ایک نظریہ اور ایک عقیدہ، ایک ایسا انقلاب تھا جس سے دنیا پہلی بار آشنا ہوئی اور ہمیشہ اس خدائے واحد اور خالق دوجہاں کی عبادت کرتی رہے گی[1]

اور یہ کہ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک پاک اور بے لاگ زندگی بسر کرتے رہے۔ نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے اور اس کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز حیات میں کوئی تضاد اور منافقت دکھائی نہیں دیتی۔ اگر آپ کے عمل اور قول میں تضاد ہوتا تو اُن کے اپنے لوگ، اپنا خاندان اُنھیں دھتکار دیتا۔ واقعہ تو یہ ہے کہ اُن کی جان کے دشمن، اسلام کو مٹانے کے لئے سازشیں کرنے والے بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت اور امانت کو تسلیم کرتے تھے[2]!!

ریورنڈ باسورتھ اسمتھ

REV. R. BOSUORTH SMITH
A fellow of Trinity college, oxford, U.K.

فیلو آف ٹرینی کالج اوکسفورڈ نے ۱۸۷۴ء میں "محمد اینڈ محمڈنزم" کے نام سے لائل انسٹیٹیوشن آف گریٹ بریٹن میں جو لکچر دئے تھے اور جو کتاب کی

---

[1] MUHAMMADANISM IN RELIGIOUS SYSTEMS OF THE WORLD. (PUB.1908)

[2] خاتون مشرق دھلی۔ ص۶۰ بحوالہ ISLAM (PUB. 1909)

صورت میں ص۱۴-۱۵ ۱۸۸۹ء میں چھپے ہیں۔ اس میں ریونڈ ر موصوف نے نہایت خوبی سے کہا ہے:۔

جو کچھ عام طور سے مذہب کی (ابتداء نامعلوم ہونے کی) نسبت صحیح ہے وہی بدقسمتی سے ان تین مذہبوں اور اُن کے بانیوں کی نسبت بھی صحیح ہے جن کو ہم کسی بہتر نام موجود نہ ہونے کے سبب تاریخی کہتے ہیں۔ ہم مذہب کے اوّلین اور ابتدائی کارکنوں کی نسبت بہت کم اور اُن کے نسبت جنھوں نے اُن کی محنتوں میں بعد کو اپنی محنتیں ملائیں شاید زیادہ جانتے ہیں، جو ہم زرتشت اور کنفیوشس کے متعلق اس سے کم جانتے ہیں جو سولن اور سقراط کے متعلق جانتے ہیں۔ موسیٰؑ اور بودھ کے متعلق اس سے کم واقف ہیں جو ہم ایمبروس اور سیزر کے متعلق جانتے ہیں۔ ان تیئیس برسوں کی حقیقت سے کون پردہ اٹھا سکتا ہے جو جس نے تین سال کے لئے راستہ تیار کیا، جو کچھ ہم جانتے ہیں اس نے دنیا کی ایک تہائی کو زندہ کیا ہے اور شاید اور بہت زیادہ کرتے۔ ایک "آئیڈیل لائف"۔ جو بہت دور بھی ہے اور قریب بھی، ممکن بھی ہے اور ناممکن بھی، لیکن اس کا کتنا حصہ ہے جو ہم جانتے ہی نہیں۔ ہم مسیحؑ کی ماں، مسیحؑ کی خانگی زندگی ان کے ابتدائی احباب ان کے ساتھ اُن کے تعلّقات، ان کے روحانی مشن کے تدریجی طلوع یا یک بیک ظہور کی نسبت ہم کیا جانتے ہیں؟ ان کی نسبت کتنے سوالات ہم میں سے ہر ایک کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں، جو ہمیشہ سوالات ہی رہیں گے۔ لیکن اسلام میں ہر چیز بھی ممتاز ہے، یہاں دھندلا پن اور راز نہیں ہے۔ ہم تاریخ کہتے ہیں، ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق اس قدر جانتے ہیں جس قدر لیوتھر اور ملٹن کے متعلق جانتے ہیں۔ میتھالوجی، فرضی افسانے اور ما فوق الفطرت واقعات ابتدائی عرب مصنفین میں نہیں یا اگر ہیں تو وہ آسانی سے تاریخی واقعات سے الگ کئے جاسکتے

ہیں۔ کوئی شخص نہ خود کو دھوکا دے سکتا ہے نہ دوسرے کو، یہاں پورے دن کی روشنی ہے جو ہر چیز پر پڑ رہی ہے اور ہر ایک تک پہنچ سکتی ہے۔[1]

یہی مصنّف مزید کہتا ہے

"وہ (محمد صلعم) مملکت کا صدر بھی تھا اور دین کا پیشوا بھی۔ وہ بیک ذات قیصر بھی تھا اور پوپ یعنی مذہبی سربراہ بھی، لیکن وہ پوپ کے تصنّع کے بغیر پوپ (پیشوا) تھا۔ قیصر کے عظیم لشکر کے بغیر قیصر۔ اس کی کوئی باقاعدہ فوج نہ تھی۔ کوئی محافظ (BODY GUARD) نہ تھا۔ نہ پولیس کی قوت اور نہ ہی مستقل ذرائع مالگزاری۔ اگر کسی آدمی کے بارے میں یہ کہنے کا حق ہے کہ اس کی حکومت خدا کی حکومت تھی تو وہ ذات، ذاتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ کیونکہ یہ پیغمبر کسی کی مدد کے بغیر عظیم قوت کا حامل تھا۔ اس قوت کو اس نے اقتدار کا سرچشمہ نہیں بنایا۔ اس کی زندگی کی سادگی عوام کی سماجی زندگی سے عبارت تھی"۔

وفات کے وقت اس بے تاج شہنشاہ کا کُل سرمایہ چند سکّے تھے۔ جس کے ایک حصّے سے قرض کی ادائی ہوئی اور باقی ایک حاجت مند سائل کو دیدیا گیا جو خیرات لینے کے لئے گھر پر آگیا تھا۔ آخری سانس لیتے وقت تن پر جو لباس تھا اس میں کئی پیوند لگے تھے۔ وہ مکان جہاں سے ساری دنیا میں روشنی پھیلی چراغ میں تیل نہ ہونے سے تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔

---

[1] خطبات مدراس از مولانا سید سلیمان ندوی ص ۴۳-۴۲ اور ماہنامہ "مولوی"، دہلی ص ۱۹، ۱۳۶۲ھ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور انسانیت بے کنار تھی۔ انسان تو اشرف المخلوقات ٹھہرا، نچلی سطح کی مخلوقات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی، انسانیت اور توجّہ کا مرکز بنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ پرندوں کو خرید کر یا پال کر اُنہیں نشانے کی مشق کے لئے ہدف نہ بنایا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے ناراض ہوئے جو اپنے اونٹوں پر سختی کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کائنات کی مخلوق کے لئے بے پایاں شفقت تھی۔ جب کوئی چیونٹی کے سوراخ کے قریب آگ جلاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے کہ آگ فوراً بجھادی جائے۔ کفر و اصنام پرستی کے زمانے کے تمام توہمات ختم کر دیئے۔ اس توہم پرستی کے نتیجے میں دورِ جاہلیت میں جانوروں اور پرندوں کے بارے میں طرح طرح کے من گھڑت، بیہودہ تصوّرات رائج تھے۔ کسی مرنے والے آدمی کے اونٹ کو اُس کی قبر کے ساتھ باندھ کر سمجھ لیا جاتا تھا کہ اب اونٹ باندھنے والے کو کبھی بھوک اور پیاس کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ چشم بد سے محفوظ رکھنے کے لئے ریوڑ کے ایک حصّے کی آنکھیں اندھی کر دی جاتی تھیں۔ بیل کی دُم کے ساتھ مشعل باندھ کر اُسے کھلا چھوڑ دیا جاتا کہ اس طرح بارش ہونے لگے گی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جانوروں اور پرندوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی سے پیش آنے کی تلقین کی۔ گھوڑوں کے منہ پر ضرب لگانے کی ممانعت فرمائی۔ گدھوں کو داغنے اور منہ پر ضرب لگانے سے منع کر دیا گیا حتیٰ کہ مُرغوں اور اونٹوں کا نام لے کر جو قسمیں کھائی جاتی تھیں اُنھیں بند کرا دیا گیا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مسلمانوں کو تلقین کیا کہ اپنے دشمنوں سے بھی بُرا سلوک نہ کریں۔ جنگی قیدیوں کی ضرورتوں کا پورا خیال رکھیں۔ محمد صلی اللہ

علیہ وسلم) کی تعلیمات کی یہی خوبیاں تھیں جنہوں نے دشمنوں کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف کرنے پر مجبور کر دیا۔[1]

ایک اور مقام پہ تحریر ہے

بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو متعدد شادیاں کیں، مصنفوں نے اُس کی بڑی سستی توجیہات کی ہیں اور وہ الزام تراشی پر اُتر آئے ہیں۔ ان مغربی مورخین نے جان بوجھ کر حقائق نظر انداز کئے ہیں۔ ان میں سے کئی شادیاں سیاسی ضرورت کے تحت ہوئیں۔ اُن میں بہت سی معمر تھیں اور شکست خوردہ سیاسی حریفوں کے خانوادوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان شادیوں میں جنسی جذبے کا عنصر سرے سے موجود نہ تھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات پر ایسا اتہام دراصل ان مغربی مؤرخوں کے اسلام دشمن مشن کا شاخسانہ ہے[2]

اسی مورخ کا بیان ہے

احکام خداوندی اور وحی کی ہدایات کے مطابق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اگر اپنے دشمنوں کو سزائیں دیں تو یہ پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے

---

۱ خاتون مشرق دہلی۔ رحمۃ للعالمین نمبر ۱ صفحہ ۶۶-۶۵ بحوالہ
"MAHOMET AND THE RISE OF ISLAM"

۲ خاتون مشرق دہلی۔ رحمۃ للعالمین نمبر ۳ صفحہ ۶۶-۶۵ بحوالہ
"MAHOMET AND THE RISE OF ISLAM"

ناگزیر تھا اور جہاں تک رحم اور ہمدردی کا تعلق ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بے مثل تھے۔ وہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خون کا پیاسا کہتے ہیں، ان سے بڑا کذاب کوئی اور نہیں ہو سکتا۔[1]

حالات بدل گئے لیکن اللہ کا یہ رسول نہ بدلا۔ فتح مندی و شکست میں، اقتدار و مصائب میں، امارت و مفلسی میں، وہ وہی رہا جو پہلے تھا اور اسی کردار کا مظاہرہ کیا۔ خدا کے پیغمبر خدا کے قوانین اور احکام کی طرح غیر تغیر پذیر رہے ہیں۔

اگر مقصد کی بلندی، ذرائع کی تنگی اور حیران کن نتائج ـــــ کسی انسانی ذہانت کے تین معیار ہوں تو کس میں اتنی جرأت ہے کہ وہ عصر جدید کی تاریخ کی کسی بڑی شخصیت سے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تقابل کرے؟

فلسفی، خطیب، پیغمبر، قانون ساز، سپاہی، انداز فکر کا فاتح معقول عقائد کا بحال کرنے والا۔ وہ بھی ایسے مسلک کا جس کا کوئی واضح تصور نہ تھا۔ کرۂ ارض کی بیس سلطنتوں اور ایک روحانی مملکت کے بانی ۔۔۔۔ ہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ جہاں تک ایسے تمام معیاروں کا تعلق ہے جس سے انسانی عظمت کو ناپا جا سکتا ہے تو ہم بڑے اعتماد کے ساتھ یہ سوال کر سکتے ہیں ـــــ کیا کوئی انسان ایسا ہے جو ان سے بڑھ کر ہے؟[2]

اور یہ کہ، بلا شبہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں۔ اگر پوچھا جائے کہ افریقہ یا پوری دنیا کو مسیحی مذہب نے فائدہ پہنچایا، یا اسلام نے، تو

---

[1] MAHOMET AND THE RISE OF ISLAM

[2] آج کے چند اسلامی مسائل۔ ص ۵۳-۵۲۔

جواب میں کہنا پڑیگا کہ اسلام نے۔[1]

مزید یہی مصنّف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت ان الفاظ میں دیتاہے:

"اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قریش ہجرت سے پہلے قتل کر دیتے تو مشرق و مغرب دونوں ناقص و ناکارہ ہوجاتے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہ آتے تو ظلم بڑھتے بڑھتے اس دنیا کو تباہ کر دیتا، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو یورپ کے تاریک زمانے دو چند تاریک ہوجاتے۔[2]

حیوانات سے متعلق بیان کرتا ہے:

کسی مذہب کے داعی نے حیوانات کی زندگی کو اتنی اہمیت نہیں دی جتنی دین اسلام کے بانی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ جانوروں اور پرندوں کی دیکھ بھال پر جتنا زور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دیا اس کے اثرات آج کی دنیا میں عیاں ہیں، ورنہ عیسائی دنیا میں جانوروں، پرندوں کو بہت حقیر، بے مایہ اور کمتر سمجھا جاتا تھا۔ اسلامی تعلیمات اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت جب یورپ تک پہنچی تو یورپ نے جن اچھی باتوں کو اپنایا ان میں جانوروں، اور پرندوں کے ساتھ محبت اور ہمدردی بھی شامل تھی۔[3]

ایک اور بیان ملاحظہ ہو:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی اسرار میں پھیلی ہوئی ہے اور نہ اس پر کسی قسم کے سائے ہیں۔ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں لوتھر اور ملٹن

---

[1] صراط مستقیم۔ برمنگھم (یو۔ کے)

[2] ماہنامہ "الحسنات" رام پور ۔ سنہ ۱۹۸۰ء۔ اور (محمد اینڈ اسلام) تالیف پروفیسر باسورتھ اسمتھ

[3] MOHAMMAD AND MOHAMMADANISM (1874)

سے بھی کہیں زیادہ جانتے ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات کے ساتھ دیومالائی، لیجنڈری اور ما فوق الفطرت عناصر وابستہ نہیں۔ آپ کی پوری زندگی کی پوری تفصیل تمام تر جزئیات کے ساتھ ہمارے پاس پہنچی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دراصل سورج کی طرح ہے جس کی کرنیں پوری دنیا کا احاطہ کرتی ہیں۔ اپنی زندگی کے آخری ایام تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سادگی اور عاجزی کو اپنائے رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کا سب سے حسین پہلو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جاہ و حشم سے بے نیازی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قانون ساز، تاریخ ساز، حکمران، جرنیل اور قاضی تھے۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا نمایاں ترین پہلو یہ ہے کہ وہ خدا کے پیغمبر تھے اور خدا کا پیغام دنیا تک پہنچانے تشریف لائے تھے۔ زہد و عبادت میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ ان کی کامرانیوں کی مثال نہیں ملتی۔ اس کے باوجود ---------- آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو اللہ کا بندہ سمجھتے تھے۔[۱]

یہی مصنف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں سے متعلق بیان کرتا ہے:

یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیشتر شادیاں بعض مخصوص حالات کے تحت ہوئیں۔ یہ جذبۂ رحم کا نتیجہ تھیں۔ بیشتر شادیاں اُن خواتین سے ہوئیں جو بعض وجوہات اور واقعات کی بنا قابلِ رحم حالت میں تھیں۔ لگ بھگ سب خواتین بیوائیں تھیں جو صاحب ثروت بھی نہیں اور خوبصورتی میں بھی قابل ذکر نہیں تھیں بلکہ حقیقت یہ تھی کہ

۱ے MOHAMMAD AND MOHAMMADANISM (1874)

وہ بے سہارا تھیں۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پاکباز اور صالح اللسان تھے۔ اُن کا دامن ہمیشہ پاک اور بے داغ رہا، حالانکہ اس معاشرے میں عورتیں کھلونا تھیں اور بے وقعت۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بے وقعت مخلوق کو وقار بخشا۔[1]

مسٹر ڈی رائٹ

MR. DE RITE

(انگلستان کے ایک مشہور نامہ نگار) کہتے ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف اپنی ذات اور قوم ہی کے لئے نہیں، بلکہ دنیائے ارضی کے لئے ابرِ رحمت تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدّتوں مساعدت کا سلسلہ جاری رکھا اور سر توڑ کوشش کی کہ ذات پات کا تفرقہ مٹ جائے اور یہی سبب ہے کہ آج اسلام کے اندر ذات، نسل اور قوم کے امتیاز کا کوئی نام و نشان نہیں ہے۔ دشمنانِ احمد باوجود تعصب میں اندھے ہونے کے اس کے اقرار پر پابہ زنجیر ہیں کہ اس نے اپنے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں جس نے احکام خداوندی کو اس مستحسن طریقے سے انجام دیا ہو جیسا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے فرائض کو بوجہ احسن پایۂ تکمیل کو پہنچایا ہے۔[2]

سر مور

SIR MUIR

کہتے ہیں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ظہور قدسی کے وقت اصلاح کا کام

---

[1] MOHAMMAD AND MOHAMMADANISM (1874)

[2] اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں۔ ص ۶۷۔

نہایت دشوار اور اہم تھا۔ لیکن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے وقت جس قدر اصلاح مکمل ہو چکی تھی، ہمیں نہیں معلوم کہ اتنی بڑی کامیابی اور فوز و فلاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کو بھی نصیب ہوئی ہو۔[1]

مائیکل ہارٹ

MICHAEL HART

A famous mathematician, astronomist and historian

پیدائش سنہ ۱۹۳۲ء۔ امریکہ کے ڈاکٹر مائیکل ہارٹ، ماہر عالم فلکیات، مورخ اور ریاضی داں بھی ہیں۔ وہ اور اُن کی اعلیٰ تعلیم یافتہ بیوی دونوں نے مل کر دنیا کی مشہور شخصیتوں کا مطالعہ کر کے ۵۷۲ صفحات پر مشتمل ایک انگریزی کتاب بعنوان "ایک سو" (ONE HUNDRED) یا ایک سو عظیم شخصیتیں شائع کیا ہے۔

اس میں آدمؑ سے لے کر آج تک کے تاریخ ساز مردوں اور عورتوں کی جانچ کرنے کے بعد ایسی سو شخصیتوں کا انتخاب کیا ہے جو تاریخ عالم میں سب سے زیادہ عظیم و برتر ہیں۔ اس کتاب کی ایک سو کی فہرست میں اس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلا مقام دیا ہے۔[2] تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ اپنے دین مسیحؑ کے پیغمبر اور نجات دہندہ حضرت عیسیٰؑ کو تیسرے پوزیشن میں رکھا ہے۔ مذہبی سطح سے بھی اور دنیوی سطح سے بھی اس کی ترتیب دی ہوئی سو افراد کی فہرست میں سے چند نام یہ ہیں (۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۲) اسحاق نیوٹن (۳) حضرت عیسیٰؑ (۴) گوتم بدھ (۵) ارسطو (۱۶) حضرت موسیٰؑ (۳۳) سکندر اعظم (۳۴) نپولین بونا پارٹ (۳۶) ولیم شکسپیر (۴۰)

---

[1] ماہنامہ "تحریکِ حیات" جلد ار شمارہ ۲ر۔ حیدر آباد سنہ ۱۹۸۱ء۔

[2] HART.MICHAEL H.THE 100—A RANKIG OF THE MOST INFLUENTIAL PERSON IN HISTORY.NEW YORK,1978.P.26

افلاطون (۵۱) حضرت عمر فاروق رضؓ (۵۲) اشوک اعظم (۶۵) جولیس سیزر (۹۹) مہاویر۔

"میرا یہ انتخاب کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کی تمام انتہائی با اثر شخصیتوں میں سرفہرست ہیں" کچھ قارئین کو اچنبھے میں ڈال سکتا ہے۔ کچھ اور لوگ اس پر معترض ہو سکتے ہیں، مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تاریخ کے واحد شخص تھے جنھوں نے اعلیٰ ترین کامیابی حاصل کی۔ مذہبی سطح پر بھی اور دنیوی سطح پر بھی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے معمولی حیثیت سے آغاز کر کے ایک عظیم ترین مذہب کی بنیاد رکھی اور اس کو پھیلایا۔ وہ انتہائی مؤثر لیڈر بن گئے۔ ان کی وفات کے تیرہ صدیوں (آج کے پندرہ صدیوں) بعد آج بھی ان کے اثرات غالب اور طاقتور ہیں[1]"

فلپ کے ہٹی

PHILIP K. HUTTY
An arabian historian

مصنّف تاریخ عرب لکھتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انسانوں کو بتلایا کہ کوئی حکمران نہیں سوائے خدا کی ذات کے، اور انسان خدا کا نائب ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دور حکومت میں دین کے احکام اور قرآن کے ارشادات کے ساتھ جو تطابق ملتا ہے، اس کی توقع ہر مسلمان حکمران سے کی جاتی ہے اور تعلیمات محمدیؐ کا یہی جوہر ہے۔

اور یہ کہ: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کو بھائی بھائی بنا

---

[1] الحسنات، اسلامی اردو ڈائجسٹ۔ رام پور۔ جون ۱۹۸۱ء۔

دیا جس کی گدّی میں سوائے عداوت کے اور کچھ نہ تھا. ان کے اندر ایک ایسا انقلاب پیدا کر دیا کہ جو قوم ایک دوسرے کے خون کی پیاسی تھی، اسی خون کی محافظ بن گئی۔[1]

ٹی۔ ایل۔ وسوانی
T. L. VASWANI

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی شفقت اور رعنائیوں سے بھری ہوئی ہے۔[2]

مورخ گبن
GIBBON
Historian

کے مطابق کسی ابتدائی نے کبھی صداقت کا کوئی ایسا امتحان پاس نہیں کیا جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جب کہ اس نے پہلے پہل اپنے کو بحیثیت پیغمبر کے ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جو اس کی کمزوریوں سے بحیثیت ایک انسان ہونے کے واقف تھے۔ وہ لوگ جو اس سے سب سے زیادہ واقف تھے۔ اُن کی بیوی، اُن کا جھکی غلام، ان کا چچا زاد بھائی، اُن کا سب سے پرانا دوست جس نے جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود کہا ہے کہ اس کے پیروؤں میں وہی ایک ہے جس نے نہ پشت پھیری اور نہ گھبرایا۔ یہی لوگ اس کے سب سے پہلے معتقد ہوئے۔ پیغمبروں کی عام قسمت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حق میں بالکل اُلٹ گئی۔ وہ غیر معروف نہ تھا، لیکن

---

[1] تاریخ عرب۔ (HISTORY OF THE ARABS)

[2] الحسنات۔ رام پور۔ (یوپی)

ان کے نزدیک جو اس سے واقف نہ تھے۔[1]

ساتویں صدی کے عیسائیوں کو دیکھئے تو وہ کفر کی رُسوم اپنا چکے تھے۔ وحدت تثلیث میں تبدیل ہو چکی تھی۔ عیسائیوں نے کمال کر دکھایا کہ اپنی اپنی جگہ تین مقدس وجود تخلیق کر لیے ——— یسوع جو انسان تھا اُسے خدا کے بیٹے کا رُوپ بخش دیا۔ عیسائی مذہب کے مختلف فرقوں نے اس عقیدے کو اپنے اپنے انداز میں اپنایا اور ہر کوئی یہ دعویٰ کرنے لگا کہ سچا اور صحیح عقیدہ اس کے فرقے کا ہے۔ یوں عیسائیوں کے یہاں خدا کا تصوّر دھندلایا گیا اور مبہم بنتا گیا۔

مکّے کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بُتوں، انسانوں، ستاروں، سیّاروں، کی پرستش کو ٹھکرا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقلیت پر مبنی اُصول سامنے رکھا کہ جو طلوع ہوتا ہے وہ غروب بھی ہوتا ہے۔ اور جو زندہ ہوتا ہے وہ ایک دن مرتا بھی ہے۔ اور جو گمراہی پھیلاتا ہے وہ ایک دن تباہ ہوگا۔

جس سادگی اور عقلی اندازِ فکر سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خدا کی وحدانیت کا عقیدہ اور ثبوت پیش کیا ہے پوری دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

عرب کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بتایا کہ خدا وہ ہے جو لوگوں کے دلوں میں چھپے بھید بھی جانتا ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل کا علم صرف اللہ کو ہے۔

---

[1] خطباتِ مدراس۔ از سید سلیمان ندوی۔ ص ۸۹۔ بحوالہ (۱۰۸۔ اسمتھ)

دنیا کا بڑے سے بڑا اور دُنیا کے سب دانشور بھی مل کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیش کردہ عقیدۂ وحدانیت کی اکملیت پر حرف نہیں رکھ سکتا۔ ایک مُلحد بھی جب اس عقیدے پر غور کرے گا تو اس کے وزن اور صداقت کو محسوس کئے بغیر نہ رہ سکے گا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طرز بیان کی مثال نہیں ملتی۔[۱]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غالباً دنیا کے واحد قانون ساز ہیں جنہوں نے خیرات کی صحیح مقدار کا تعین کیا۔[۲]

MR. BHUPENDRA NATH BASU مسٹر بھوپیندر ناتھ باسو

Ex- Bengal university Chancellor and Ex-Indian Council member.

سابقہ بنگال یونیورسٹی کے چانسلر اور انڈیا کونسل کے ممبر

میری رائے میں نوع انسانی کے بُرائیوں کے $\frac{9}{10}$ حصّہ کو اس فرضی و مصنوعی برتری کے تصوّرات سے منسوب کیا جاتا ہے جو اپنے زعم ناقص میں ایک طبقہ دوسرے طبقے کی نسبت رکھتا ہے اور ایک آدمی دوسرے آدمی سے اور ایک قوم دوسری قوم سے اپنے آپ کو افضل سمجھتی ہے۔ یہ مصنوعی عدم مساوات جو خرابیاں ظہور میں لاسکتی ہے مقدس پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وقت میں بھی موجود تھیں۔ لیکن مذہبی تعلیمات کی صحت بخش اسپرٹ کے تحت میں ذاتی مثال ہے۔

---

[۱] خاتون مشرق۔ رحمۃ للعالمین نمبر صفحہ ۵۵ بحوالہ (RISE, DECLINE AND THE FAIL OF THE ROMAN EMPIRE)

[۲] FALL AND THE DECLINE OF ROMAN EMPIRE.

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک ایسی قوم پیدا کی جس میں افریقہ کا سیاہ فام فرزند کسی عربی قبیلے کے معزز ترین سردار کا ہم پلہ متصوّر ہوتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ سچی جمہوریت کا ولولہ، رواداری اور مساوات کی خوبیاں اس نے دنیا کے ہر ایک گوشے میں پھیلا دیں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف ان محاسن کی تبلیغ کرتے تھے بلکہ خود بھی ان پر عامل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں آج باوجود اس مقدس بزرگ (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) انتقال کو تیرہ سو سال سے (آج کے چودہ سو سال) زیادہ عرصہ گزر جانے کے ایک خاک روب بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہو کر کسی بڑے سے بڑے خاندانی مسلمان سے مساوات کا دعویٰ کر سکتا ہے[1]۔

ڈی۔ ایس۔ مارگولیتھ

D. S. MARGOLITH
Famous Historian

ایک مشہور مورّخ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتقال ہوا تو ان کا مشن ادھورا نہیں تھا اپنے عظیم روحانی اور سیاسی مشن کی تکمیل انھوں نے اپنی زندگی ہی میں کر لی تھی۔ وہ ایک ایسی سیاسی اور روحانی حکومت اپنے پیچھے چھوڑ گئے جس کا ایک دارالحکومت تھا۔ قبائل اور گروہوں میں بٹے ہوئے انسانوں کو انھوں نے ایک مضبوط اُمّت میں تبدیل کر دیا تھا۔ اپنی ہمیشہ رہنے والی تعلیم پر کاربند رہنے کی وصیت کر کے انھوں نے اُمّتِ مسلمہ کا مستقبل ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا تھا[2]۔

---

[1] الامان۔ دھلی۔ مورخہ ۲۸ راگست ۱۹۲۸ء۔

[2] MOHAMED AND THE RISE OF ISLAM

یہی مورّخ مزید تحریر کرتے ہیں

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دردمندی کا دائرہ انسان ہی تک محدود نہ تھا۔ بلکہ جانوروں پر بھی ظلم وستم کو آپ نے بُرا کہا ہے[۱]۔

پروفیسر تھامس کارلائل PROF. THOMES CARLYLE

ایک مشہور مورّخ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور عظیم المرتبت شخصیت پر مبنی کتاب کے چند اقتباسات میں پیغمبر اسلام کی زندگی کی تیس سالہ اور بے داغ مثالی دور کے پیش نظر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک ہیرو تسلیم کرتا ہوں۔ کسی جلیل القدر شہنشاہ کی بھی مجال نہیں کہ وہ اپنی شاہانہ سطوت واحتشام کے باوجود اس خرقہ پوش بزرگ کا مقابلہ کر سکے۔ جب بھی میں نے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے، تو میرے دل میں ان کی عزت واحترام کا ایک نیا اور پہلے سے زیادہ مضبوط جذبہ پیدا ہوا ہے[۲]"۔

اور یہ کہ "اس وقت خدا کی مخلوقات میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کلام اور اصلاحات کے جاننے والے بہ نسبت کسی دوسرے مذہب کے بہت زیادہ ہیں اور یہ اسلام کی حقانیت کا کھلا ثبوت ہے[۳]۔

اور یہ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت جس جھوٹ کے انبار اس انسان

---

[۱] ماہنامہ "الحسنات"، رام پور۔ نومبر ۱۹۸۰ء

[۲] "آن ہیروز، ہیرو ورشپ اینڈ ہیروئک ان ہسٹری" (HEROES AND HEROWORSHIP)

[۳] اللطیف۔ ویلور۔ ۱۳۸۵ھ

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے تحت لگائے گئے ہیں وہ خود ہمارے لئے بڑی شرم کا باعث ہیں۔

قانون جنگ کے مطابق وہ خود اپنی ذات اور اپنے لوگوں پر کئے گئے مظالم کا انتقام اصولاً لے سکتا تھا، لیکن اس کا سلوک ان کے ساتھ کیا رہا؟

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دل جذبۂ محبت و رحم و کرم سے لبریز تھا جس نے ان کے لبوں سے یہ الفاظ ادا کروائے۔" آج کے دن تمہارے خلاف کوئی سزا اور سرزنش نہیں،، تم آزاد ہو۔

اس کا مقابلہ اس برتاؤ سے کیجئے جو آج کے فاتحین ہارے ہوؤں کے ساتھ کر رہے ہیں[1]۔

اور بیس یا بائیس سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد میں ایک ایسا سچا ہیرو دریافت کرسکا ہوں جو بذات خود تمام ضروری صفات سے بہرہ ور ہے[2]۔

اور "میں شروع میں اسلام کے پیغمبر کا قائل نہیں تھا۔ لیکن جب میں نے ان کے حالات پڑھے تو مجھے ان کی عظمت کا یقین ہو گیا[3]۔

اور" انسانیت اور رحم و مساوات کی وہ فطری آواز جو اس صحرا کے سپوت کے دل کی گہرائیوں میں بستی ہے کتنی خوش آئند ہے۔ جو خود اپنا تعارف کرواتی ہے۔

لہ آج کل کے چند اسلامی مسائل۔ ص ۲۷-۴۶

لہ کارلائل کی ہیروز اور ہیرو وشپ سے۔

لہ ماہنامہ "الحسنات" اسلامی اردو ڈائجسٹ۔ رام پور۔

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تمام معاصرین یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے داغ ایمانداری، اخلاقی پاکیزگی، بلند کرداری، بے ریا خلوص، اور کامل وفا شعاری، حیات طیبہ کے تمام شعبوں اور انسانی عمل کے تمام پہلوؤں پر جاری وساری ہے۔ یہودیوں تک نے اور وہ جو ان کے پیغام پر ایمان نہیں لائے تھے انھوں نے بھی ان کے محتاط اور غیر جانب دار رویہ کے تحت اپنے خانگی جھگڑوں میں انہیں ثالث بنانے سے گریز نہیں کیا۔ ان کے پیغام کو برحق نہ سمجھنے پر بھی وہ یہ کہنے پر مجبور رہتے تھے...... اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے۔[۱]

اور یہ میں جس زمانے میں عرب کی تاریخ پڑھ رہا تھا تو قدرتی طور پر میرے دل میں یہ سوالات پیدا ہوتے تھے کہ اسلام کن اسباب کے ماتحت اس قدر جلد.......... اور ایسی مکمل ترقی کر لی اور کیوں، اس وقت تک چالیس کروڑ آدمی اس مذہب کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ جب میں نے غور کیا تو یہ بات میرے ذہن میں آئی کہ محض رسول صلی اللہ علیہ وسلم عربی کی صداقت کی وجہ سے یہ مذہب کامیاب ہوا اور آج بھی ان ہی کی روحانی طاقت اسلام کو پھیلا رہی ہے۔ میں شروع میں اسلام کے پیغمبر کی تعظیم نہیں کرتا تھا، لیکن جب میں نے ان کے حالات پڑھے تو مجھے ان کی صداقت کا یقین ہوگیا۔ میرے نزدیک ان کی صداقت کا ایک واضح ترین ثبوت یہ ہے کہ سب سے پہلے جس نے ان کی رسالت کو تسلیم کیا وہ اُن کی بیوی خدیجہؓ ہے۔ یہ سب جانتے

---

[۱] آج کے چند اسلامی مسائل، بحوالہ کے۔ ایس۔ راما کرشنا راؤ۔ ص ۵۰-۴۹۔

ہیں کہ بیوی شوہر کے حالات سے بخوبی واقف ہوتی ہے۔ اگر اس کے شوہر کا کیرکٹر اچھا ہوتا ہے تو وہ اس کی تعظیم کرتی ہے۔ اگر خدا نخواستہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کیرکٹر اچھا نہ ہوتا۔ اور وہ مقدس و محترم نہ ہوتے تو اُن کی بیوی ہرگز ان کی رسالت کا اقرار نہ کرتی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ راز دار بیوی کی شہادت ساری شہادتوں سے افضل ہے[1]۔

اور "خدا واحد ہے۔ صرف خدا کے پاس طاقت ہے۔ اُس نے ہمیں بنایا۔ وہی مارتا اور وہی ہمیں جلاتا ہے۔ اللہ اکبر ...... اللہ عظیم ہے۔ اس کی اطاعت کرو جو قتل و حزن سے اجتناب کرے گا۔ وہ دانا ہوگا اور اللہ اس سے خوش ہوگا۔ اس کا اجر تمہیں اس دُنیا اور اگلی دنیا میں ملے گا۔ خدا کی اطاعت کے سوا اور کچھ بھی نہیں جو تمہیں کرنا چاہیے۔"

اور اگر دُنیا کے بدترین جرائم اور اصنام پرستی میں مُبتلا انسان بھی اس عقیدے کو تسلیم کر لیتے ہیں بلکہ اپنے آتش فشاں دلوں کے ساتھ اس عقیدے پر عمل کر کے بھی دکھا سکتے ہیں تو اُسے کیا کہیں گے؟ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معجزہ۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیغام پر عمل کرنے والے دنیا کے بہترین انسان بن گئے اور میں سمجھتا ہوں اُنہیں ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔

انسان کا اصل فریضہ کیا ہے ...... یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہتر انسانوں کو کوئی نہیں بتا سکا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب سادہ تو ہے لیکن آسان نہیں۔ دن میں پانچ بار باقاعدگی سے نماز پڑھنا، روزے اور زکوٰۃ فرض ہیں۔

---

[1] "الامان۔ دھلی۔ ۱۵ اگست ۱۹۲۹ء

۔۔۔ اور شراب سے مکمل اجتناب ۔۔۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ماننے والوں نے یہ سب کچھ مان کر عمل کر کے دکھا دیا۔

عیسائیت میں عفو و درگزر کا معیار یہ ہے کہ اگر کوئی تمہارے ایک رخسار پر طمانچہ مارتا ہے تو تم جوابی کارروائی کئے بغیر اپنا دوسرا رُخسار اس کے طمانچے کے لئے حاضر کر دو۔ یہ بڑا ارفع نظریہ ہی سہی لیکن انسانی فطرت کی نفی کرتا ہے۔ اسلام میں ایسی کوئی غیر فطری بات نہیں۔ یہاں بدلے کا عقیدہ ہے لیکن انسان کے تمام تقاضوں کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے، کم نہ زیادہ پورے انسان کو سامنے رکھ کر کہا گیا کہ معاف کر سکو تو اس سے بہتر عمل نہیں ہے ۔۔۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دوسرے پیغمبروں کی طرح خیرات کو انسانی عجز کا اظہار نہیں سمجھتے بلکہ وہ خیرات کرنا انسانی ضرورت قرار دیتے ہیں۔ دونوں رویّوں میں جو فرق ہے اُسے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ انسان کی ضرورت ہے کہ وہ دوسرے کی ضرورت پوری کرے تاکہ اپنی عاقبت سنوار سکے[1]۔

اور اگر کسی انسان کی پوری زندگی دیانت داری سے تعبیر کی جا سکتی ہے تو وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ وہ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو طامع، لالچی، اقتدار پسند قرار دیتے ہیں، میں اُن سے شدید اختلاف کرتا ہوں، جب دُنیا جہان کی نعمتیں اور دولت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں تھی، تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھا۔ اپنی ضرورت کے لئے بھی جو لیتے وہ بہت معمولی اور حقیر ہوتا، حالانکہ اُس زمانے میں، اور اب بھی، حکمران ریاست کے تمام ذرائع اپنی ذات پر صرف کر دیتے ہیں[2] ۔۔۔۔

---

[1] THE HERO AS PROPHET

[2] خاتون مشرق۔ دہلی صفحہ ۵۹ بحوالہ THE HERO AS PROPHET

اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عیش و عشرت اور شہوانیت کے دلدادہ تھے
یہ وہ الزام ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُن ناعاقبت اندیشوں نے لگایا جن
کے ضمیر تاریک ہو چکے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھریلو ساز و سامان معمولی
اور خوراک بہت سادہ اور عام قسم کی تھی۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ مہینوں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں چولہا روشن نہ ہو سکا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
جوتے خود گانٹھ لیا کرتے تھے اور کپڑوں کو پیوند لگا لیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم محنتی اور جفاکش انسان تھے۔ کسی بے ہودگی کی طرف آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کبھی توجہ نہ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی عیش و عشرت سے قطعی
بے نیاز اور لاپروا تھے۔

وہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار اور پیروکار تھے آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کو سچے دل سے خدا کا پیغمبر تسلیم کرتے تھے اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ
وسلم کی زندگی اُن کے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح تھی۔ کوئی راز اور اسرار
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ وابستہ نہیں تھا۔ وہ سب جانتے
تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس قسم کے انسان ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بارے میں وہ کسی خوش فہمی اور شک و شبہے میں مبتلا ہو ہی نہیں سکتے تھے۔
یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کسی حکمران اور شہنشاہ کو اپنے تمام تر وسائل، طاقت
اور اقتدار کے باوجود ایسے وفادار ------- جان نثار پیروکار نہ ملے جیسے
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ملے۔ ۲۳ برس، اعلان نبوت کے بعد سے آخری
سانس تک، اُن کے گرد بے نظیر جاں نثاروں کا گروہ ہمیشہ موجود رہا اور
ان تیئس برسوں میں مسلسل اُن میں اضافہ ہوا تھا۔

وہ عظیم الشّان اور عظیم ترین پیغمبر تھے۔ تبوک کی لڑائی میں زیدؓ شہید ہوئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے غلام تھے۔ اور جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کی شہادت پر فرمایا:

"زیدؓ نے اپنے مالک حقیقی کا حق ادا کیا۔ زیدؓ اپنے مالک حقیقی سے جا ملا ہے۔"

اور پھر زیدؓ کی صاحبزادی نے دیکھا کہ صبر و تحمّل سے یہی باتیں کہنے والا خدا کا پیغمبر، بوڑھا ہوتا ہوا سفید ڈاڑھی والا عظیم پیغمبر آنسوؤں میں پگھل رہا ہے۔

"میں کیا دیکھ رہی ہوں!" زید کی صاحبزادی نے تعجّب سے پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

"تم ایک دوست کو اپنے دوست کے لئے آنسو بہاتے دیکھ رہی ہو۔"

گزشتہ تمام صدیوں میں ہمیں ایک بھی ایسا انسان دکھائی نہیں دیتا، جو سب کا بھائی اور سب کا دوست رہا ہو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عام ماں کے بیٹے تھے۔

میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بطور ہیرو اس لئے تسلیم کرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی وہ بننے اور دکھانے کی کوشش نہ کی جو وہ نہیں تھے۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں خود سری اور خود نمائی سرے سے موجود نہیں جب کہ ہر پیغمبر پر کسی نہ کسی لمحے یہ واردات ضرور ہوئی کہ خود نمائی کا اظہار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں تکبّر اور غرور نام کو نہیں تھا، تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے عجز کا بھی اظہار نہ کرتے تھے جس میں خود اعتمادی کی کمی کا شائبہ ہو۔ جس اعتماد اور شان سے وہ ایرانی اور یونانی شہنشاہوں سے مراسلت کرتے

ہیں، انھیں دیکھئے اور ذہن میں لائیے کہ یہ مراسلے اس انسان نے لکھوائے تھے جو اپنے ہاتھوں سے معمولی سے کام کرنے میں بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا تھا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس اعتبار سے بھی بے مثل ہیں کہ انھوں نے کبھی کسی فعل پر معذرت کی ضرورت محسوس نہ کی اور نہ کبھی بڑ ہانکی۔

تبوک کا غزوہ ایسا تھا جس کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر کیا کرتے تھے بعض صحابہ رضؓ نے مشورہ دیا تھا کہ ابھی پیش قدمی مناسب نہیں ہوگی۔ موسم بے حد گرم ہے اور فصل کاٹنے کے دن قریب آرہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

"تمہاری فصلیں۔۔۔ ایک دن زندہ رہتی ہیں۔۔۔ تمہاری اُن فصلوں کا کیا بنے گا۔۔۔۔۔۔۔ ہمکنار ہوتی ہیں۔۔۔۔ گرم موسم۔۔۔۔ ہاں موسم بہت گرم ہے، لیکن دوزخ اس سے بھی گرم ہے"[۱]

ولیم سمولین
VILLIAM SMOLEAN

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کے گمراہ انسانوں کو سیدھی راہ دکھائی۔ انسانی عقل کو اوہام کی زنجیروں سے آزاد کرایا۔ بنی نوع بشر کو ہر قسم کی غلامی سے نجات دلائی اور انسانوں کے درمیان مساوات قائم کی۔[۲]

---

۱ خاتون مشرق دہلی۔ رحمۃ للعالمین نمبر صفحہ ۷۵-۷۴ بحوالہ THE HERO AS PROPHET

۲ ماہنامہ تحریک حیات۔ حیدرآباد۔ جلد ۱ شمارہ ۲

ای بلائیڈن
E. BLIDEN

کہتے ہیں ولیم پین، پادری جارج وائٹ فیلڈ، صدر ایڈورڈز۔ یہ سب لوگ کئی اہم کتابوں کے مصنّف تھے، اور اُن کی شہرت عالمگیر ہے۔ یہ مسیحی دینیات کی دنیا میں اُنھیں ممتاز ترین مقام حاصل ہے۔ یہ سب کیسے انسان تھے؟ یہ سب غلامی کے حامی اور سینکڑوں غلام ان کی ملکیت تھے۔ حبشی ان کے نزدیک انسان تھے ہی نہیں، بلکہ وہ انھیں شیطان کی اولاد سمجھتے ہوئے ان سے نفرت کرتے اور اُن پر ہر ظلم روا رکھنا جائز سمجھتے تھے۔

کتنی صدیوں نے ظلم وستم کا بازار دیکھا۔ صرف اس لئے کہ یہ دیندار نیک طینت، سفید فام اس نظریے پر یقین رکھتے تھے کہ خدا نے انھیں یہ حق دیا ہے کہ وہ افریقہ کے حبشیوں کو اپنا غلام بنا سکتے ہیں۔

ان عیسائی دینداروں اور عالموں کا خدا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خدا سے کتنا مختلف ہے!

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انسانوں کو بتایا کہ حبشی اور کالے بھی انسان ہوتے ہیں۔ اُن کی اپنی جانیں اور رُوحیں ہوتی ہیں۔

اس کے برعکس عیسائی دینداروں اور کلیسا کے عہدے داروں نے حبشی غلاموں کو بتلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

"تمہیں جان لینا چاہیئے کہ تمہارے جسم بھی تمہارے اپنے نہیں، بلکہ تمہاری جانوں اور رُوحوں کے مالک بھی وہی ہیں جنھیں خدا نے تمہارا آقا بنایا ہے"۔

اور پھر اسلام اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر گھٹیا اعتراض کرنے والے بہت

کچھ جان بوجھ کر بھلا دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر میکلیر ہمیں بتاتا ہے:

"پروشیا میں سلاف توہم پرستی اس حد تک گہری ہو چکی تھی کہ ہر شخص کو تین شادیاں کرنے کا حق حاصل تھا اور ان بیویوں کی حیثیت کنیزوں اور باندیوں سے زیادہ نہ تھی، اور پھر جب ان کا خاوند مر جاتا تو اس کی بیواؤں سے یہ توقع کی جاتی تھی کہ وہ اس کے ساتھ جل مریں۔ اگر یہ توقع پوری نہیں کرتی تھیں تو مرنے والے کے لواحقین انھیں قتل کر دیتے تھے۔"

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حکم دیا کہ جب تک تمہیں اپنی پہلی بیوی کی اجازت حاصل نہ ہو اور جب تک اس کی کوئی جائز شکایت نہ ہو اور جب تک تم دوسری بیوی کے ساتھ ساتھ پہلی بیوی کی کفالت نہ کر سکو اور دونوں میں انصاف کا توازن برقرار نہ رکھ سکو تمہیں دوسری شادی کی اجازت نہیں۔

سچا اور اصلی اسلام۔۔۔۔۔ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لے کر آئے، اس نے طبقۂ اناث کو وہ حقوق عطا کئے جو اس سے پہلے اس طبقے کو انسانی تاریخ میں نصیب ہوئے تھے نہ اس کے بعد۔

اسلام نے انسانیت کو متحد کیا۔ اسلام صرف عربوں تک محدود نہیں تھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مشن اور پیغام پوری انسانیت کے لئے تھا۔

مسیح کے نام لیواؤں نے انسانیت کو جس قعرِ مذلت میں دھکیل دیا تھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس انسانیت کو امن، مسرت اور مساوات کی فضا میں جینے کا برابر حق دیا۔

افریقہ میں اسلام اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شیدائیوں نے جمہوری حکومتیں قائم کیں۔ مسلم فتوحات کے نتیجے میں کالے خطے میں اسلام کی روشنی پھیلی اور تعلیمات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو جینے اور سر اٹھانے

کا حق بخشا۔ عیسائیت جہاں بھی گئی وہاں انسانوں کو غلام بنایا گیا اور طاقت وجارحیت کے ذریعہ ان پر حکمرانی کی گئی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین جہاں پہنچا وہاں حقیقی جمہوری حکومتوں کا قیام معرض وجود میں آیا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین اور اُن کی تعلیمات کو کن الفاظ میں سراہا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔ حقیقی انقلاب جو ذہن بدل دے، دل بدل دے، اس کی تعریف کیسے ممکن ہے۔ شمالی افریقہ میں مسلمانوں کی فتوحات کے بعد، جنوبی افریقہ میں اسلام۔۔۔۔ تلوار کے ذریعے نہیں بلکہ مدرسوں، کتابوں، مسجدوں، باہمی شادیوں اور رشتوں اور تجارت کے ذریعہ پہنچا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روحانی فتوحات الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

مزید یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ہی اس مساوات اور جمہوریت نے جنم لیا جو اس سے پہلے دنیا میں موجود نہیں تھی۔ اب دولت اور حسب ونسب کے پیدائشی دعووں کی کوئی اہمیت نہ رہی۔ غلام ـــــ مسلمان ہو کر آزاد ہو جاتا۔ دشمن ـــــ اسلام قبول کر کے خون کے رشتہ دار سے زیادہ عزیز سمجھا جاتا۔ اور کافر ـــــ اسلام لانے کے بعد دین کا مبلّغ بن جاتا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک حبشی بلال کو مؤذن بنا دیا کیونکہ وہ اسلام لے آیا تھا اور پھر اس حبشی کے ہونٹوں سے اذان کے خوبصورت کلمات سنائی دئے۔۔۔ "نماز نیند سے بہتر ہے"۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خوابیدہ انسان کو بیدار کر دیا۔ انسانی بیداری کی یہ صدا آج بھی دنیا کے ہر ملک میں سُنی جاتی ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دُھتکارے ہوئے غلاموں کو آقا بنا دیا۔[1]

---

[1] CHRISTIANITY, ISLAM AND THE NEGRORACE (PUB.1969)

جارج ریواری
GEORGE REV.

وہ قوم جو جسمانی اور رُوحانی مصائب میں مبتلا تھی، اس قوم کو غلامی کے چکّر سے ہمیشہ کے لئے آزاد کر دیا اور نسلی امتیاز ختم کر دیا۔[۱]

ڈبلیو۔ ڈبلیو۔ کیش
W. W. CASH

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) !!

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دین ہے کہ اسلامی دنیا میں انسانوں کی راہ میں اوج کمال اور ترقی کے اعلیٰ ترین مناصب تک پہنچنے کے لئے حسب و نسب حائل ہوتا ہے نہ رنگ، غربت نہ امارت، بلکہ اسلام نے تمام انسانی نسلوں تک یہ مواقع فراہم کئے ہیں کہ وہ ایمان لائیں اور ایک ایسی جمہوریت اور مساوات کا حصّہ بن جائیں جس میں کسی قسم کی اُونچ نیچ سرے سے موجود نہیں۔

آج کے دور میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات ہی کا یہ اثر ہے کہ ایشیا اور افریقہ میں ایک ایسی بیداری کی لہر دکھائی دے رہی ہے جس سے مغرب کا خدا کو نہ ماننے والا معاشرہ لرزاں و ترساں ہے۔[۲]

مزید تحریر ہے:

مسیحی علماء (پادریوں، اسقفوں اور پوپوں تک) نے عیسائیوں کو یہ سکھایا کہ اگر اُن سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو وہ اُن کے پاس آئیں، ہدیہ پیش کریں اور معافی کا پروانہ حاصل کر لیں۔ دراصل اس طرح انسانوں کو یہ تعلیم دی

۱؎ "صراط مستقیم"، پندرہ روزہ۔ برمنگھم۔ (یو۔کے)

۲؎ ماہنامہ کبریٰ۔ دھلی۔ جلد ۲، شمارہ ۱۲، ۱۹۸۸ء

گئی کہ وہ براہِ راست خدا کی طرف رجوع نہ کریں اور یوں خدا اور اس کی مخلوق کے مابین ایک اونچی اور ناقابلِ عبور فصیل کھڑی کر دی گئی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آئے تو انھوں نے انسانوں کو تعلیم دی کہ وہ خدا سے براہ راست تعلق قائم کر سکتے ہیں۔ خدا اور اس کے بندوں کے درمیان حائل تمام پردوں کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہٹا دیا۔ اور اس کے لئے کسی کو ہدیہ دینے کی ضرورت ہے نہ معاوضہ ادا کر دینے کی[1]......

آر۔ وی۔ سی۔ بوڈلے۔ R. V. C. BODELY

ایک سال سے کچھ ہی زیادہ عرصے میں وہ عملی طور پر مدینے کے روحانی اور دُنیوی بے تاج حکمران بن گئے اور اُن کے ہاتھ مہلک مشین کے اس حصّے پر تھے جو دنیا کو ہلا کر رکھ دینے کے لئے بہت کافی تھا[2]۔

مزید تحریر ہے:

وہ زمانہ جس میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسلام کی تبلیغ کی یوں لگتا ہے جیسے ہر شخص دیوانہ ہو اور دیوانوں کی اس دنیا میں صرف ایک ہی حکیم فرزانہ ہو — محمد[3] (صلی اللہ علیہ وسلم)

مزید رقمطراز ہے:

بہت سے ایسے منافق اور جھوٹے مغربی مؤرخوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایسے الزامات عائد کئے ہیں جو اُن کے خبثِ باطن کا اظہار کرتے ہیں۔

---

[1] THE EXPANSION OF ISLAM (1928)

[2] دی مسنجر لندن ص۹ ۱۹۴۶ء THE MESSENGER, LONDON. (1946.P.9)

[3] خاتون مشرق دہلی۔ رحمۃ للعالمین نمبر ص ۵۶

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم طامع، بے ایمان اور بہروپیئے ہوتے (توبہ نعوذ باللہ) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے انسان کو خدیجہ رضؓ کبھی اپنے تجارتی کارواں کا سربراہ مقرر نہ کرتیں، اپنے پھیلے ہوئے کاروبار کا منتظم نہ بناتیں اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں بددیانتی اور مکاری کا شائبہ تک ہوتا تو کبھی شادی نہ کرتیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سنہرے مواقع، سے کبھی ذاتی فائدہ نہ اٹھایا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت ہی میں نہیں تھا اور پھر وفا شعاری اور انسانیت کی عظیم ترین روایت دیکھئے کہ جب تک خدیجہ رضؓ زندہ رہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری شادی تک نہ کی۔[1]

ایک اور مقام پر بیان ہے:

غزوۂ احد میں غزوۂ بدر کی فتح کے بعد مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ کافروں کے لئے یہ سنہری موقعہ تھا کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وقار کو مجروح کر سکیں۔ انہوں نے یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ وہ تمہارا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خدا کا فرستادہ اور شکست سے دوچار ہو ——— ایسا نہیں ہو سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے پروپیگنڈے کی اہمیت سے واقف تھے، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکست کو تسلیم نہ کیا۔ غزوۂ احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود زخمی ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۵۶ برس تھی۔ اس کے باوجود ایک عظیم جرنیل کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوتے اور آنے والے برسوں میں دشمنوں پر کاری ضرب لگاتے اور انہیں لڑائیوں میں شکست سے دوچار کرتے رہے۔ بطور جرنیل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رتبہ بہت بلند ہے۔

---

[1] THE MESSENGER (1954)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک سچے اور عظیم جرنیل کی حیثیت سے اپنے مجاہدوں اور ساتھیوں کے حوصلے نفسیاتی طریقوں سے بلند کرتے رہے۔

غزوۂ احد کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچ کر شکرانے کی نماز پڑھی اور خطبہ ارشاد کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غزوۂ احد میں ہمیں اس لئے شکست ہوئی کہ ابھی ہمارے ساتھیوں نے میرے حکم کی پوری طرح اطاعت کرنا نہیں سیکھی۔ حقیقت بھی یہی تھی کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہدایات پر پوری طرح عمل کیا جاتا تو مسلمانوں کو احد میں شکست سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر میرے احکام اور ہدایات پر عمل کیا جاتا تو ہمیں بدر کی طرح اُحد میں بھی فتح ہوتی۔

روایت ہے کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدرے توقّف کے بعد اپنی قوم کو ایک اہم پیغام پہنچایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خدا ہمارا حامی و مددگار رہے۔ اس کے باوجود ہمیشہ یاد رکھو، کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔ اللہ نے مجھے اپنا ترجمان منتخب کیا ہے لیکن خدا نے مجھے امر اور لازوال نہیں بنایا۔ میں بھی انسان ہوں اور فانی ہوں۔"

غزوۂ احد میں ناکامی کے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو درس اپنی قوم کو دیا اس کی مثال پوری پوری انسانی تاریخ پیش نہیں کرتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عظمتوں اور معجزوں کا ڈھنڈورا نہیں پیٹا بلکہ بتایا کہ وہ بھی اللہ کے بندے ہیں۔ فانی ہیں اور ابدی ذات خدا کی ہے اور اصل مشن اسلام کا بول بالا کرنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے دور کے ہر مسلمان

کو دراصل ایک زندہ پیغام دیا۔ اصل چیز ایمان ہے اور ایمان میں استقامت کے صلے ہی میں آخرت میں صلہ ملے گا۔

صرف اس وقت تک لوگوں کو جنت نہیں ملے گی جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) زندہ ہیں۔ اُن کی زندگی اور موت حقیقت اولیٰ اور اسلام کی سربلندی اور نیکی اور خیر اور اُس کے صلے کے ساتھ مشروط نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر میں مارا جاؤں تو کیا تم میدان چھوڑ کر بھاگ نکلو گے؟ یوں تم اللہ کو ناراض کرو گے۔ اللہ صرف اطاعت کرنے والوں کو پسند کرتا ہے"

خطبے کے اختتام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے اور خاموش لوگوں کے درمیان آہستہ سے چلتے ہوئے باہر نکل گئے۔ ایک برس ہوا جب بدر کی فتح کے بعد جشن منایا گیا تھا۔ آج سب سنجیدہ اور خاموش تھے! تاہم وہ بدر کی فتح سے بھی زیادہ معنی خیز مسرت سے لُطف اندوز ہو رہے تھے آج وہ دل کی گہرائیوں سے یہ محسوس کر رہے تھے کہ خواہ کیسی تباہی آجائے، اُن کا رہنما ایسا عظیم ہے کہ وہ کبھی اُنہیں خفت محسوس نہ ہونے دے گا۔۔۔۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے بڑے سپہ سالار تھے، اس کی ایک مثال غزوۂ تبوک سے دی جاسکتی ہے۔ صحرا کو عبور کرنا مسلمان فوج کے لیے دشوار ترین مرحلہ تھا۔ سُورج غروب ہونے کے بعد پیش قدمی کی جاتی تھی۔ تو تاہم یہ بھی زیادہ آرام دہ نہ تھا، کیونکہ راتیں اتنی طویل تھیں اور نہ دن کی حدت سے خالی تھیں۔ دن کے وقت سائے کے لیے صرف وہ چٹانیں تھیں جو اتنی گرم ہوتی تھیں کہ اُنہیں چھوا بھی نہیں جاسکتا تھا۔ زمین اتنی آگ اُگل رہی تھی کہ پاؤں کوئلوں کی طرح جلتے تھے۔ پانی کی کمی نے مصائب میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ گرم ہوا ناقابلِ برداشت تھی۔ اور تو اور بُوڑھے بدوؤں نے بھی ایسے

حالات میں کبھی صحرا پار کرنے کی کوشش نہ کی تھی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سب سے برتر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال قائم کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدو بھی نہیں تھے کہ ایسے حالات کا تجربہ رکھتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جوان تو کیا متوسط العمری سے بھی آگے بڑھ چکے تھے۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رویّہ اور طرزِ عمل بے نظیر تھا۔ تبوک کی اس مہم کے علاوہ ہزاروں دوسری ذمّے داریوں کا بھی بوجھ اُٹھائے ہوئے تھے۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ ہوئی۔ ایک ہفتے کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پوری فوج کو مع ساز و سامان تبوک پہنچانے میں کامیاب ہو گئے جو رُومی سلطنت کے سرحد پر واقع تھا۔

۴۰۱ ق م میں سائرس نے دس ہزار یونانی کرائے کے سپاہیوں کو بابل سے بحرِ اسود تک پہنچا کر جو عظیم فوجی کارنامہ انجام دیا تھا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ کارنامہ جنگی نقطۂ نظر سے کہیں زیادہ بڑا کارنامہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس ہزار افراد اور جانوروں پر مشتمل فوج کو جس کامیابی سے دشوار ترین مراحل سے گزار کر منزل تک پہنچا دیا،

اس کی مثال نہیں ملتی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاشبہ عظیم سپہ سالار، شجاع اور جنگی مدبّر تھے[۱]

اسی مفکّر کا بیان مزید (THE MESSENGER (1954) میں جاری ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ٹوک الفاظ میں جواب دیا وہ حکمِ الٰہی کے

---

[۱] خاتونِ مشرق دھلی۔ رحمۃ للعالمین نمبر ص ۶۹ تا ۷۱ بحوالہ۔ دی مسینجر (۱۹۵۴)

تحت تبلیغ دین کے لئے مامور کئے گئے ہیں معجزے دکھانے کے لیے نہیں۔ اور جنہیں کسی قسم کا شک وشبہ ہے، وہ قرآن پاک پر غور کریں جو سب سے بڑا معجزہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے ساتھ معجزاتی صفات منسوب نہیں کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو بشر کہتے تھے اور دعویٰ حق یہ تھا کہ وہ اللہ کے پیغمبر ہیں اور اللہ کے فرمان اور دین کو انسانوں تک پہنچانے آئے ہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ بہت سے معجزات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر دیئے گئے، لیکن درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسا کوئی دعویٰ عمر بھر نہ کیا۔[1]

مزید سلسلۂ بیان جاری ۔ ۔ ۔ ۔

حضرت موسیٰؑ، کنفیوشس اور بدھ کے بارے میں کوئی ایسا ریکارڈ محفوظ نہیں رہا جو ہم تک پہنچتا اور ہم اُن کے پورے حالات سے واقف ہو سکتے۔ اس کے علاوہ حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے بارے میں بھی ہماری معلومات ناقص ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کی ابتدائی تیس ۳۰ برس کی زندگی پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ اس کے برعکس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پوری زندگی ہم پر روشن اور عیاں ہے۔ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں اتنی ہی زیادہ معلومات رکھتے ہیں جتنی اس شخص کے بارے میں جو ہمارے اپنے عہد کا ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سارا ریکارڈ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے داروں، عادات اور بچپن کے بارے

---

[1] خاتون مشرق دہلی۔ رحمۃ للعالمین نمبر صـ ۶۹ تا ۷۱ بحوالہ دی سنجر (۱۹۵۴ء)

یں موجود ہے لیجنڈری ہے نہ سُنا سُنایا۔ ان کے باطنی ریکارڈ کے بارے میں ہم ایک ایک تفصیل سے آگاہ ہیں۔ جب اُنھوں نے خدا کا پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا تھا تب سے آخری لمحوں تک اُن کے باطنی حالات اور کیفیات کا پورا ریکارڈ موجود اور محفوظ ہے۔ دُنیا کے دوسرے پیغمبروں کی طرح اُن کی زندگی پر اوہام اور لاعلمی کے پردے نہیں پڑے ہوئے اور نہ اُن کی زندگی میں کسی قسم کی پُراسراریت کا شائبہ ملتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنے آپ کو مقدس، بنانے اور منوانے کی کوشش نہیں کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سادہ تھے اور سادہ چیزوں کو پسند کرتے تھے۔ سادگی کے باوجود وہ عظیم اور شاندار شخصیت رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کا بھلا چاہتے تھے، اُن پر خدا کی وحی نازل ہوتی تھی، لیکن اپنی تمام زندگی انھوں نے منطقی اہتمام کے ساتھ بسر کی۔ اپنے آپ کو کبھی خدا کا مثیل اور اوتار قرار نہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم رہنما ہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی قیادت کا ظاہری طمطراق سے آشنا نہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکمران تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دربار نام کی چیز کا اہتمام نہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اس خیال اور عقیدے کی حوصلہ شکنی کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مافوق الفطرت، خارقِ عادات یا معجزوں کی قوت رکھتے ہیں۔

بعض مواقع پر ہم دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض فیصلوں اور اندازِ فکر نے اپنے ہم عصر لوگوں کو قدرے پریشان کیا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیصلے اور سوچ فی الحقیقت ہر زمانے کے لئے قابلِ عمل ہیں۔[۱]

---

[۱] THE MESSENGER (1954)

ایس۔پی۔سکاٹ
S. P. SCOTT

فرماتے ہیں اس مادّی دنیا میں اخلاقی اقدار کو بتدریج کس نے مستحکم اور توانا کیا؟ اور پھر انھیں کس نے بام عروج تک پہنچایا؟ محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے دین اسلام نے۔۔۔۔

انسانی تاریخ اور انسان کا بے بضاعت ذہن حیران ہے کہ کتنے مختصر سے عرصے میں بکھرے ہوئے، باہم لڑنے والے انسانی گروہوں کو ایک نبیؐ اور اُس کے پیغام نے ایک متحّد اور توانا اُمّت میں تبدیل کر دیا۔

محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ایسے ذہن کے مالک تھے جو مشکل سے مشکل اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کی گتھیاں سُلجھا سکتا تھا۔

اور سب سے حیران کُن حقیقت یہ ہے کہ ایسا فقید المثال ذہن رکھنے والا انسان مُتکبّر تھا نہ مغرور، بلکہ عجز و رضا کا پیکر تھا۔ اپنی ہر کامیابی کو خدا کی عظمت سے منسوب کرنے والا۔۔۔۔۔۔

محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہبی پیغام اور اُن کی عظیم شخصیت کا کلیدیہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کی رُوحانی اور سیاسی ضرورتوں سے کماحقہٗ آگاہ تھے۔ جو آگہی انہیں حاصل تھی وہ کسی دوسرے نبی یا رسول میں اس حد تک دکھائی نہیں دیتی۔

محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) نے عربوں کو ایک ایسی قوم بنا دیا جس نے دنیا کے دور دراز خطوں میں آباد انسانوں کو اپنے رنگ میں رنگ لیا۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کی سب سے بڑی فتح ہے۔ محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد سے پہلے اور اُن کے بعد کی دنیا۔۔۔۔۔ ایک بدلی ہوئی دنیا ہے۔ یہ پوری مُشرف بہ اسلام نہ

ہوئی۔ اس کے باوجود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عظیم احسانات کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہے۔ کتنی ہی شرمناک، اخلاق سوز اور انسانیت دشمن رسمیں تھیں جنھیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات نے اس دنیا سے مٹا کر نیست و نابود کر دیا۔

انسانی وجود کو جو مقام حاصل ہوا، وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات سے پہلے کبھی بنی نوع انسان کو حاصل نہ ہو سکا تھا۔

سچ پوچھیے تو حقیقت یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کی روشنی نے تاریکیاں ختم کر دیں اور بنی نوع انسان دورِ جاہلیت سے نکل کر روشنی اور علم کے منطقے میں داخل ہو گئی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات انسان کو صرف اور صرف نیکی اور خیر کے کاموں پر آمادہ کرتی ہیں۔ حسد، جھوٹ، بے ایمانی اور انسان دشمنی کا قلع قمع کر دیتی ہیں۔

انسان کے وہ ہونٹ جو قبر میں ایک مُدّت تک خاموش رہیں گے، ان ہونٹوں کو یہ مژدہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دیا کہ قیامت کے دن یہی ہونٹ حرکت میں آئیں گے اور اپنے اچھے کاموں کا ذکر کر کے انعام حاصل کر سکیں گے۔ انسان کو اگر اپنی دنیا کو واقعی امن کا گہوارہ بنانا ہے تو پھر اُس کو خدا کے اس فرستادہ نبیؐ کی تعلیمات پر عمل کرنا ہو گا جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھا۔[1]

---

[1] HISTORY OF MOORISH EMPIRE IN EUROPE

مارگولیس

MARGOLES Professor of Arabic, Oxford University, U.K.

اوکسفورڈ یونیورسٹی میں عربی زبان کے پروفیسر

انہوں نے اپنی کتاب "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) جو سنہ ۱۹۰۵ء میں چھپی ہے اس سے زیادہ زہریلی سیرت نبویؐ پر انگریزی زبان میں نہیں لکھی گئی۔ اس میں اس شخص نے ہر واقعہ کے متعلق انتہائی سند بہم پہنچا کر اس کو بگاڑ کر دکھانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے، تاہم وہ اپنے مقدمے میں اس حقیقت کے اعتراف سے باز نہ رہ سکا۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوانح نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے۔ لیکن اس میں جگہ پانا قابل عزت ہے[۱]"

شردھے پرکاش دیوجی

SHIRADHE PRAKASH DEV JI

نے کہا ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) منجملہ ان بزرگ اشخاص کے ہیں، جنھوں نے قانون قدرت کے مطابق جہالت اور تاریکی کے زمانے میں پیدا ہوکر دنیا میں صداقت کی روشنی پھیلائی۔ تنگدل اور متعصب ایسے بزرگ کی نسبت کچھ کہیں، لیکن جو لوگ با انصاف اور کشادہ دل ہیں وہ کبھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ان بے بہا خدمات کو جو وہ نسل انسانی کی بہبود کے لئے بجالائے بھلا کر احسان فراموش نہیں ہو سکتے[۲]۔

---

[۱] مارگولیس "محمد" ص۱۔ اور (مرتبہ خلیل الرحمن۔ ایڈیٹر "الجماعت" کراچی۔ ۳) اور ماہوار جریدہ "مولوی" دھلی۔ سنہ ۱۳۶۵ھ ۲ مسٹر ٹی۔ ایل۔ وسوانی بحوالہ (سوانح عمری محمد صاحبؐ)

آلفریڈ ڈی لیمارٹین

ALFRED DELAMARTINE

A french scholar

فرانسیسی ادیب اپنی مشہور تصنیف میں لکھتا ہے:۔

عالم الٰہیات فصاحت و بلاغت میں یکتائے روزگار، بانی مذہب آئین ساز، سپہ سالار، فاتح اصول، عبادت الٰہی میں لاثانی، دینی حکومت کے بانی یہ ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جن کے سامنے پوری انسانیت کی عظمت بھی ہیچ ہے۔

یہی ادیب مزید نبوت محمدیؐ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"کسی بھی انسان نے کبھی بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنے لئے اتنا رفیع الشان مقصد منتخب نہیں کیا، اس لئے کہ یہ مقصد انسان کی طاقت سے باہر تھا۔ توہمات اور خوش اعتقادیوں کو جو انسان اور اس کے خالق کے درمیان حجاب بن گئی تھیں، زیر و زبر کرنا، انسان کو خدا کے حوالے کرنا، اور خدا کی چوکھٹ پر انسان کو لانا، اس زمانے کی اصناف پرستی کے مادی خداؤں کی جگہ خدائے واحد کے پاکیزہ اور عقلی تصوّر کو از سر نو بحال کرنا، یہ تھا وہ عظیم مقصد۔۔۔۔ کسی انسان نے کبھی بھی ایسے عظیم الشان کام کا، جو کسی صورت سے انسانی طاقتوں کے بس کا نہ تھا، اتنے کمزور ذرائع کے ساتھ بیڑا نہیں اٹھایا۔۔۔۔

خدا کی توحید کا ایسے دور میں اعلان کرنا جب کہ دنیا

لہ اللطیف۔ ویلور۔ ص ۸۴ ر ۱۳۸۵ھ

لاتعداد ضمنی خداؤں کی پرستش کے بوجھ سے دبی ہوئی تھی، بذاتِ خود ایک قوی معجزہ تھا، محمدؐ کی زبان سے جیسے ہی اس عقیدے کا اعلان ہوا، بتوں کے تمام قدیم معبدوں میں خاک اُڑنے لگی، اور ایک تہائی دنیا ایمانی حرارت سے لبریز ہوگئی۔"[۱]

روسو

ROOSO
A french revolutionist

انقلاب فرانس کے بانی اپنی کتاب "میثاق ملی" میں لکھتے ہیں:۔
حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک صحیح دماغ رکھنے والے انسان اور بلند پایہ سیاسی مدبر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سیاسی نظام قائم کیا وہ نہایت شاندار تھا۔[۲]

جی ایم۔ ڈریکاٹ

G. M. DRAYCOTT

کے مطابق اپنی تعلیمات، ذہانت اور جوش و خلوص سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک لاقانون علاقے کے لئے مؤثر قانون وضع کئے۔ سماجی اور مذہبی ادارے قائم کئے۔ اُنھیں ایسی عبادت (نماز) پر لگا دیا، جس میں رنگ، نسل، امارت، عزت اور ہر طرح کی اونچ نیچ ختم ہو جاتی ہے۔ دنیا کا کوئی پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرح ایسے معاشرے اور سماج کی بنیاد نہ رکھ سکا جو مثالی ہو اور آنے والے ہر زمانے کے لئے تقلید کی ترغیب دیتا ہو۔[۳]

---

[۱] لیمرٹائن (LAMARTINE) ہسٹری ڈی لا ٹرکی ج ۲ ص ۲۷۶۔۲۷۷ (۱۸۵۴ء) پیرس

[۲] روزنامہ "سیاست" حیدرآباد۔ ۲۶ نومبر ۱۹۸۵ء

[۳] MOHAMMED (PUB. 1916)

جی۔ ہگنز
G. HIGGANS

کہتے ہیں کوئی بھی شخص جتنا بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیات اور اسلام کے ابتدائی دور پر غور و فکر کرتا ہے، اسے اسلام کی کامیابیوں کی وسعت پر حیرت ہوتی ہے۔ جیسے مشکل اور دشوار حالات سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سامنا کرنا پڑا، ایسے حالات سے شاید ہی کسی دوسرے نبی کو دوچار ہونا پڑا ہو۔ ایک مذہبی رہنما، مدبر، اور منتظم کی حیثیت سے انھوں نے اپنے آپ کو جس طرح تسلیم کردایا، اس کی مثال تو شاید کہیں مل سکے۔ لیکن خدا پر ان کا جو ایقان اور ایمان تھا اور اپنی تعلیمات کی صداقت اور حقانیت کا جو شعور انہیں حاصل تھا اس کی مثال کوئی دوسری برگزیدہ شخصیت پیش نہیں کرسکتی۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ خدا کے بھیجے ہوئے نبی اور رسول ہیں۔ اور یہ واقعہ ایسا ہے جو اس سے پہلے تاریخ میں ملتا ہے اور نہ اس کے بعد۔[1]

مزید لکھتا ہے:۔

کہاں ہیں وہ پوپ، آرچ بشپ آف کنٹربری اور کونسلز آف کالوڈکیشن اسقف، پادری اور مسیحی قوانین بنانے والے ..... جنہوں نے افریقہ میں غلامی کی اجازت دی، جنہوں نے حبشیوں کو غلام بنانا مذہب کے مطابق قرار دیا۔

آج ان کا کوئی نام نہیں جانتا۔ وہ تاریخ کے گرد میں لپٹے گمنامی کی نیند سو رہے ہیں۔ کوئی محقق یا مؤرخ گرد جھاڑ کر تلاش بھی کرتا ہے تو صرف اس لئے کہ وہ انہیں مطعون کرسکے اور ان کے بھیانک جرائم کا اظہار کرسکے۔

---

[1] اپالوجی فار محمدؐ (طباعت ۱۹۲۹) APPOLOGY FOR MOHAMMED(PUB 1929)

اس کے ساتھ ساتھ ایک نام ہے ------ محمد ------ (صلی اللہ علیہ وسلم)
جس نے انسانیت کو رنگ اور نسل کی زنجیروں سے آزادی عطا کی۔ یہ نام ....
روشن تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس نام کی تجلیات پوری دنیا میں پھیلتی چلی جا رہی ہیں[۱]

APOLOGY FOR MOHAMMED (PRINTED IN 1929)

ریورنڈ آرمیکوئل

REV. ARMECHUEL

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر انصاف اور ایمانداری سے تنقیدی نظر ڈالی جائے تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ مرسل اور مامور من اللہ تھے[۲]

اسٹینلی لین پول

STANLEY L. POLE

فرماتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کے بارے میں بعض حلقے شک وشبہات کا اظہار کرتے رہے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے۔ ایسے معترض حلقوں کے سامنے یہ مسئلہ درپیش ہے کہ ہر آن بدلتے ہوئے زمانے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کس طرح آخری، حتمی، ابدی اور غیر متبدّل قرار دی جا سکتی ہیں۔

یہ سوال عمومی سطح پر اور بالخصوص اسلام کی ابدی حقانیت کے حوالے سے بہت اہم ہے۔ ایک عام تصور یہ پایا جاتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات بے حد سخت اور مشکل ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں جبر کا عنصر بہت قوی ہے ------ یوں یہ معترضین اسلام کو ایک بے لچک مذہب قرار دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات ہمیشہ کے لیے نہیں ہو سکتیں۔

---

۱ اپالوجی فار محمدؐ۔ ۲ صراط مستقیم۔ برمنگھم (یوکے)

کیا واقعی ایسا ہے۔۔۔۔۔؟

روئے زمین پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا دوراندیش اور صاحب بصیرت انسان کوئی دوسرا دکھائی نہیں دیتا۔ محمدؐ جبر کے قائل ہی نہیں تھے۔ وہ انسان کی حدود، انسان کی صلاحیتوں اور اُس کی کوتاہیوں اور کمزوریوں سے پوری طرح واقف تھے۔ اسی لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے صحابہ کو تلقین کیا کرتے تھے کہ وہ اتنی عبادت کیا کریں جس کے وہ متحمل ہو سکتے ہوں۔ اسی طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آنے والے دور کے حوالے سے صحابۂ کرامؓ سے فرمایا تھا؛

"سُنو تم ایک ایسے زمانے میں ہو جہاں تمہیں جو تعلیمات دی گئی ہیں اگر تم کل تعلیمات کا ۱/۱۰ حصہ چھوڑ دو گے۔ تو تم تباہ ہو جاؤ گے۔ اور آنے والے زمانے میں ہم یہ دیکھیں گے کہ جو کل تعلیمات کے ایک دہائی حصہ پر عمل کریں گے وہ بچا لئے جائیں گے۔"

یہی مصنف ISLAM (PUB.1903) میں لکھتے ہیں:۔

جان براؤن، جو اپنے حبشی غلام کو آزادی کے لئے بخوشی جان دے سکتا تھا۔ اگر اُسے یہ معلوم ہوتا کہ اُس کی بیٹی اس کے غلام سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو وہ اپنی بیٹی کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیتا۔

یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے جنھوں نے رنگ اور نسل کا خاتمہ کر دیا اور حبشی بھی عربوں کے داماد بننے لگے۔ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے جنھوں نے حبشیوں کو مقرّب بنایا، اُنہیں خدمت اور حتیٰ کہ حکمران کی حیثیت سے بھی قبول کرنے پر بنی نوع انسان کو آمادہ کر لیا۔ ہم میں سے کون ہے جو عیسائی ہوتے ہوئے بھی ایک حبشی عیسائی کو اپنا مقرّب، رشتے دار، حکمران بنانا پسند کریگا۔۔۔۔۔ کوئی بھی نہیں!

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مساوات کا جو عملی تصوّر اسلام کے ذریعے بنی نوع

انسان کو پیش کیا یہی وہ تصور ہے جو اسلام کا سب سے طاقتور عنصر ہے۔ یہ اسلام ہے جو اپنے معاشرے کے ہر فرد کو وقار اور آزادی، احترام اور عزت کا مقام دیتا ہے۔ اور وہ یہ عمل ہے جس کی مثال دوسرے مذاہب کے معاشرے پیش کرنے سے قاصر رہے ہیں[1]

مزید یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی زندگی میں کسی کو نہیں مارا، کسی پر لعنت و ملامت نہیں کی، سخت سے سخت جملہ جو کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیا وہ یہ کہ "اس کو کیا ہو گیا ہے، اس کی پیشانی خاک آلود ہو"[2]

اسٹڈیزان ماسکس میں اسی مفکر کا بیان ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی ایک حقیقت کی گواہی دیتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچ کے وفادار رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنے فائدے کے لئے اسکیمیں نہیں بنائیں۔ منافقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت میں سرے سے موجود نہیں تھی۔ حرص و آز کی پرچھائیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ پڑی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی کوئی کوتاہی، خامی اور کمزوری نہیں تھی جو زندگی ہی میں انسان کی شہرت، نیک نامی کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عیسیٰؑ کی طرح یہ نہیں کہتے تھے کہ کچھ بیج بنجر زمین میں گرتے ہیں اور وہ گل سڑ جاتے ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات نے بنجر زمینوں کو گلزار بنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جد و جہد باثمر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرمجوشی اور جذبے اپنے لئے نہیں، بلکہ دنیا کے لئے تھے۔ ایک عظیم نصب العین کی تکمیل کے لئے جس گرمجوشی

---

[1] ماہنامہ "دکبری" دھلی۔ جلد ۲ رشمارہ ۱۲ ار۔ نومبر ۱۹۸۸ء۔

[2] ماہنامہ "الحسنات" رام پور۔ (یو۔پی) ۱۹۸۰ء۔

اور جذبات کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے، وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبات اور گرمجوشی دُنیا کو نذر آتش کرنے کے لئے نہیں بلکہ امن کا گہوارہ بنانے کے لئے تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدائے واحد کے پیغمبر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی اپنے عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے وقف کر دی اور یہی ان کے لئے سب سے بڑی مسرت تھی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کے واحد انسان تھے جو اپنی پیدائش اور سن شعور سے لے کر اپنی وفات تک یک سے انداز میں پاکیزہ زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کی حقیقت کو کبھی نظر انداز نہ کیا جو پیغام لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے، اس پیغام کی تبلیغ اور ترویج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تھی۔ اپنی شخصیت کے وقار اور پھر اپنی قوم کے حکمران ہونے کے باوجود اُن کے ہاں جو عاجزی اور انکسار ملتا ہے وہ دُنیا کے کسی پیغمبر اور حکمران کو اس حد تک نصیب نہ ہُوا۔ یہی وجہ ہے کہ کارلائل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر ہیرو منتخب کیا۔[1]

HUKAMCHANDRA.B. A.
Editor, Sitare subha,

حکم چند رکمار۔ (بی۔ اے۔)

(ایڈیٹر ستارہ صبح) لکھتے ہیں سب سے پہلے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ بی بی عائشہ رضؓ کے سوا جتنی عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آئیں سب کی سب بیوہ تھیں۔

---

[1] STUDIES IN MOSQUE

ان نکاحوں کے حالات پر فرداً فرداً غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نکاح، نکاح کی خاطر نہ تھے، بلکہ یا تو کسی اخلاقی ذمہ داری کی ادائیگی کی خاطر تھے یا کسی پولیٹکل ضرورت کے تقاضے سے، یا ان دونوں اغراض کے پورا کرنے کے لئے۔ یہ بھی مدِ نظر رہے کہ بی بی خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پچاس سال سے متجاوز ہو چکے تھے اور جب عالمِ شباب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تازہ شادی کے بعد کئی کئی روز تک گھر سے غیر حاضر رہ کر تزکیہ نفس اور ریاضت کشی میں مشغول رہتے تھے۔ تب اس مدینے کی زندگی کے دوران میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دم دشمنوں سے پریشان ایک عظیم الشان مذہب اور سلطنت کی بنیادیں ڈالنے اور اُن کے اوپر بڑی بڑی تعمیرات بنانے میں مصروف تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ گمان کرنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عیش پرست مطلق العنان کسریٰ کیخسرو کی طرح حرم سرا میں پڑے رہتے تھے سخت کج فہمی ہے۔[1]

پروفیسر رام دیو (بی۔ اے)

PROF. RAM DEV B. A.
Ex- Professor Gurukul congri
and editor, Vedic magazine

سابق پروفیسر گروکل کانگڑی وایڈیٹر ویدک میگزین کے لاہور میں ایک لکچر کا اقتباس:

چھٹی صدی میں عرب کی اخلاقی حالت بہت خراب تھی۔ جب کوئی باشندہ مرجاتا تھا تو وہ اپنی عورتیں بطور ورثہ چھوڑ جاتا تھا۔ جس کے بعد اس کا بیٹا سوائے اُس عورت کے جس کے پیٹ سے وہ پیدا شدہ تھا باقی سب عورتوں کو اپنی بیویاں

---

[1] اخبار الانصار۔ دیوبند۔ ۱ر جون ۱۹۲۹ء۔

بنالیتا تھا۔ علاوہ ازیں عارضی شادیاں بھی ہوتی تھیں۔ عرب قوم میں اتفاق کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے گلے کاٹا کرتے تھے۔ خیال تھا کہ یہ قوم کبھی اُٹھ نہیں سکتی۔ لیکن دنیا کی تاریخ میں یہ معجزہ ہوا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس قوم میں جان ڈال دی۔

حضرت نے اُنہیں سکھایا کہ بُت پرستی چھوڑ دو اور ایک خدا کو مانو۔ شروع میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحب کے صرف تیئس ۲۳ معاون ومددگار تھے۔ ان کی جاتی (قوم) قریش اُن کی سخت مخالف تھی۔ یہاں تک کہ آخر کار اُنھیں مکّے سے بھاگ کر مدینہ جانا پڑا۔ لیکن مدینے میں بیٹھے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحب نے ان میں جادو کی بجلی بھر دی، وہ بجلی جو انسان کو دیوتا (فرشتہ) بنا دیتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بجلی راجاؤں مہاراجاؤں میں نہیں بھری تھی۔ بلکہ تمام لوگوں میں، اور یہ غلط ہے کہ اسلام محض تلوار سے پھیلا ہے۔ یہ امر واقع ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اُٹھائی گئی۔ اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہے تو آج کوئی پھیلا کر دکھائے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عرب میں کس قسم کا وشواس (یقین) بھر دیا تھا اُس کی ایک مثال سُنئے:

ایک غلام جو مسلمان ہو چکا تھا۔ اس کا آقا دھوپ میں لٹا کر اور اس کی چھاتی پر پتھر رکھ کر پوچھا کرتا تھا کہ بتا تو محمد (صلعم) کو چھوڑے گا یا نہیں لیکن غلام صاف انکار کرتا ہے[1]

PROF. BEVAN

پروفیسر بیون

کے مطابق مذہبی شخصیتوں میں سب سے زیادہ تاریخ ساز محمد (صلی اللہ

---

[1] اخبار پرکاش۔

علیہ وسلم) اور اسلام کے حالات وواقعات جو انیسویں صدی کے آغاز میں یورپ میں شائع ہوئے اُن کا شمار اب دنیا کے ادبی نوادر میں کیا جانا چاہیئے[1]

جولیس میسرمین JULES MASSERMAN

ممالک متحدہ امریکہ کا ماہر تحلیل نفسی، ٹائم میگزین ۱۰ر جولائی ۱۹۷۴ء کے اشاعت میں اپنے ایک مضمون "کہاں ہیں رہنما" میں، تاریخ کی عظیم شخصیتوں کا جائزہ لیتے ہوئے اپنی تحقیق کا اختتام ان الفاظ پر کرتا ہے کہ:۔

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شاید دنیا کے ہر دور کے سب سے عظیم رہنما تھے"

بڑی حیرت کی بات ہے کہ ایک یہودی ہوتے ہوئے اس نے اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کو دوسرے نمبر پر رکھا ہے[2]

ایڈورڈ مونٹے EDWARD MOUNTE

A famous historian

ایک مشہور مورخ لکھتا ہے: انسانی دنیا میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کا ایسا نادر وجود ہے جن کے حالات تفصیل "وتشریح سے نہایت صحت کے ساتھ ہم تک پہنچے ہیں۔ آپ نے انسانی اخلاق کو سنوارنے اور سوسائٹی کو پاکیزہ رکھنے کے لئے جو عملی نمونہ پیش کیا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانیت کا محسنِ اوّل قرار دیتا ہے[3]

---

[1] انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا۔ (ENCYCLOPAEDIA BRITANNICA)

[2] آج چند اسلامی مسائل۔ ص ۶۴

[3] ماہنامہ "الحسنات" اسلامی اردو ڈائجسٹ۔ رام پور ۱۹۸۰ء

MR. PEARCRATES

مسٹر پیپر کریٹیس

فرماتے ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عورتوں کے حقوق کی ایسی حفاظت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نے نہ کی تھی۔ عورت کی قانونی ہستی قائم ہوئی، جس کی وجہ سے مال و دولت اور وراثت میں حصّہ کی حقدار ہوئی۔ وہ خود اقرار نامے کرنے کے قابل ہے اور برقعہ پوش مسلمان عورت کو ہر شعبۂ زندگی میں وہ حقوق حاصل ہوئے جو بیسویں صدی میں ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ عیسائی عورت کو حاصل نہیں[1]۔

LAMARTINE

لامارتین، ہسٹری

LAMARTINE
(HISTOIRE DELATURQUIE. PARIS-1854,VOL.2.PP,276-277)

دی لاتورکیہ، پیرس۔ جلد دوم ص ۲۷۶-۷۷ میں تحریر ہے کہ "وقت کے حالات پر نظر رکھتے ہوئے اور اُن کے معتقدین کی بے پناہ سپردگی کو دیکھتے ہوئے ایک مغربی مصنّف کہتا ہے:۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ انھوں نے ظہور میں آنے والے معجزات کی طاقت و قوّت کا دعویٰ نہیں کیا۔

اسلام زندگی اور اس کی ساری جدوجہد کو مثبت قرار دیتا ہے۔ بشرطیکہ انھیں ایمانداری، انصاف اور نیک نیّتی سے انجام دیا جائے۔ اسلام دین اور دنیا میں فرق پیدا کرنے والے تمام امتیازات کو مٹا دیتا ہے جو صدیوں سے رواج پا چکے ہیں[2]۔

---

[1] پندرہ روزہ "صراط مستقیم"، برمنگھم۔ ڈیوکے) [2] آج کے چند اسلامی مسائل۔ ص ۵۴۔

مسٹر سیل
MR. SELL

میں نے اپنی تحقیقات میں کوئی ثبوت ایسا ہرگز نہیں پایا جس سے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دعوائے رسالت پر شبہ ہو سکے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات پر مکر و فریب کا الزام لگایا جا سکے۔[۱]

جے ایچ ڈینیسن
G. H. DENISONS

اعتراف کرتے ہیں کہ پانچویں اور چھٹی صدی میں انسانی تہذیب تباہی کے دہانے پر کھڑی تھی۔ وہ قدیم جذباتی کلچر جنھوں نے تہذیب کو ممکن بنایا اور انسانوں کو اتحاد کے احساس سے روشناس کرایا تھا، اب ٹوٹ پھوٹ چکے۔ ایک ایسا خلا پیدا ہو چکا تھا جسے کسی طرح پُر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ وہ انسانی تہذیب جو گزشتہ چار ہزار برسوں میں تعمیر ہوئی تھی اب پارہ پارہ ہونے والی تھی اور بنی نوع انسان پھر سے وحشی بن رہی تھی۔ انسانیت کا اتحاد ٹوٹ پھوٹ گیا تھا اور فرقے و قبائل ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار تھے۔ اور قانون نام کی ہر شے کا وجود مٹ چکا تھا۔ عیسائیت نے جو نئی تشکیل کی تھی، وہ انسانیت کے لئے سودمند ثابت ہونے کے بجائے انسانی اتحاد اور نظم کو تباہ و برباد کر رہی تھی۔ انسانیت کا وہ عظیم چھتنا ور درخت جس کی چھاؤں پوری دنیا کو ڈھانپتی تھی، اب وہ مردہ ہو چکا تھا۔ گل سڑ چکا تھا۔ اس کی جڑیں تک کھوکھلی ہو چکی تھیں۔

عربوں میں ایک آدمی پیدا ہوا جس نے مشرق اور جنوب کی پوری معلوم

---

[۱] پندرہ روزہ "صراط مستقیم" برمنگھم (یو۔ کے۔)

دنیا متحد کردی ..... وہ انسان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے[1]

MR. VILLIAM D.
A french scholar

مسٹر ولیم ڈاؤ

ایک مشہور انگریز لکھتا ہے: "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ابنائے وطن نے جس طرح ان کے حقوق کے خلاف سرکشی کی وہ ایک ظالم حکمران کے لئے کافی وجہ جواز ہوسکتی تھی کہ وہ ان سب کو تباہ کردیتا۔ لیکن انھوں نے سب کو عام معافی دیدی اور اُن کے ساتھ اہانت اور استہزا کے جتنے برتاؤ کئے تھے سب پر خاک ڈالدی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ کمال جو فتح مکہ کے دن ظاہر ہوا اخلاق انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ ہے"[2]

DR. MARQUIS D.

ڈاکٹر مارکس ڈاؤز

فرماتے ہیں "کہ مجھے یقین ہے، اور ہر غیر متعصب شخص آسانی سے تسلیم کرے گا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب اور اصلاح جو قرآنی تعلیم سے وابستہ ہے تمام موجودہ مذاہب کے مقابلے میں بے حد ترقی یافتہ اور قابلِ قبول ہے"[3]

REV. STEPHEN

ریونڈ سٹیفنس

کہتے ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے میں جو سدھار ہوا اور جن برائیوں کی مذمت قرآن نے پُرزور الفاظ میں کی، وہ شراب خوری، زنا کاری، لڑکیوں کا

EMOTIONS THE BASES OF CIVILIZATION, LONDON 1928 P.

[1] الحسنات اردو ڈائجسٹ۔ نومبر سنہ ۱۹۸۰ء اور پندرہ روزہ صراط مستقیم۔ برمنگھم۔ دیو کے)

[2] اللطیف، خاص نمبر ص ۷۷ سنہ ۱۹۶۵ء

مارڈالنا، جوئے بازی، توہم پرستی، فال اور شگون دیکھنا اور جادو ٹونا وغیرہ، تعلیمات محمدیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ان کا خاتمہ ہوگیا۔ اور بعض میں کافی حد تک کمی آگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی سب سے بڑی کامیابی دختر کشی اور شراب نوشی کا کامل انسداد ہے۔[۱]

پروفیسر جان ولیم ڈریپر PROF. JOHN VILLIAM DRAPER

حضور اکرم صلعم کی عظیم شخصیت پر اپنی کتاب میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"تمام گزرے ہوئے بڑے لوگوں نے دنیا والوں پر اتنا اثر نہیں چھوڑا جتنا کہ محمد صلعم نے چھوڑا۔"[۲]

یورپ کی ذہنی و علمی تاریخ کے ضمن میں لکھتا ہے کہ:۔

"سنہ ۵۶۹ء میں جسٹی نین (JUSTINIAN) کی موت کے چار سال بعد سرزمین عرب کے شہر مکہ میں وہ شخص پیدا ہوا جس نے نسل انسانی پر سب سے زیادہ اثر ڈالا۔"[۳]

وہ مزید لکھتا ہے:۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں وہ صفات جمع ہوگئی تھیں، جنھوں نے ایک سے زائد بار سلطنتوں کی قسمت کا فیصلہ کیا ہے۔۔۔۔۔

انھوں نے مابعد الطبیعات کے بیکار مباحث میں پڑنے کے بجائے لافانی صداقتوں پر زور دیا، اور اپنے آپ کو صفائی، ستھرائی، سنجیدگی، روزے اور نماز کے ذریعے لوگوں کو سماجی ترقی کے لئے وقف کر دیا۔"[۴]

---

[۱] اللطیف، خاص نمبر، صـ ۷۷، سنہ ۱۹۶۵ء

[۲] JOHN WILLIAM DRAPER
A HISTORY OF THE INTRANTIONAL DEVELOPMENT OF THE EUROPE, LONDON

[۳] IBID. 1875. VOL. 1. (P. 229) [۴] IBID. (P. 330)

سر ولیم میور
SIR VILLIAM MUIR

کہتے ہیں کہ" رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کو اس خدائے برتر و توانا پر پورا بھروسہ اور اعتقاد تھا جس کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قوم عرب کی اصلاح وہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے ثبات کو سر مولغزش نہ ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم تنہائی اور مصیبت میں ایسے عالی پایہ اور جلیل الشان نظر آتے تھے کہ کتب مقدسہ سماویہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عدیل و تمثیل دکھائی نہیں دیتا اسلام میں پرہیز گاری کا ایسا درجہ موجود ہے جو کسی مذہب میں نہیں۔"

مزید تحریر ہے:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکامات جو بہت سادے ہیں، لیکن حیرت ناک اور عظیم الشان کام کر دکھایا ہے۔ انسانوں نے نہ کبھی اسلام جیسا روحانی زندگی کا عروج دیکھا تھا۔ اور نہ ایسا پختہ ایمان جس کی حمایت میں انسان اپنے آپ کو قربان کر دے۔

آگے چل کر لکھتا ہے کہ:۔

اسلامی تعلیم کے نتائج یہ ہوئے کہ اس نے ہمیشہ کے لئے توہمات کے سیاہ بادلوں کو دفع کر دیا۔ ہم فراخدلی سے اقرار کرتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابعین میں خدا کی توحید کا سچے دل سے اقرار موجود ہے۔ اسلامی تعلیم کے ذریعے اخلاقی نیکیوں میں اضافہ ہوا۔ ایمان کے دائرے کے اندر برادرانہ محبت کی تلقین کی گئی۔ یتیموں اور بیواؤں کی حفاظت، بیکسوں اور بے بسوں کی خاطرداری ہونے لگی۔ منشی چیزوں کی ممانعت ہوئی۔ غرض کہ اسلام ایسے اعلیٰ کردار پر فخر کرسکتا ہے۔

جس کی دوسرے مذاہب کو خبر تک نہیں۔[1]

آرلینڈاؤ

ORLENDAO

کے مطابق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے سب سے بڑا اور مشکل فریضہ یہ تھا کہ وہ اس طاقتور قبائلی نظام کو توڑ پھوڑ کر ختم کر دیں جو نہ صرف نہ ختم ہونے والی لڑائیوں کا ایک سرچشمہ تھا بلکہ یہ قبائلی نظام خدا کا شریک بن چکا تھا۔ اس کارنامے کے ساتھ انہیں اس قوم کو آفاقی قانون سے متعارف کرانا تھا جو لا قانونیت کی آخری حدود کو چھو چکی تھی۔ انھیں اس قوم کی تنظیم کرنی تھی جو قبائل میں بٹی ایک دوسرے کے خون کی پیاسی رہتی تھی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ظلم و شقاوت کی جگہ انسانیت کا علم بلند کرنا تھا۔ انتشار اور انا کی جگہ نظم و نسق کو بحال کرنا تھا۔ اور طاقت کی جگہ انصاف کا بول بالا کرنا تھا۔ اور جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتقال ہوا تو اسلام کی تکمیل ہو چکی تھی۔ اللہ کی وحدانیت پر ایمان رکھنے والا معاشرہ معرضِ وجود میں آ چکا تھا۔ روحانی اور مادی فتوحات کا ایک ایسا راستہ کھل چکا تھا جس کی مثال پوری انسانی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔[2]

مزید یہ کہ عیسائیت کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ صرف اور صرف اسلام کو اپنا حریف سمجھتی ہے۔ عیسائیت یہودیت کو اقلیت کا مذہب سمجھتے ہوئے اپنا حریف نہیں سمجھتی۔ جہاں تک بدھ مت اور ہندو مت کا تعلق ہے تو یورپ میں ان کا اثر و نفوذ کبھی نہیں رہا، بلکہ ایک طرح سے یورپ ان سے قطعی بیگانہ رہا ہے۔ پورا شمالی افریقہ مسلمان ہوا اور اسی طرح اسپین (آٹھ سو برس تک) اور تھوڑے عرصے کے لئے ہی سہی

---

[1] اللطیف۔ ویلور۔ ص ۷۷۔۷۸ ۱۳۸۵ھ

[2] ISLAM AND THE ARABS (1958)

سسلی بھی مسلمانوں کے قبضے میں رہا۔ اس کے علاوہ وہ سرزمین جہاں یہودیت اور عیسائیت نے جنم لیا تھا وہ بھی مسلمانوں کے ہاتھوں میں رہیں۔ اسی طرح قسطنطنیہ جو عیسائی سلطنت کا مشرقی مرکز تھا، مسلمانوں کے پاس چلا گیا۔

عیسائیوں نے ایک طویل عرصے تک جو صدیوں پر مشتمل ہے، قرآن، اسلام اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ہر نوع کے جارحانہ اور باطل حربے آزما کر دیکھ لئے۔ یقیناً اس میں عیسائیت کو کامیابی بھی ہوئی۔ مسلمان حکومتوں پر عیسائی مملکتوں کا نوآبادیاتی تسلط بھی قائم رہا، لیکن رُوحِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دبایا نہ جا سکا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شخصیت اور تعلیمات اتنی جاندار ہیں کہ پوری عیسائی دنیا کی جدّوجہد اور کوششوں کے باوجود اسے غیر مؤثر نہیں بنایا جا سکا اور بیسویں صدی میں مسلمانوں میں نشاۃِ ثانیہ کی تحریکوں نے پھر عیسائی دنیا کو متحیّر اور پریشان کر دیا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ گزشتہ کئی صدیوں میں مسلمان کتنے ہی مقہور، بے عمل اور ستم رسیدہ کیوں نہ رہے ہوں، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اُن کی تعلیمات کی اہمیت اور صداقت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات ہیں۔ اور دنیا اگر اپنے جھگڑوں سے نجات حاصل کر کے امن کا گہوارہ بننا چاہتی ہے تو پھر اسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات ہی پر عمل کرنا پڑے گا۔[۱]

مزید تحریر ہے:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو خدا کا تصوّر مسلمانوں اور بنی نوع انسان کو دیا ۔۔۔۔۔۔ وہ کیا ہے؟

---

[۱] خاتونِ مشرق۔ دِلّی۔ رحمۃ للعالمین نمبر۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بتایا کہ روزمرہ کی سماجی زندگی اور اعمال کے تمام پہلوؤں پر خدا کی بالادستی ہے۔ سماجی میل جول ہو، خاندانی تعلقات ہوں، سیاسی اعمال ہوں یا صحت کے مسائل، سب حکمِ خداوندی کے تحت آتے ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بتایا کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو پوری انسانیت کی فلاح کو اوّلیت دیتا ہے اور فرد ملّت کا ایک حصہ ہوتا ہے۔۔۔۔ اور ——— خدا رب العالمین ہے۔[۱]

فادر ولیم FATHER VILLIAM

کہتے ہیں اسلام امن کا مذہب ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے، یہ لوگ تاریخ سے بالکل ناواقف ہیں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے لوگوں کو یہ سبق دیا کہ دنیا کی تمام چیزیں تمہاری آقا نہیں بلکہ تم اُن کے آقا ہو۔ دنیاداری کو سب نے بُرا کہا ہے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیاداری اچھی ہے بشرطیکہ وہ اللہ کے احکام کے مطابق ہو۔[۲]

ونکلتا رتنام۔ مدراس VENKALTA RATNAM-MADRAS

کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے ساتھ اتنا احسان کیا ہے کہ دوسرے نے نہیں کیا۔[۳]

ای ڈرمنگھم E. DERMANGHAM

کے مطابق عرب بنیادی طور پر انارکسٹ اور انتشار پسند تھے۔ محمد

---

[۱] ISLAM AND THE ARABS (1958)

[۲] پندرہ روزہ "صراط مستقیم" برمنگھم۔ یو۔ کے، [۳] اسلام کی صداقت۔ صـ ۱۵۴

(صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ زبردست معجزہ کر دکھایا کہ انہیں متحد کر دیا۔ بلا شک وشبہ دنیا میں کوئی ایسا مذہبی رہنما نہیں ہوا جیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سچے اور وفادار پیروکار ملے ہوں۔

اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات نے عربوں کی زندگی بدل کر رکھ دی۔ اس سے پہلے طبقۂ اناث کو کبھی وہ احترام حاصل نہ ہوا، جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کے نتیجے میں ملا۔ جسم فروشی، عارضی شادیاں، اور آزادانہ محبت ممنوع قرار دیدئے۔ لونڈیاں اور کنیزیں جنھیں اس سے پہلے محض اپنے آقاؤں کی دلبستگی کا سامان سمجھا جاتا تھا وہ حقوق و مراعات سے نوازی گئیں۔ غلامی کا ادارہ بوجوہ اس دور میں باقی رہا، لیکن غلام کو آزاد کرنے والے کو سب سے بڑا نیکوکار قرار دیا گیا۔ غلاموں کے ساتھ برابری کا سلوک روا رکھا جانے لگا اور غلاموں نے دین اسلام کی تعلیمات سے فیض یاب ہو کر اعلیٰ ترین مناصب حاصل کئے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد گرامی ہے:-

"تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔ جس نے ایک غلام آزاد کیا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو گئی۔ اپنے غلام کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو۔ انھیں اپنے جیسا لباس پہناؤ، ان کی طاقت سے زیادہ کبھی ان سے کام نہ لو۔"

ایک موقع پر جب کسی نے بلال (رضی اللہ عنہ) کو "حبشی کا بچہ" کہہ کر پکارا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس شخص کو مخاطب کر کے کہا:

"تم میں ابھی دور جاہلیت کی خوبو پائی جاتی ہے۔"

جو کچھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کر دکھایا، اُسے سامنے رکھیں تو ہم اُن کی

عظیم ترین شخصیت کو خراج عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ قرآن کی تعلیمات کو سامنے رکھ لیجئے یا وہ خوبیاں جو سارے عالم میں مسلمہ سمجھی جاتی ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی قرآنی تعلیمات اور مسلمہ آفاقی سچائیوں کا جیتا جاگتا نمونہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی گفتار اور اعمال کے ذریعہ ان حدود سے تجاوز نہیں کیا۔[1]

مزید یہ یسوع مسیحؑ سے جب ایک متلاشی نے پوچھا کہ سیزر کے کارندے بھی اپنا ٹیکس طلب کرتے ہیں اور آپ بھی اپنی اطاعت کا حصہ مانگتے ہیں تو ہم کیا کریں۔

مسیحؑ سے منسوب جواب عہد نامۂ جدید میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"سیزر کا حصہ اور میرا حصہ مجھے دو"

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو دین لے کر آئے اور جن تعلیمات سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دُنیا کو سرفراز کیا، اُن میں سمجھوتے بازی اور منافقت سرے سے موجود نہیں ہے۔ اُن کا فرمان تھا:

"تمہارا جو کچھ ہے وہ تمہارے خدا کا ہے اور خدا کی بادشاہت میں کوئی دوسرا شریک نہیں"[2]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

خدا پر جو ایقان اور ایمان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تھا، اس کی مثال تاریخ پیش نہیں کرسکتی۔ واقعہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار مدینہ جاتے

---

[1] THE LIFE OF MOHAMMED (PUB.1930)

[2] خاتون مشرق۔ دلی۔ رحمۃ للعالمین نمبر۔

ہوئے ایک درخت کے نیچے لیٹ کر سو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ایک درخت پر لٹکا دی تھی۔ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی اور دیکھا کہ ایک اجنبی اپنی تلوار تانے چیخ رہا ہے: "کہو: اب تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟" "میرا خدا"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجنبی کے چہرے پر نگاہیں گاڑتے ہوئے بڑی نرمی سے جواب دیا: میرا خُدا۔

بدّو اجنبی اتنا حیرت زدہ اور ہراساں ہوا کہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی تلوار اُٹھائی اور اس آدمی کی طرف تلوار سونت کر پوچھا:

"اور کہو اب تمہیں کون بچائے گا؟"

"آہ ...... کوئی بھی نہیں" بدّو نے بے بسی سے جواب دیا۔

آپ نے تلوار پھینک دی اور فرمایا:

"سُنو ـــــ خدا سے رحم کھانا سیکھو۔ وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔"[1]

اسی مصنّف کا ایک اور بیان ہے:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس اعتبار سے دنیا کے واحد پیغمبر ہیں جن کی زندگی ایک کھُلی کتاب کی طرح ہے۔ اُن کی زندگی کا کوئی گوشہ چھپا ہوا نہیں، بلکہ مُنور اور روشن ہے۔

عقل سلیم سے عاری انسان ہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کسی بھی ذہنی بیماری کا الزام عائد کرتے ہیں۔ یہاں موازنہ نہیں بلکہ واقعہ اور حقیقت کا اظہار

LIFE OF MOHAMMED (1930) [1]

مقصود ہے کہ عہد نامہ قدیم کے پیغمبر کتنے جلالی اور مغضوب الغضب تھے۔ اور تو اور عہد نامہ جدید میں مسیح جیسے حلیم اور نرم دل کو بھی ہم غصّے اور طیش سے مغلوب ہوتے دیکھتے ہیں اور ایسی زبان بھی بولتے سُنتے ہیں جو شائستہ قرار نہیں دی جا سکتی۔

کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بڑے سے بڑا معترض کوئی ایسا ایک واقعہ بتا سکتا ہے ــــ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ پر غصّے اور طیش کو غالب کر لیا ہو۔ کیا کسی ایسے ایک واقعے کی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر شائستہ زبان استعمال کی ہو۔ کوئی معترض اور نقاد بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایسا واقعہ بیان نہیں کر سکتا۔ جب کسی مرض یا تکلیف کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی میدانِ جنگ یا زمانۂ امن میں کسی بیماری کے دورے کے زیر اثر آئے ہوں۔ کوئی ایسا واقعہ اُن کی زندگی میں ایسا نہیں جس سے اُن کی جسمانی یا ذہنی صحت کے علیل ہونے کا سُراغ ملتا ہو۔

اُن کی جسمانی اور ذہنی صحت قابلِ رشک تھی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں چالیس فوجی مہمیں روانہ کیں جن میں سے ایک اندازے کے مطابق تیس جنگوں میں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصّہ لیا۔ ہر جنگ میں جس فراست، جس شجاعت اور جنگی حکمت عملی اور مہارت کا ثبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فراہم کیا، کیا وہ کسی ایسے شخص کے لئے ممکن ہو سکتا ہے جو کسی بھی نوع کی ذہنی بیماری میں مبتلا ہو؟

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پاک، صحت مند اور توانا شخصیت کو بیمار کہنے والے دراصل خود ذہنی بیماری میں مبتلا ہیں۔ آنکھیں رکھنے والے ایسے لوگ ہیں جو سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی کچھ نہیں دیکھتے ۔ ۔ ۔ جان بوجھ کر اندھے بن جاتے

ہیں۔[1]

اسی مفکر کا بیان ہے:

آپ انسان تھے اُن سے بشری حیثیت سے غلط فیصلے ہو سکتے ہیں، لیکن انسان ہونے کی حیثیت سے بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا کوئی دعویٰ نہیں تھا۔ تبلیغ کے آغاز ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ تھا کہ یہ خدا کا مشن ہے جس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب کیا گیا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی اپنی کسی کامیابی کو اپنی ذاتی جدوجہد اور کاوش سے منسوب کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اپنی ہر کامیابی کو خدا کی عطا قرار دیتے تھے۔ اس لئے دنیا کا کوئی انسان بھی کس طرح ان کے مشن کو جعلی اور دنیاوی قرار دے سکتا ہے؟ قرآن ——— محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصنیف نہیں تھا۔ لوئی مسینیوں نے اپنی تحقیقی کاوش کا صحیح نتیجہ اخذ کیا تھا:

"قرآن، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصنیف ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ یکدم ربانی ہے"

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود فرماتے تھے کہ خدا کے بغیر وہ اکیلے، تنہا اور کمزور ہیں"

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دینیات کے ماہر نہیں ہیں جو مقدس جوہر پر غور و فکر کرتے ملتے ہوں"

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو روحِ الٰہی سے سرشار ہیں اور خدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حقیقتِ اولیٰ و اُخروی ہے"[2]

---

[1] خاتون مشرق دھلی۔ رحمتہ للعالمین نمبر صفحہ ۵۶-۵۷

[2] THE LIFE OF MOHAMMED (PUB. 1930)

مزید کہتا ہے:

مدینے کی طرف ہجرت سے پہلے مکے کے باسی مسلمانوں نے بہ امرِ مجبوری اپنی املاک اور مکان آدنے پونے بیچ دیتے تھے اور جو ایسا نہ کر سکے اُن کے ہجرت کرنے کے بعد ابو سفیان نے اُن کے گھر اور املاک ضبط کرلی تھیں۔ مکے کی فتح کے بعد جب مسلمان فاتح بن کر مکّے میں داخل ہوئے تو محمد (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) نے ایک ایسا فیصلہ دیا جو انسانی تاریخ میں اپنی نوعیت کا واحد فیصلہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے سے ہجرت کر جانے والے مسلمانوں کو ہدایت کی کہ وہ جن گھروں کو مجبوری کی حالت میں آدنے پونے اہل مکہ کے پاس بیچ گئے تھے، یا اُن کے بعد مکے کے لوگوں نے اُن پر قبضہ کر لیا ہے، اُس کی ملکیت کا دعویٰ نہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وعدہ کرتا ہوں کہ اُن مکانوں کے بدلے آپ کو جنت میں گھر ملیں گے[۱]

لارڈ برٹن: LORD BURTEN

"میں کثیر مطالعے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک انسان کامل تھے۔ اور انھوں نے انسانیت کی بقا اور نجات کے لئے بڑے ہی کارہائے عظیم انجام دئے ہیں۔ اور میں ان کے اخلاق حسنہ سے بے حد متاثر ہوا۔[۲]

سادھو ٹی ایل ووسوانی T. L. WASWANI

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک عظیم الشان ہستی تھی۔ ان کی تمام عمر لوگوں

---

[۱] THE LIFE OF MOHAMMED (PUB.1930)

[۲] اللطیف۔ ویلور۔ بحوالہ "دین و دنیا" دھلی۔

کو ہدایت دینے میں گزری۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرائض میں کوتاہی نہیں کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے دختر کشی بھی ختم ہوگئی اور ام الخبائث کا بھی خاتمہ ہوگیا۔[۱]

اے گیلیوم
A. GALLIUM

کہتے ہیں تاریخ انسانی میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مقام سب سے بلند اور منفرد ہے۔ ان کی عظیم ترین فتح یہ ہے کہ انھوں نے انسانوں کو یہ عقیدہ تسلیم کرنے پر راضی کیا کہ خدا ایک ہے اور مسلمانوں کی ایک اُمّت ہے۔

ایک عظیم مدبّر اور سیاستدان کی حیثیت سے اُن کے جوہر انتہائی پیچیدہ اور مشکل مسائل کی گتھیاں سلجھاتے ہوئے کھلتے ہیں۔ فوج، طاقتور قبائل، قبائلی دستے اور قبائلی مزاج کے باوجود عربوں کے لئے یہ ممکن ہی نہ تھا کہ وہ متحد ہو سکیں، جب کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی تبلیغ اور تعلیمات سے اُنھیں متحد کر کے دکھا دیا۔[۲]

والٹیر
WALTZ'ER

جو ابتدا میں اسلام کے کٹّر مخالفین میں تھا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر حقارت سے طنز کیا کرتا تھا۔ مذہب، فلسفہ اور تاریخ کے بہ رسال مطالعے کے بعد بڑی بیباکی کے ساتھ کہتا ہے کہ:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب عیسائیت سے یقینی طور پر برتر و اعلیٰ تھا۔

---

[۱] پندرہ روزہ "صراط مستقیم"، برمنگھم۔ (یو کے) [۲] (ISLAM (PUB . 1963)

انھوں نے نہ تو عیسائیوں کو کافر ٹھہرایا ہے اور نہ ہی یہ کہا کہ ایک خدا تین تھا اور تین خدا ایک تھے۔ ان کے عقیدے کا واحد ستون "ایک خدا" تھا۔ اسلام کی بقا اس کے بانی کے احکام اور اس کی جرأت و شرافت کی مرہون منّت ہے۔ جب کہ عیسائیوں نے تلوار کے ذریعہ اپنے مذہب کو دوسروں پر زبردستی مسلّط کیا۔ خدایا! کاش یورپ کے تمام اقوام مسلمانوں کو اپنا نمونہ بنائیں۔

مارٹن لوتھر، والٹیر، کی پسندیدہ شخصیتوں میں سے ایک تھا، اس کے باوجود اس کے متعلق والٹیر لکھتا ہے:

لوتھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جوتیوں کی ڈوریاں کھولنے کا بھی اہل نہ تھا۔ اللہ کا یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف سیرت و کردار اور نیکی و صفات حسنہ کا اعلیٰ ترین نمونہ تھا۔ بلکہ عظیم شخصیتوں کا پیشوا بھی تھا۔ ایک دانشمند قانون ساز، ایک حاکم، ایک مقدّس پیغمبر اور ایک عظیم انقلابی جس کا مثل دنیا نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔[1]

مزید کہتا ہے: اس سے بڑا انسان ــــ انسانیت نواز ــــ دنیا کبھی پیدا نہ کر سکے گی۔[2]

آرنلڈ ٹوائن بی
ARNALD TOYNBEE

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسلام کے ذریعے انسانوں میں رنگ اور نسل اور طبقاتی انتظام کا یکسر خاتمہ کر دیا۔ کسی مذہب نے اس سے بڑی

---

[1] آج کے چند اسلامی مسائل۔ ص ۶۰-۶۱
[2] PHYLOSOPHICAL DICTIONERY.

کامیابی حاصل نہیں کی جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کو نصیب ہوئی۔ آج کی دنیا جس ضرورت کے لئے رو رہی ہے، اسے صرف اور مساواتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہی پورا کیا جا سکتا ہے[1]۔

ڈاکٹر اسپرنگر

DR. SPRINGS

سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت تیز فہم، عقیل، صائب الرائے اور اعلیٰ خاندان تھے[2]

جے ڈیونپورٹ

J. DEVEON PORT

فرماتے ہیں. ایسا کوئی ثبوت، شہادت اور اشارہ تک نہیں ملتا جس سے یہ کہا جا سکے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی کسی موقع پر اپنے دعوے کی تصدیق کے لئے کوئی فریب یا نام نہاد معجزہ دکھایا ہو۔ اپنے دین اور مذہب کے نفاذ کے لئے انہوں نے کوئی غلط حربہ استعمال نہیں کیا۔ اس کے برعکس اس علم پر پورا انحصار کیا جو انہیں خدا کی طرف سے ودیعت ہوا تھا۔ اور پھر ان کا خلوص جو صداقت الٰہی پر استوار تھا۔ اپنے مذہب اور دین کی صداقت پر خلوص اور ایقان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سب سے بڑی متاع تھی۔ اس پر خلوص دینی صداقت کا اظہار ان کے ہر عمل میں ظاہر ہوا اور زندگی کے ہر مرحلے میں وہ اسی دینی صداقت کا مظہر بنے رہے۔

---

[1] CIVILIZATION ON TRIAL (1948)

[2] رسالہ جمیل۔ مظفر نگر۔ (یو۔پی)

اور پھر یوں اسلام نے بُت پرستی کی جڑیں اکھاڑ دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں مستحکم ہوا۔ اسلام کی اشاعت میں جہاں اُن کی جنگی صلاحیتوں کا بڑا دخل تھا، وہاں ایک مُصلح اور حکمران کی حیثیت سے بھی انہوں نے حقیقی معنوں میں اسلام کو فروغ دیا۔ ایک ایسا انقلاب آیا کہ قدیم عرب کی ہر رسم بدل گئی۔ انتقام اور بدلے کی جگہ عدل و انصاف نے لے لی۔ کسی مُلزم کو اپنی صفائی پیش کیئے بغیر کوئی سزا دی نہیں جا سکتی۔ عرب جیسے ملک میں یہ انقلاب دراصل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حقیقی معجزہ تھا۔[۱]

لامارتان (فرانسیسی عالم) LAMARTINE

کے مطابق پوری انسانی تاریخ میں یہ مثال نہیں ملتی کہ کسی انسان نے دانستہ یا نادانستہ طور پر اپنے آپ کو ایک مقصد کے لیئے رضا کارانہ یا غیر رضا کارانہ طور پر وقف کر دیا ہو۔ یہ مشن کیا تھا؟ اوہام کا خاتمہ جو انسان اور اس کے خالق کے مابین حائل ہیں۔ یہ مشن تھا خدا اور اُس کے بندے کے درمیان گم شدہ رشتے کی بحالی۔ اُن انسانوں کو خدا کی طرف لانا جو بدہیئت اور کریہہ شکل بتوں کے آگے سر جھکاتے ہوئے اپنے حقیقی خالق کو فراموش کر چکے تھے۔ یہ مشن تھا جہالت کا خاتمہ اور عقلیت اور علم کی سُرخروئی کا۔

انسان کو جو ذرائع اور وسائل مہیا کیئے گئے ہیں وہ بہت کمزور اور ناپائیدار ہوتے ہیں۔ اسی لیئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے کسی انسان نے ایسے عظیم الشّان اور ناممکن فریضے کی انجام دہی کا بیڑا نہیں اٹھایا تھا۔ لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

---

[۱] APPOLOGY FOR MOHAMMAD AND ISLAM.

نے اس کا بیڑا بھی اٹھایا اور اُسے پورا بھی کر دکھایا۔ اپنی اس جدوجہد میں اُنہوں نے جو قوت استعمال کی وہ بیرونی اور خارجی نہیں تھی بلکہ اپنی پوری ذات اس میں صرف کر دی۔ وہ ذات جو خداوند ذوالجلال کی تجلیوں سے منوّر تھی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فلسفی، خطیب، مُبلّغ، قانون ساز، شجاع، بہادر، خیالات وافکار کے فاتح بھی تھے۔ اور اُنھوں نے قوانین خداوندی بھی بحال کئے۔ وہ ایک ایسی عظیم الشّان روحانی سلطنت کے بانی تھے جو ابدالآباد تک قائم رہے گی۔

وہ تمام پیمانے اور معیار جن سے ہم کسی انسان کی عظمت کا اندازہ لگاتے ہیں ------ اُنہیں بروئے کار لاکر بتائیے ------ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی عظیم تر تھا؟[1]

G. W. LEITZ

جی ڈبلیو لائٹز

فرماتے ہیں دنیا میں بہت سے مذاہب آئے جو اپنی شکل کھو چکے ہیں۔ ان کی تعلیمات نیست و نابود ہو چکی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو مذہب لے کر آئے اس کی تعلیمات کب تک باقی رہیں گی۔

اس سوال کے جواب کے لئے ہمیں صرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شخصیت کو سامنے رکھنا ہوگا۔ اگر یہ شخصیت اپنے قول وفعل کے اعتبار سے ہر دور میں قابل قبول ہے تو پھر اس شخصیت کے ذریعے دنیا میں جو مذہب آیا اس کی تعلیمات بھی جاری وساری رہیں گی اور اگر یہ شخصیت کسی دور میں ناقابلِ قبول

---

[1] ماہنامہ "کبریٰ"، دہلے۔ ۱۹۸۸ء

تسلیم کی جا سکتی ہے تو پھر اس کی تعلیمات کا بھی یہی انجام ہوگا۔

اور حقیقت یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شخصیت اور ذات میں ایک ایسی کشش اور جاذبیت ہے جو کسی دور میں کم نہ ہوگی، بلکہ اس کشش اور جاذبیت میں بنی نوع انسان کے لئے اضافہ ہوتا چلا جائیگا۔[۱]

مزید تحریر فرماتے ہیں:

اگر سچے نبی میں ان علامتوں کا پایا جانا ضروری ہے کہ وہ ایثارِ نفس اور اخلاص نیّت کی جیتی جاگتی تصویر ہو، اور اپنے نصب العین میں یہاں تک محو ہو کہ طرح طرح کی سختیاں جھیلے، انواع و اقسام کی صعوبتیں برداشت کرے، لیکن اپنے مقصد کی تکمیل سے باز نہ آئے، ابنائے جنس کی غلطیوں کو فوراً معلوم کرلے اور ان کی اصلاح کے لئے اعلیٰ درجہ کی دانشمندانہ تدابیر سوچے اور ان تدابیر کو قوت سے فعل میں لائے تو میں نہایت عاجزی سے اس بات کے اقرار کرنے پر مجبور ہوں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے سچے نبی تھے اور ان پر وحی نازل ہوتی تھی۔[۲]

ڈاکٹر ہیرا لال چوپڑہ

DR. HIRA LAL CHOPRA

Ex-Professor of Calcutta University,

(کلکتہ یونیورسٹی کے سابق استاذ تاریخ (۱۹۰۵ء تا ۱۹۷۸ء) اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:-)

جدید تاریخ آزادی، مساوات اور اُخوّت کو فرانسیسی انقلاب کا نتیجہ قرار

۱ـ MOHAMMADANISM RELIGIOUS SYSTEMS OF THE WORLD (1908)

۲ـ از اخبار اہلسنت والجماعت۔ امرتسر۔ ۱۲ جون ۱۹۲۷ء

دیتی ہے۔ مگر پہلا شخص جس نے اس کا اعلان کیا وہ اسلام کے پیغمبر تھے۔ جو چودہ سو سال پہلے پیدا ہوئے۔[1]

HEROES AND HERO WORSHIP

کتاب ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ سے: (HEROES AND HERO WORSHIP)

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رحم و کرم کی جان تھے اور اس کا اثر ان کے آس پاس کے ------ لوگوں نے ایسا قبول کیا کہ پھر اُسے فراموش نہ کر سکے۔[2]

شواک

SHWAK

کے مطابق اسلام توازن کا مذہب ہے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت (حیات) توازن کا بہترین نمونہ تھی۔[3]

کملا دیوی

KAMLA DEVI

کہتی ہیں آپ مہا سُندر رِشی ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مالا جپتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی مٹی ہوئی عزت کو بچالیا اور اس کے حقوق تسلیم کئے۔[4]

پنڈت کرشن کنور دت شرما

PANDIT KRISHN KANWAR DAT SHARMA

فرماتے ہیں " انسانیت کا وہ مظہر اتم! جس کی انسانیت کے سامنے فرشتوں کی گردنیں جھک گئیں۔ وہ جلیل القدر پیغمبر! جس کا اُسوہ حسنہ کائنات کے لئے ہر شعبہ

---

[1] ILLUSTRATED WEEKLY OF INDIA . (APRIL,15.1973)

[2] آج کے چند اسلامی مسائل۔ صـ ۵۵

[3] ماہنامہ "مشرقی دلہن" نئی دہلی۔ صـ ۶۱ فروری سنہ ۱۹۹۱ء بحوالہ UNDER STANDING ISLAM

[4] بحوالہ "دارالامان"، دہلی۔ جولائی سنہ ۱۹۳۲ء

عمل میں تقلید کا ایک بہترین اور افضل ترین بن گیا۔"[1]

بابو جگل کشور کھنہ

BABU JUGAL KISHORE KHANNA

کے مطابق "غلاموں کے خلاف سب سے پہلے آواز حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بلند کی اور غلاموں کے بارے میں ایسے احکام جاری کئے کہ ان کے حقوق بھائیوں کے برابر کر دئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استریوں (عورتوں) کے درجے کو بلند کر دیا، سود کو قطعاً حرام کر کے سرمایہ داری کی جڑ پر کلہاڑا مارا۔ مساوات کی طرف ایسا عملی اقدام کیا کہ اس سے قبل دنیا اس سے بالکل ناآشنا و ناواقف تھی۔"[2]

کرنل ڈونالڈ راک ویل

COL. DONALD LOCKWELL

Ex-Colnol of American military

امریکی فوج کے سابق کرنل، ان کے ایک انگریزی مقالے سے

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مقدس زندگی کے مطالعے اور اس سے متعلق علماء اسلام سے تبادلۂ خیالات کے دوران، میں جس نتیجے پر پہنچا وہ یہ تھا: کہ اسلام کی دعوت دینے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم عربی کی کوئی ذاتی غرض شامل نہیں تھی۔ اسلام کا مقصد ایک ایسے انسانی سماج کا قیام ہے جس میں

---

[1] اردو روزنامہ رہنمائے دکن، جلد ۳۷، شمارہ ۳۲۰ ۔ ۲۶ نومبر ۱۹۸۵ء

[2] بحوالۂ رسالہ مولوی، دہلی۔ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ

ظلم وناانصافی، نیز عدم مساوات اور عدم رواداری کا کوئی وجود باقی نہ رہے۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام کی تعلیمات پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی کے بعض واقعات خصوصیت کے ساتھ اسلام پر میرے ایمان کو پختہ بنانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی دعوت ترک کر دینے کے لئے سرداری کے منصب، اور دولت کا لالچ دیا تھا تو اس پیشکش کو مسترد کر دینا کسی معمولی درجے کے انسان کا کام نہیں تھا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ کی اذیتوں کی بدولت ترک وطن پر مجبور ہونے کے باوجود آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُن کے لئے بد دعا نہیں فرمائی تھی۔ اور ہجرت کے بعد فتح مکہ کے یقین کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف امن قائم رکھنے اور خونریزی سے بچنے کے مقصد سے ایک سال کے لئے مکے میں داخلے کو ملتوی فرمایا تھا۔ یہ واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند کردار اور رسالت کا ثبوت ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بات پر اصرار کرنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا ایک بندہ ماننے کے بعد اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کیا جائے، حق کے ہر متلاشی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوئے رسالت کی تصدیق کرنے کے لئے کافی ہے[1]

SAMUEL N. & WILLIAM A. DAVID

سیموئل نسنس اور ولیم اے، ڈیوڈ

تحریر کرتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کے گمراہ

---

[1] ماہنامہ "دین و دنیا"، دہلی۔ مارچ ۱۹۶۶ء۔ صفحہ ۳۹-۴۰۔

انسانوں کو سیدھی راہ دکھائی، انسانی عقل کو اوہام کی زنجیروں سے آزاد کرایا، بنی نوع بشر کو ہر قسم کی غلامی سے نجات دلائی اور انسانوں کے درمیان کامل مساوات قائم کی۔

عرب میں قریش کے قبیلے کی سرداری مسلّم تھی۔ قبیلے کا سب سے زیادہ باعزت خاندان ہاشمیوں کا تھا۔ اس خاندان کے ایک بزرگ عبدالمطلب کے دس بیٹے تھے، سب سے چھوٹے عبداللہ تھے، اُن کی شادی حضرت آمنہ سے ہوئی، چند ماہ بعد عبداللہ کا انتقال ہو گیا، آمنہ بیوہ ہو گئیں۔ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو پیر کے دن ان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا گیا۔

باپ کا انتقال پیدائش سے پہلے ہو گیا تھا۔ چھ برس کے ہوئے تو والدہ بھی دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ ایک برس بعد دادا بھی فوت ہو گئے اور چچا ابو طالب نے پرورش اپنے ذمے لی۔ اس یتیمی اور کس مپرسی میں پرورش پانے والا بچہ آگے چل کر ساری دنیا کا ہادیٔ اعظم ثابت ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچپن ہی سے صابر و شاکر، نیک دل، پاکیزہ اخلاق، صادق اور امین تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بت پرستی سے نفرت تھی۔ مکے کے قریب غارِ حرا میں جا کر خدائے واحد کی عبادت کرتے، چالیس برس کے ہوئے تو خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی دن سے تبلیغ شروع کر دی۔ قریش نے سخت مخالفت کی، بڑی بڑی تکلیفیں دیں۔ جن سعید فطرت لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اُن کو بھی بڑی بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

تکلیفوں کا دور بہت لمبا ہو گیا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا پیغام

پہنچانے میں مصروف رہے۔ آخر مدینے کو ہجرت اختیار کی، پھر مکّے والوں سے کئی لڑائیاں ہوئیں، بدر، اُحد وغیرہ میں مسلمانوں کو جنگ آزما ہونا پڑا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہزار صحابہؓ کو لے کر کشت و خون کے بغیر مکّے پر قبضہ کرلیا۔ اس فتح کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکّہ کے تمام مظالم فراموش کر دیے اور اُن کو عفو عام کے سایے تلے پناہ دیدی جس سے متاثر ہو کر وہ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے۔

ہجرت کے دسویں سال رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کیا، اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ اسلام کی تعلیم کا مغز اور خلاصہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام مساوات انسانی کی تلقین فرمائی، صرف اچھّے ذاتی اعمال کو آدمی کی بڑائی کا معیار قرار دیا، عورتوں اور غلاموں کے حقوق مردوں اور آزادوں کے برابر قرار دئے۔ خدا پرستی، عبادت، صوم و صلوٰۃ کی نصیحت کی ایسے انداز سے ہر بات واضح طور پر بتائی کہ بعض لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہ وصیّت ہے اور اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہونے کا وقت قریب ہے۔

حج سے کوئی دو مہینے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے۔ تیرہ ۱۳ دن بخار میں مبتلا رہے اور ۲۷ مئی ۶۳۲ء کو تقریباً تریسٹھ ۶۳ برس کی عمر میں اپنا عظیم الشّان کام مکمل کر کے اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہو گئے۔

یہ اُس عظیم الشّان انسان کے حالات ہیں، جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ مسلمانوں کے لئے قابل تقلید ہے اور جس کی ہدایت سے بہرہ مند ہو کر مسلمانوں نے دنیا میں بڑی بڑی حکومتیں قائم کیں، علوم و فنون کی خدمت کی، تہذیب و تمدن کے جھنڈے گاڑے اور ساری دنیا کے قوموں کے لئے

برکات کا موجب بنے۔

داؤد آفندی مجاعض

DAOOD AFANDI MUJAEZ

A famous christian writer

ایک نامور عیسائی اہل قلم لکھتے ہیں۔ دنیا کا عظیم ترین اور سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے صرف دس سال کی قلیل مدّت میں ایک محکم دین اور اعلیٰ درجہ کا فلسفۂ طریق معاشرت اور قوانین وضع کیے۔ قانون جنگ کی کایا پلٹ دی اور ایک ایسی قوم و سلطنت بنا دی کہ وہ عرصۂ دراز اور مدّت مزید تک دنیا پر حکمراں رہی اور آج تک زمانے کے ساتھ دے رہی ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ وہ شخص باوجود ایسے عظیم ترین اور بے مثل کام کرنے کے محض ناخواندہ اور اُمّی تھے۔ وہ مرد گرامی اجلّ اعظم "محمدؐ" بن عبداللہ بن عبدالمطلب قریشی عربی مسلمانوں کے نبی ہیں۔"

نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عظیم الشّان کام اور مقصد کی تمام ضرورتیں فراہم کر دی ہیں جن کی وجہ سے اُن کی اُمّت اور پیروؤں کو اور اس سلطنت کو جس کا سنگ بنیاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ممدوح نے رکھا تھا دنیا قائم ودائم رہنے اور پھلنے اور پھولنے کے اسباب نہایت وفور کے ساتھ میسّر ہوتے۔ کیونکہ اگر ایک مسلمان تمام باتوں سے قطع نظر کرکے اور اس کے اقوال کو چھوڑ کر فقط قرآن اور حدیث ہی کا مطالعہ اور اُن کے احکام ہدایات کی سچّی پابندی کرے تو اُسے اپنے دین اور دنیا کے تمام اہم امور اُنھیں میں مل جاتے ہیں اور وہ اپنی دونوں حالتوں کو بخوبی سُدھار سکتا ہے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) موصوف

لہ سَو بڑے آدمی، مترجم مولانا عبدالمجید سالک۔ ص۹ تا ۱۱

نے مسلمانوں کے لئے ایک کانفرس بھی مقرر کر دی جس کا سالانہ اجلاس ہر سال مکہ (مکرمہ) میں ہوا کرتا ہے۔ حج کا صرف اسی پر فرض کیا جانا جس کو سواری اور سامان سفر کی استطاعت ہے۔ اور غیر مستطیع کے ذمے سے حج کو اُتار دینا یہ معنی رکھتا ہے کہ قوم کے مالدار اور ممتاز افراد سالانہ ایک جگہ مجتمع ہو کر اپنی سوسائٹی کے معاملات پر بحث اور اس کے سیاسی، مجلسی اور باہمی اعانت و ہمدردی کے خیالات کو تازہ کریں۔ نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مسلمانوں پر زکوٰۃ فرض کر کے دریوزہ گری کا دفعیہ کر دیا ہے۔ اگر مسلمان اس صدقہ کو مفروضہ پابندی سے ادا کرتے رہیں تو قوم میں محتاجوں کا کہیں وجود ہی نہ رہے۔

قرآن کا عربی زبان میں ہونا اور مسلمان پر اس کو عربی زبان ہی میں سمجھنے کی پابندی سے اس عظیم الشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی ایک جامع زبان مقرر کر دی ہے، کیونکہ اگرچہ تمام مسلمانوں پر خود براہ راست عربی زبان حاصل کر کے قرآن کی فہم کا حصول لازم نہیں۔ لیکن علماء اور مجتہد اماموں پر تو ضرور واجب ہے، اور اسی وجوب کو مسلمانوں کے لئے ایک عام زبان مقرر کرنے کا ذریعہ تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر افضل ہونے کا ذریعہ صرف پاکبازی اور خدا ترسی کو قرار دیکر افراد قوم کے لئے ترقی کرنے اور نام آور ہونے کا راستہ بنا دیا، اسلام کی حکومت اصل میں جمہوری حکومت تھی، مسلمان اپنے حاکم اور سردار کو خود ہی چن لیا کرتے تھے جس کو خلیفہ کہتے ہیں۔ کچھ عرصے تک مسلمان اس طریقہ کی پیروی کرتے رہے چنانچہ خلافت کی بیعت اسی حاکم کا انتخاب کا ایک رمز اور جمہوری حکومت کا ایک نشان ہے۔

نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ کہہ کر کہ کسی عرب کو غیر عرب پر اور غیر عرب کو عرب پر کوئی فضیلت نہیں، غیر عرب آدمیوں کے لئے قبول اسلام میں آسانی پیدا کردی، اور یہ ارشاد کرکے کہ "تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے" اور جو شخص کنبۂ الٰہی کو زیادہ نفع پہنچائے وہی خدا کا پیارا ہے" غیر مسلم اقوام کے لئے اسلامی ممالک اور حکومتوں میں بآرام زندگی بسر کرنیکا سامان کردیا۔

نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انسان کی خانگی زندگی پر بھی گہری نظر ڈالی، اور شادی بیاہ کے معاملات، نسل بڑھانے اور ترکہ و میراث تقسیم کرنیکی ہدایتیں مرتب کیں اور عورت کی شان بڑھادی۔ معاملات دنیوی پر نظر فرما کر لوگوں کے کاروبار اور قصوں اور قضیوں کے فیصل کرنے کے قوانین وضع کیئے اور حکمرانی کے آئین بنائے، انھوں نے سلطنت کے مالی صیغہ کو بھی نامکمل نہیں چھوڑا، اور اس غرض سے بیت المال (خزانۂ عامرہ) کے قوانین وضع کیے۔

علم کی طرف ان کی توجّہ بہت زیادہ میذول تھی، انھوں نے علم و حکمت کو مومن کا گم شدہ مال قرار دیا اور مسلمانوں کو ہدایت کی کہ علم ضرور طلب کریں خواہ اس کے لیۓ انھیں اقصائے مشرق کا سفر ہی کیوں نہ کرنا پڑے، اسی ہدایت کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں نے علم و ہنر کی ہر شاخ سے خوشہ چینی کی اور قصر علم و کمال کا کوئی دروازہ ایسا نہیں چھوڑا جس کو انھوں نے نہ کھولا ہو۔ مسلمانوں کے ایام عروج میں علم کو جو فروغ حاصل ہوا ہے دنیا اور دنیا کی تاریخ اس کی شاہد ہے اور رہے گی۔

پس کیا جس شخص نے یہ تمام کام کیئے وہ دنیا کا اعظم ترین انسان نہیں ہے؟
ہے، اور بے شک ہے[1]

---

[1] از مشرق، گورکھپور۔ مورخہ ۸ر دسمبر ۱۹۲۷ء بحوالہ۔ (از اخبار عربی)

لالہ لاجپت رائے LALA LAJPAT RAI

اعتراف کرتے ہیں مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامّل نہیں کہ میرے دل میں پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے نہایت عزت ہے۔ میری رائے میں ہادیانِ دین اور رہبرانِ بنی نوع انسان میں ان کا درجہ بہت اعلیٰ ہے۔[۱]

ڈاکٹر گیٹو ویل DR. GATWELL

کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فیاضی غیر محدود تھی۔ قوم کی فکر میں ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبتلا رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بے شمار تحائف آتے تھے۔ لیکن وصال کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزیں چھوڑیں۔ ان کو وہ مسلمانوں کا حق سمجھتے تھے۔ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مال میں میراث نہیں ہے۔[۲]

رومن صاحب ROMAN SAHAB

لکھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فقط صاحب علم ہی نہ تھے بلکہ صاحب عمل بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعمال کے نمونے سے اُمت کو عمل کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ جیسی انسانیت اور مروّت مسلمانوں میں ہے، وہ شاذ و نادر ہی کسی قوم میں پائی جاتی ہے۔[۳]

---

[۱] اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں۔ ص ۱۵۶ [۲] اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں۔ ص ۱۶۶ [۳] بحوالہ تذکرۃ المسیح۔

مسٹر بائڈ انجنیر

MR. BIDE ENGINEER

(اسکاٹ لینڈ) المعروف بہ شیخ غلام محمد صاحب نومسلم۔ جس کو صاحب موصوف نے بتاریخ ۲۹ ماہ اگست ۱۹۰۹ء بوقت ۷ بجے صبح بمقام محمڈن وکٹوریہ ہال چھاؤنی فیروز پور، بصدارت جناب شیخ رکن الدین صاحب۔ ایم۔ اے۔ ڈسٹرکٹ جج بہادر فیروز پور بزبان انگریزی بیان فرمایا تھا، اس کا اقتباس:

بعض کوتاہ اندیشوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی پر کچھ الزامات بھی لگائے ہیں اور کثرت ازدواج کی بنا پر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو شہوت پرست ٹھہرایا۔ لیکن تاریخ کے مطالعے سے اس الزام کی خود بخود تردید ہو جاتی ہے۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت ازدواج کو شہوت نفسانیہ کی بنا پر روا نہیں رکھا تھا۔ بلکہ ہمدردیٔ اسلام اس امر کی مقتضی تھی کہ ان بیکس اور بیوہ عورتوں کی خبرگیری کی جاتی جن کے خاوند غزوات دین میں شہید ہو چکے تھے اور صرف نکاح کرنے کی صورت میں اُن کی بہتر خبرگیری ہو سکتی تھی۔

اسلام کے دشمن کہتے ہیں کہ اسلام نے محض تلوار کے ساتھ ہیں اشاعت پائی ہے۔ لیکن تاریخ کے صحیح مطالعے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان تمام غزوات اور لڑائیوں کا اصلی سبب اشاعت اسلام کا جوش تھا۔ بلکہ ان سے غرض مدافعت یا انتظام یا مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت تھی۔ مخالفین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سفاکی اور خونریزی کا الزام لگاتے ہیں خود اپنے گھر کی طرف دیکھیں اور ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ جس قدر خونریزی اور سفاکی عیسائیوں سے ظہور میں آئی اس کی نظیر اور کہیں نہیں ملتی۔ مخالفینِ اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کذب و افتراء کی تہمت لگاتے ہیں۔[1]

---

[1] "اسلام اور عیسائیت" صفحہ ۱۶۔ ناشر صدیقی ٹرسٹ۔ کراچی۔

ڈاکٹر رادھا کرشنن

DR. RADHA KRISHNA

سابق صدر ہند آنجہانی نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ، جب تک مسلمانوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کی اور وہ سادہ زندگی گزاری اور اعلیٰ قدروں کے پیرو کار رہے تب تک وہ دنیا میں سرخرو رہے۔ لیکن مسلمان جب برسر اقتدار ہوئے تو انھوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو بھلا ڈالیں اور اس کے بجائے شاہانہ زندگی بسر کرنے لگے اور ادنیٰ خیالات کے مالک بن بیٹھے۔ اسی وجہ سے مسلمانوں کی شان و شوکت کا زوال پیدا ہوا۔[۱]

مسز سروجنی نائیڈو

MR. SAROJNI NAIDU

The nightingale of India

نے لندن کی ایک تقریر میں کہا تھا کہ: "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جس مذہب کی تبلیغ کے لئے مبعوث کیا گیا تھا۔ بے تعصبی اُس کا ایک سب سے زیادہ واضح پہلو تھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اہل وطن نے سسلی پر حکومت کی اور مسیحی اسپین پر سات سو برس سے زیادہ عرصے تک قابض رہے۔ لیکن انھوں نے کسی بھی حالت میں رعایا کے حق عبادت و پرستش میں دست اندازی نہیں کی وہ عیسائیت کا احترام اسی لئے کرتے تھے کہ قرآنِ کریم انہیں غیر مسلموں سے رواداری کا برتاؤ کرنا سکھاتا ہے۔"[۲]

پنڈت سندر لال

PANDIT SUNDER LAL

اپنی کتاب۔ محمدؐ اور اسلام، میں رقمطراز ہیں۔" جن لوگوں نے شروع سے ابتک

---

[۱] آج کے چند اسلامی مسائل، ص۱۴۳ ناشر فاسن چیریٹیبل ٹرسٹ۔ مدراس۔ [۲] الحسنات، اسلامی اردو ڈائجسٹ۔ رام پور۔ قبول اسلام نمبر۔ فروری ۱۹۸۲ء

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اتنی تکلیفیں پہنچائی تھیں وہ ان کے قدموں پر تھے ...... ایسے ہی وقت پر آدمی اپنے اصلی رنگ میں آتا ہے۔ سچی بات بہت ٹھوس ہوتی ہے۔ اور یہ ایک سچی بات ہے کہ اپنے زندگی بھر کے دشمنوں پر فتح پانے کے ساتھ ساتھ فتح مکہ کا دن خود اپنی آتما پر بھی فتح پانے کا دن تھا۔ قریش نے برسوں جو دکھ انہیں پہنچائے تھے، بے عزتی کی تھی اور ظلم کئے تھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سب کو کھلے دل سے معاف کر دیا۔ جس وقت انھوں نے اپنے سب سے کٹر دشمنوں کے شہر میں فاتحانہ قدم رکھا تو انھوں نے انصاف کے تقاضوں سے صرف چار ظالموں کو سزا تجویز کی اور باقی سارے لوگوں کو معاف کر دیا) ---- یہ اُس زمانے کی فوجی تاریخ میں انہونی بات تھی کہ ان چار آدمیوں میں سے بھی ایک کو چھوڑ کر تین معاف کر دئے گئے جنہیں سزا دینا انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق تھا۔[1]

مسٹر ستیہ مورتی

MR. SATYA MURTI

Ex-Vice Chancellor of Andhra University

آندھرا یونیورسٹی وائس چانسلر نے لکھا ہے کہ "رسول پاکؐ کا کام تہذیب و قومیت کا عظیم الشان قوت ثابت ہوا۔ ان کی تعلیم کا اثر یورپ تک پہنچا اور ایشیا پر بھی، اور جہاں کہیں پہنچا وہاں کے لوگوں کو مہذب اور شائستہ بنا دیا۔[2]

پروفیسر باریسن

PROF. BARISON

کہ کوئی چیز عیسائیوں کو اس گمراہی سے نہیں نکال سکتی سوائے اُس آواز

۱؎ کتاب "محمدؐ اور اسلام" میں "لین پول" کے حوالے سے۔ ۲؎ مواعظِ حسنہ۔ حصہ اول، ص۱۵۱۔

کے جو سرزمین عرب سے غار حرا کی طرف سے آئی اور جس نے ایسا عمل پیرایہ اختیار کیا جس سے بہتر ناممکن ہے [1]

جارج رلولوی

GEORGE REV.

فرماتے ہیں کہ اس حقیقت کبریٰ کو جتنی مرتبہ دُہرائے کم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف ایک عظیم القدر مذہب کا پیغام دیا، جس نے اس دنیا کی روحانی تسکین کا سامان فراہم کیا۔ بلکہ وہ ایک ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے معلم تھے، جس کی نظیر تاریخ نے کبھی نہیں دیکھی [2]

زبور

JABORE.

(باب ۴۵ میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کی گئی) تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے۔ بادشاہ کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں۔ میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا۔ بس سارے لوگ تیری ستائش ابدالآباد تک کریں گے [3]

مسٹر چارلس

MR. CHARLES
An American researcher

ایک امریکی مفکّر کے بیان کا اقتباس

اسلام نہ صرف ایک عالمگیر مذہب ہے بلکہ ایک زندہ مذہب ہے نہ

---

[1] رسالہ جمیل، مظفر نگر (یوپی) [2] ھدیٰ، اسلامی اردو ڈائجسٹ۔ نئی دہلی ص ۳۷ جون ۱۹۹۱ء۔ بحوالہ "محمد رسول اللہ غیر مسلموں کی نظر میں [3] اسلام کی صداقت ... ص ۲۲

صرف اس کے پیروؤں پر اسلام کا زبردست کنٹرول ہے بلکہ وہ آہستہ آہستہ ساری دنیا میں طاقت پکڑتا جا رہا ہے۔ اسلام کی تبلیغی سرگرمیوں میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں جب کہ اسلامی حکومتیں بہت کمزور ہو گئی تھیں اس وقت بھی اسلام کے اثرات دنیا میں بڑھتے رہے۔ آج بھی افریقہ اور جنوب مشرقی ایشیا میں اسلام کی طاقت زور پکڑتی جا رہی ہے۔ بعض رکاوٹوں کے باوجود عربوں کی سیاسی اتحاد روز بروز مضبوط ہوتا جا رہا ہے۔

اسلام کی تعمیر و تشکیل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تنہا حصہ ہے۔ کسی پیغمبر نے تنہا اپنے مذہب کو اتنی ترقی نہیں دی جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے اسلام کو ہوئی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح عظمت اور اُن کی شاندار کامیابیوں کا اندازہ لگانے کے لئے ساتویں صدی کے عرب کو سامنے رکھنا چاہیے، جہاں ظلمت اور جہالت عام تھی اور روحانیت کا زوال اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت نے اس ملک کی کایا پلٹ دی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک قبائلی یا قومی مذہب پیش نہیں کیا بلکہ ان کی دعوت عالمگیر تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح معنوں میں اسلام کو عالمگیر مذہب بنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اپنی روحانی طاقت سے یہ شاندار کامیابی حاصل کی۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے آپ کی شخصیت میں شاعر کا زور بیان اور ایک مدبّر کی سوجھ بوجھ اور ساری مذہبی و روحانی خوبیوں کو یک جا کر دیا تھا۔

ان تینوں چیزوں کا اشتراک بیک وقت شاید ہی کسی انسان کی ذات

ہیں ہوئ، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں وہ خوبیاں تھیں جن کی بدولت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو اتنی شاندار عظمت بخشی جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔

اگر کسی آدمی نے تنہا تاریخ عالم کا رخ پھیر کر دنیا کو ایک نئے دور سے روشناس کرایا تو وہ بلا مبالغہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔[۱]

جے ڈینی سپلورٹ J. DENNY S.

فرماتے ہیں مذاہب میں جو واقعات اور لیجنڈز پائے جاتے ہیں، ان کے بارے میں یہ بحث کرنا ضروری نہیں کہ ان میں کس حد تک صداقت ہے۔ ان واقعات اور لیجنڈز کے حوالے سے جو چیز دیکھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ اس مذہب کے بانی کے بارے میں جو لیجنڈ استوار ہوا، جس سے اُس کے کردار کی عظمت ظاہر ہوتی .... ہو، وہ انسانی تخیل کے اعتبار سے کتنا عالیشان ہے۔

مسیحؑ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرق بہت آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔

مسیحؑ کے بارے میں روایت ہے کہ شیطان آپ کو ایک پہاڑی پر لے گیا، جہاں سے اس نے حضرت مسیحؑ کو دنیا کی عظیم الشان حکومتوں اور بے بہا خزانوں کا منظر دکھا کر ترغیب دی کہ اگر وہ اپنا پیغام ترک کر دیں تو یہ سب حکومتیں اور یہ سب خزانے اُن کے ہو سکتے ہیں۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اُن کی زندگی میں خدا نے رات کے وقت اٹھایا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے پاس عرش پر بلایا۔ یہ واقعہ دینِ اسلام میں واقعہ

---

[۱] ماہنامہ "الحسنات" "اسلامی اردو ڈائجسٹ"۔ اپریل ۱۹۸۲ء۔ ص ۳۲ تا ۳۶

معراج کے نام سے منسوب ہے۔ ان دونوں واقعات میں خواہ آپ انہیں لیجنڈ کہیں، جو فرق ہے، وہی فرق مسیحؑ اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہے۔[1]

برٹرینڈ رسل

BERTREND RUSSEL

اعتراف کرتے ہیں مذاہب عالم میں عیسائیت کو اس ضمن میں طرۂ امتیاز حاصل ہے کہ یہ سزا دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہے۔ بدھ مت ایک ایسا مذہب ہے جس میں سزا کا تصور ہی نہیں۔ محمدؐ کا دین توازن پر کھڑا ہے۔ دورِ رسالت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ منصفانہ سلوک کی یہی روایت جاری رہی جب کہ عیسائیوں نے ہمیشہ یہودیوں اور مسلمانوں پر مظالم ڈھائے۔ رُوسی شہنشاہیت کے عیسائی ہوتے ہی یہودیوں کے خلاف مذہبی تحریک چلادی گئی۔ مسلمانوں کے خلاف لڑی جانے والی عیسائیوں کی مقدس جنگیں ــــ مسلمانوں کے خلاف نفرت کا اظہار تھیں۔ عیسائیت اور اُس کے علمبرداروں نے ہمیشہ اسلام اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف باطل پروپیگنڈہ جاری رکھا ہے، جب کہ تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک عظیم انسان اور فقیدالمثال مذہبی رہنما تھے۔ وہ ایک ایسے دین کے بانی تھے جو بُردباری، مساوات اور انصاف کی بُنیادوں پر کھڑا ہے۔[2]

بی سمتھ

B. SMITH

کہتے ہیں کسی مذہبی رہنما اور مذہب کی حقیقت کا اندازہ اس کے نام لیواؤں

---

[1] APPOLOGY FOR MOHAMMAD AND THE QURAN (PUB. 1882)

[2] WHY IAM NOT A CHRISTIAN ? (PUB. 1961)

اور پیروکاروں کے اعمال سے لگایا جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ۶۳۷ء میں خلیفۂ ثانی عمرؓ کے زمانے میں یروشلم پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ یروشلم میں کسی گھر یا مکان کو نقصان نہیں پہنچا۔ میدانِ کارزار کے سوا یروشلم کے اندر خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہایا گیا۔

نماز کا وقت ہوا تو یروشلم کے اسقف نے انہیں گرجے میں نماز پڑھنے کی دعوت دی۔ عمرؓ نے یہ دعوت اس لئے قبول نہ کی کہ کہیں اُن کے بعد اُن کے جانشین اور عام مسلمان بھی وہاں نماز پڑھنے کا دعویٰ نہ کر بیٹھیں اور یوں دوسروں کے مذہبی اُمور میں مداخلت کا سبب بنیں۔

۱۰۹۹ء میں عیسائیوں نے یروشلم پر قبضہ کیا اور مسلمانوں کے گھروں اور املاک کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ تین روز تک مسلسل مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ ستّر ہزار مسلمان، بچے، بوڑھے، عورتیں اور جوان قتل کیے گئے۔ ان میں دس ہزار وہ تھے جنہیں مسجدِ عمرؓ میں ہلاک کیا گیا۔

جب مسلمانوں نے یروشلم فتح کیا تو وہ یہ ثابت کر رہے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کے لئے فضل و رحمت بن کر آئے ہیں۔ اس کے بعد کی جنگوں میں بھی مسلمانوں نے اپنے مخالفوں کے مقابلے میں بہت زیادہ انصاف اور رحم دلی کا ثبوت دے کر مفتوحین پر ظلم و ستم روا رکھنا گوارا نہ سمجھا۔ اس کی صرف ایک وجہ ہے کہ تعلیماتِ محمدی کی رُوح جاری و ساری ہے، مؤثر اور ابدی ہے۔[۱]

مزید رقم طراز ہیں:۔

دنیا میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا دوست کوئی دکھائی نہیں دیتا جو اپنے ساتھیوں اور رفیقوں کے سچّے دوست تھے۔

۱؎ MOHAMMAD AND MOHAMMADANISM (PUB.1874)

یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اپنی عظیم ذات اور شخصیت کی وہ بے مثل کشش تھی کہ اسلام کے ابتدائی ایام میں ان کے گرد ایسے اصحاب جمع ہو گئے جو کہ سب سے بہترین افراد تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زوجہ (مطہرہ) بی بی عائشہؓ کے قول کے مطابق "وہ بے حد شرمیلے تھے" اس کے باوجود آپؐ ایسے پُرکشش اور پُرخلوص دوست تھے کہ جس سے ایک بار محبت اور دوستی کا رشتہ قائم کیا اُسے ہمیشہ قائم رکھا۔

آپؐ بے حد مہربان اور شفیق تھے عفو و درگزر سے کام لینا آپؐ کا شیوہ تھا۔ "میں نے اُس وقت آپؐ کی خدمت شروع کی جب میری عمر صرف آٹھ برس تھی۔" یہ اُن کے خادم حضرت انسؓ کا بیان ہے: "میں نے کئی بار آپؐ کا بہت نقصان کیا لیکن آپؐ نے ایک بار بھی مجھے ڈانٹا نہ سزا دی۔"

ایک غیر ملکی سفیر جو آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس نے بعد میں اپنے تاثرات یوں بیان کیے:

"میں نے ایرانی خسروؤں اور یونانی ہرقلوں کو اپنے تاج سجائے تخت پر بیٹھے دیکھنے کا شرف حاصل کیا ہے، لیکن میں نے کبھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا حکمران نہیں دیکھا جو اپنے جیسے لوگوں میں اُنہی کی طرح رہتے ہوئے اُن کے دلوں پر حکمرانی کر رہے تھے۔

عیسائی اصطلاحات میں بات کریں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی ذات میں جہاں قیصر تھے، کہ حکمران مملکت تھے۔ وہاں آپؐ مذہبی رہنما کی حیثیت میں پوپ بھی تھے۔ اُن کی ذات قیصر اور پوپ کا امتزاج تھی لیکن وہ ایک ایسے پوپ تھے جن میں پوپوں جیسا طمطراق اور ظاہری دکھاوا نہیں تھا۔ وہ ایک ایسے قیصر تھے جس کی اپنی شاندار فوج نہیں تھی۔ اُن کا کوئی حفاظتی دستہ تھا، نہ محافظ

۔۔۔۔ اُن کا کوئی محل تھا نہ وہ حکومت کے خزانے سے مقررہ من مانی رقم لیتے تھے۔

اگر کسی انسان کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ رضائے الٰہی سے حکمرانی کر رہے تھے تو صرف اور صرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں. کیونکہ اُن کے پاس تمام اختیارات اور طاقت ـــــ دنیوی اور مادّی وسائل کے بغیر موجود تھی۔

وہ درباری خطاب و آدابات اور ظاہری طمطراق سے ماورا اور بلند تر تھے۔ اُن کی عظمت ان کی سادگی میں تھی۔ اُن کی زندگی ایک کھلی کتاب تھی۔ دونوں جہاں کی دولتیں اُن کے لئے حاضر و موجود تھیں۔ لیکن وہ اس دولت سے لطف اندوز ہونے کے لئے کبھی آمادہ نہ ہوئے۔ وہ لوگ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دور میں اُن کے حریف اور دشمن رہے اور اُنہیں ایذائیں پہنچاتے رہے اور حلقہ بگوش اسلام نہ ہوئے، وہ بھی آپؐ کے عجز و سادگی، انصاف، دیانت، تحمّل، شفقت اور عفو و درگزر کا کلمہ پڑھتے ملتے ہیں[1]۔

یہی ادیب لکھتے ہیں،

قبل مسیحؑ کے عظیم یونانی المیہ نگار یوریپیڈیز نے کہا تھا:

"مجھے اتنا بتادو کہ لوگ کیسے خدا کو مانتے ہیں، میں تمھیں ان کی پوری تاریخ بتادوں گا"

اسلام میں خدا کا تصور کیا ہے، اسے سمجھنا ہو تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عقیدۂ وحدانیت کو دیکھیے اور یوں مسلمانوں کی پوری تاریخ آپ کے سامنے آجائے گی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بتایا کہ عبادت کرو تو اللہ کی. خوشنودی چاہو تو اللہ

---

[1] خاتون مشرق. دلّی۔ رحمۃ للعالمینؐ نمبر

کی۔ اور ہمیشہ اپنے اللہ کو یاد کرو۔ ہمیشہ، مسجد میں، گھر میں، بازار میں، سمندر میں، شور وغوغا میں، سکوت میں، ظاہر میں اور باطن میں۔ ۔ ۔ ہر وقت ہر جگہ اپنے رب کی تمجید کرنے کا درس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے پیروکاروں کو دیا۔[۱]

R. W. SODERN آر۔ ڈبلیو۔ سوڈرن

کے مطابق مغربی علماء اور دانشوروں کی لاعلمی اور جہالت اسلام کے بارے میں انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ جب لاطینی دانشوروں اور مصنفوں سے کوئی سوال کرتا کہ ـــــ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون تھے اور انہیں ایسی فقید المثال کامیابیاں کیسے حاصل ہوئیں تو یہ لاطینی جواب دیتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک جادوگر تھے (نعوذ باللہ) جنہوں نے اپنی ساحری سے افریقہ اور دوسرے ملکوں کے لوگوں کو مسلمان بنا لیا۔

ازمنۂ وسطیٰ کے ان نام نہاد دانشوروں اور اسلام دشمن علماء کی بوئی ہوئی فصل عیسائی دنیا کو آنے والی صدیوں میں کاٹنی پڑی۔ اسلام سے اُن کی بے خبری اور لاعلمی نے ان سے جہالت کے ایسے کارنامے سرزد کروائے کہ اُن کے ذکر سے جہاں ہنسی آتی ہے وہاں ندامت بھی محسوس ہوتی ہے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ساحر کہنے والے۔ ۔ ۔ آج یہ سوچنے پر مجبور ہو چکے ہیں کہ کیا دنیا نے اُن جیسا کوئی دوسرا مذہبی رہنما پیدا کیا ہے۔[۲]

M. M. WATT ایم ایم۔ واٹ

کہتے ہیں عیسائی دنیا نے جس شخص سے سب سے زیادہ نفرت کا اظہار کیا ہے

۱؎ محمد اور محمڈنزم۔ مطبوعہ ۱۸۷۴ء

۲؎ WESTERN VIEWS OF ISLAM IN MIDDLE AGES (PUB.1962)

اور اُسے ظلمت کا شہزادہ (توبہ نعوذ باللہ) کا لقب دیا۔ دراصل وہی شخص ـــــ دنیا میں احترام کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔

آج بھی عیسائیوں کو چاہئے کہ وہ صدیوں کی نفرت ختم کر کے حقائق اور صداقت کی روشنی میں حیات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مطالعہ کریں ـــــ اُنہیں بھول جانا چاہئے کہ اسلام ایک زمانے میں بازنطینی شہنشاہیت کا حریف بنا تھا۔ انہیں فراموش کر دینا چاہیے کہ ایشیائے کوچک پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ اسپین اور سسلی پر مسلمانوں کا اقتدار کبھی پورے یورپ اور مغربی دنیا کے لئے خطرہ بن گیا تھا۔

یہ جنگیں کیوں لڑی گئیں، یہ تاریخ کا ایک علیحدہ باب ہے، لیکن ان جنگوں کی وجہ سے دنیا کے سب قابلِ احترام اور برگزیدہ نبی سے نفرت کا جواز ڈھونڈنا ـــــ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ان عظمتوں اور خوبیوں کو جھٹلانے کے مترادف ہے جن کا ہمسر دنیا کا کوئی دوسرا انسان نہیں بن سکا۔[1]

مارگولیوتھ: MARGOLEVITH

فرماتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت گزاری اور دینی ایثار پر کوئی حرف لگانے سے پہلے بہت کچھ سوچنے کی ضرورت ہے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی پر ایک نگاہ ڈالئے اور اس کے ساتھ ساتھ سے پہلے پیغمبروں کی زندگی بھی پیشِ نظر رکھیں ......

اپنی اپنی جگہ قابلِ احترام ہونے کے باوجود ان سب پیغمبروں میں ایک

---

[1] خاتونِ مشرق۔ دہلی۔ رحمۃ للعالمین نمبر بحوالہ MOHAMMAD PROPHET AND STATSMAN

بھی ایسا نہ تھا جس نے عبادت و اطاعتِ خداوندی اور دینی ایثار میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسی مثال قائم کی ہو۔[۱]

E. SHAWSAO
A German scholar

ای شاساؤ

(جرمن اسکالر) انسان اپنی محبت سے پہچانا جاتا ہے ۔۔۔۔

اور پیغمبر اپنے رفقا اور حواریوں اور صحابہؓ کے حوالے سے ۔۔۔۔ پیغمبر کی تعلیم کا صحیح اثر دیکھنا ہو تو اُس کے ان ساتھیوں کو دیکھیے جنہوں نے اُس کے ساتھ پیمانِ وفا باندھا ہو اور اُس کے مذہب پر سب سے پہلے ایمان لائے ہوں۔

عہد نامہ قدیم پر ایک نگاہ ڈالیے ۔۔۔۔ کیسے کیسے برگزیدہ نبی تھے اور اُن کے مقرب اور ماننے والے کیسے کیسے مُنافق اور جھوٹے تھے۔ وہ مطالبہ کرتے تھے کہ اے نبی! اپنے خدا سے کہہ ہمیں اپنا چہرہ دکھا ۔۔۔۔ اے نبی! اپنے خدا سے کہہ کہ ہمیں پیاز کی گھٹی کھانے کو دے ۔۔۔۔ ان میں وہ تھے جن کے پیروکاروں نے اپنے نبی کو اپنے ہاتھوں سے اذیتیں دیں اور خود ان کے لئے وبال بن گئے۔ ان میں وہ بھی تھے جو خدا سے دعا مانگتے تھے کہ بارالٰہا ان لوگوں میں ایک ایسا ہی شخص عنایت کر دے جو دل سے میرا مطیع ہو۔

اور ان میں وہ بھی تھے، جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی تذلیل کی اور اُن سے بے وفائی کی، اور پھر مسیح کے حواریوں کو دیکھئے۔ پطرس اُس کی محبت سے انکار کرتا اور مسیح پر نفرین بھیجتا ہے۔ اور یہودا نے مسیح کا سودا تیس روپیوں میں کیا اور اپنے پیغمبر سے غداری کی، مخبری کی اور اُسے بیچ دیا۔

MOHAMMAD AND THE RISE OF ISLAM ۱؎

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابیوں پر ایک نگاہ ڈالیئے۔۔۔۔۔ اپنے نبیؐ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینے والے، جن کا تکیۂ کلام یہ تھا: اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر ہم اور ہمارے ماں باپ قربان ہوں"

آخر یہ فرق کیوں تھا۔۔۔۔ صاحبِ دل اور صاحبِ ضمیر انسانوں کے لئے اس میں غور و فکر کا بہت مواد موجود ہے۔

مختصر جواب تو یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کلام میں ایسی تاثیر تھی، ان کی تعلیمات میں ایسی صداقت تھی کہ انہوں نے جاں نثاروں کو جنم دیا۔[1]

الیف شوان: F. SHVAN

فرماتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خدا عادل اور منصف بھی ہے اور رحمان اور رحیم بھی ہے۔ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے لئے رحمان اور رحیم کے الفاظ استعمال کرتے تھے تو رحمان کا مفہوم یہ بنتا تھا۔ ایک ایسا آسمان جو نُور سے بھرا ہوا ہے اور رحیم کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ جیسے ایک حدت بخش روشنی کی کرن آسمان سے آ رہی ہے اور انسان کو زندگی بخش رہی ہے۔[2]

لین پول: LANE POLE

کہتے ہیں کہ حقائق سخت ہوتے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جس دن اپنے دشمنوں پر فتح پائی جو اُن کی عظیم تر فتح تھی۔ وہی دن دراصل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور انسانیت کی عظیم ترین فتح کا دن تھا۔ آپؐ نے مکّے کے لوگوں کو

---

[1] خاتون مشرق۔ دہلی۔ رحمۃ للعالمین نمبر۔

[2] UNDERSTANDING ISLAM (1965)

عام معافی دے دی۔ یہ وہی لوگ تھے جن کے ناقابلِ بیان مظالم اور اذیتوں کا آپؐ برسوں نشانہ بنے رہے تھے۔

انسانی تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔ جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فاتح کی حیثیت سے مکّے میں داخل ہوئے دُنیا کا کوئی فاتح اس طرح اپنے مفتوحہ شہر میں داخل نہیں ہوا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر یہودیوں پر ظلم کرنے کا سنگین الزام لگایا جاتا ہے۔ الزام لگانے والے اُن حالات اور اسباب کو بھول جاتے ہیں جن کی وجہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہودیوں کو سزا دینے پر مجبور ہوئے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سراپا رحمت اور انسانیت تھے۔ جنگی قیدیوں کے ساتھ ان کا رویّہ دیکھیے۔ کیا اپنے دشمنوں کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کرسکتا ہے؟ اپنے عوام اور ساتھیوں کے ساتھ آپؐ کی نرمی، بچوں کے لئے آپؐ کی محبت۔۔۔ مکہ میں اُن کا فاتحانہ داخلہ۔۔۔۔۔ اور اَن گنت ایسے واقعات ہیں جو یہ گواہی دیتے ہیں کہ ظلم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فطرت میں سرے سے موجود نہیں تھا۔[1]

سر ہملٹن گب

SIR HAMILTON GIBB

کے مطابق عام زندگی میں آپؐ بہت شرمیلے اور حیادار تھے اور لطیف حسِ مزاح اور پھر انسانیت اور ہمدردی کا ایک پھیلا ہوا سمندر۔۔۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کمزوروں پر شفقت کرتے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک حقیقی اور بے مثل انسان تھے۔ اُن کی ذات کی خوبیوں اور روشنی سے صرف اُن کے صحابہؓ ہی مستفیض نہیں

---

[1] STUDIES IN MOSQUE

ہوئے بلکہ آپؐ کی تقلید کرنے والا ہر دور میں اعلیٰ انسانی اقدار اپنا سکتا ہے۔ آپؐ کے ساتھی آپؐ کے جتنے وفادار تھے، جس عقیدت اور خلوص کا اظہار کرتے تھے اس کی وجہ صرف اور صرف آپؐ کی شخصیت تھی۔ ایک ایسی شخصیت جو روشنی کی طرح دوسروں کے اندر سرایت کر جاتی اور بدی کے تمام اندھیرے چاٹ لیتی ہے[1]۔

جی ایل بیری : G. L. BERRY

فرماتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بطور پیغمبر سامنے رکھتے ہوئے ہمیں تاریخ ساز محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت اور احادیث تھیں جنھوں نے اسلام کو دنیا کی عظیم تہذیبوں میں ایک تہذیب کی حیثیت دی۔ جس کے بعد دنیا کی کوئی تہذیب اسلامی تہذیب کے اثرات قبول کیئے بغیر نہ رہ سکی۔ انسانی تہذیب کی تشکیل میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حصّہ گراں بہا ناقابلِ فراموش اور دائمی ہے[2]۔

واشنگٹن ارونگ : WASHINGTON ARVONG

فرماتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے سپہ سالار اور جرنیل تھے جو فوج کے آخر میں آنے والے سپاہی تک کا خیال رکھتے تھے۔ وہ کمزوروں اور لاغروں کا خاص خیال رکھتے تھے[3]۔

---

[1] MUHAMMADANISM

[2] RELIGIONS OF THE WORLD

[3] LIFE OF MOHAMMED (1928)

سر ولیم میور: SIR VILLIAM MUIR

لکھتے ہیں کہ یہ دیکھنے اور ثابت کرنے کے لیے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پائے استقلال میں لغزش پیدا ہوئی، اگر ہم تاریخ کی ورق گردانی کریں گے تو یہ ایک بے کار عمل ہوگا، کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تیرہ برس جو جدوجہد حوصلہ شکنی، دھمکیوں، خطروں، استرداد، اور سزاؤں کے مقابلے میں جاری رکھی اس کی کوئی مثال تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔ ناقابلِ یقین اذیتوں اور تکلیفوں کے باوجود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے عقیدے کا پرچم سربلند رکھا۔ اور ایک یار بھی ہم نہیں دیکھتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خدا کے نہ ماننے والوں کے لئے کبھی خدا کے عذاب کی دُعا کی ہو۔

تعداد میں کم لیکن وفاداری میں بے مثل افراد کی معیت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بڑے تحمل، بردباری اور بے مثل قوتِ برداشت سے دشمنوں اور کافروں کی ہر طرح کی اذیتوں اور اہانتوں کا مقابلہ کر سکے اچھے دنوں اور محفوظ مستقبل کا انتظار کرتے رہے۔

جب مدینے سے تحفظ کی یقین دہانی ہو گئی تو بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود پہلے جانے میں عجلت نہیں برتی بلکہ آپؐ سب کو بھجوا کر آخر میں مدینہ روانہ ہوئے۔ اور یہ اُن کے عظیم، غیر متزلزل ایمان کی فتح تھی کہ سات برسوں کے بعد جب مکہ واپس آئے تو فاتح تھے۔[۱]

اتیج جی ویلز: H. G. WELLS

کے مطابق سوال یہ ہے کہ ایک ایسا آدمی جو خوبیوں کا مالک نہ ہو اُس کا کوئی

---

۱ LIFE OF MOHAMMAD (PUB.1961)

دوست ہوسکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جو لوگ زیادہ قریب سے جانتے تھے، اُنہی کا آپؐ پر اعتقاد اور ایمان سب سے زیادہ تھا۔ خدیجہؓ کو لیجئے، ابوبکرؓ کو لیجئے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اُن کے ایمان اور اعتقاد میں کبھی کمی واقع نہیں ہوئی۔ ابوبکرؓ اپنے پیغمبر پر جیسا پختہ ایمان رکھتے تھے اظہر من الشمس ہے اور اس دور کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے کے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ ابوبکرؓ کی صداقت اور شہادت پر ایمان لائے۔ جھوٹے آدمی کی تعلیمات میں منافقت اور جھوٹ کی آمیزش ہوگی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات یہ ہیں کہ سچ سب سے بڑی نعمت اور خوبی ہے جو جھوٹا ہے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا اور پھر اس سے بھی بڑی صداقت جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کو عطا کی وہ خدا کی وحدانیت ہے۔ یہ تصور یہودیوں میں بھی موجود ہے لیکن کس حد تک؟ اسلام سادہ اور کامل ترین مذہب ہے۔ مہربانی، فیاضی اور مساوات پر اس کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں۔ یہ دنیا کے ہر عام آدمی کی ضرورت پورا کرنے والا مذہب ہے[1]

ایل اے واگلیری: L. V. VAGLIERI

کے مطابق اگر کوئی مذہب انسان کی فطانت، ذہانت اور جمالیات میں اضافہ نہیں کرتا تو ایسا مذہب زندہ نہیں رہتا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کے لئے ایک ایسا دین لے کر آئے جو انسان کے ذہن کو ترقی دیتا ہے۔ اس کی جمالیات کی حس بیدار، تیز تر اور مکمل کرتا ہے، ذہنی ارتقا کی تکمیل کرتا ہے کیونکہ اسلام سے زیادہ روشن خیال مذہب دنیا میں کوئی اور نہیں[2]

---

[1] OUTLINES OF HISTORY (1920)

[2] ISLAM OUR CHOICE

جی ڈبلیو لائٹز G. W. LEITZ

فرماتے ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ایسے معاشرے میں باہمت، باکردار اور ہوس سے بالاتر انسان دکھائی دیتے ہیں، جس معاشرے میں نکوکاری، عصمت اور رہوس کاری سے اجتناب کوئی بڑی خوبی نہیں سمجھی جاتی تھی کیونکہ یہ معاشرہ گناہوں کی دلدل میں دھنسا ہوا تھا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حیادار، شرمیلے انسان تھے۔ اُن کی ذات کے ساتھ کوئی اسکینڈل اُن کی جوانی میں منسوب نہیں کیا جاتا۔ خدیجہؓ سے شادی کے بعد جب تک اُن کی زندگی رہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دوسری شادی تک نہ کی۔ وہ اپنی پہلی بیوی خدیجہؓ کی خدمت اور محبت سے اتنے سرشار تھے کہ اپنی زندگی کے آخری دنوں تک بی بی خدیجہؓ کا ذکر محبت سے کرتے تھے۔

اسی معاشرے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کسی دور میں کوئی باندی یا کنیز نہیں تھی۔ یہ اپنی جگہ ایک ایسی اہم اور منفرد چونکا دینے والی حقیقت ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پاکدامنی اور پاکیزہ زندگی کا مظہر بن جاتی ہے۔

عورت کو جو تکریم اور عزت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دی وہ مغربی معاشرے اور دوسرے مذاہب اُسے کبھی نہ دے سکے تھے[1]

ائیرینا میڈ مکس: EYERAYNA MADEMEX

کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جن تین چیزوں کو پسندیدہ قرار دیا، وہ نماز،

---

[1] MOHAMMADANISM IN RELIGIOUS SYSTEMS OF THE WORLD

خوشبو اور عورت ہیں۔ عورت ــــــ آپؐ کے لئے قابلِ احترام تھی۔ اُس معاشرے میں جہاں مرد اپنی بیٹیوں کو پیدائش کے وقت زندہ دفن کر دیتے تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وہاں عورت کو جینے کا حق دیا۔ عورتوں کے حقوق کا تحفّظ جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا اس کی مثال دُنیا کی پوری قانونی تاریخ میں نہیں ملتی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسلام میں عورت کو وہ درجہ دیا جو آج کے جدید مغربی معاشروں میں بھی اُسے حاصل نہیں۔ اسلام میں ایک شادی شدہ مُسلم عورت کو آج بھی کسی انگریز عورت سے بہتر قانونی تحفّظ حاصل ہے۔ وہ پیدائش، شادی اور موت کی گواہی دے سکتی ہے، اُسے تصدیق کا حق حاصل ہے جو آج کی فرانسیسی عورت کو بھی حاصل نہیں[۱]

آربیل آربارے — ARBELL

کے مطابق محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوری زندگی میں کبھی یہ دعویٰ نہ کیا کہ وہ معجزہ کر دکھانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ آپؐ نے اس حوالے سے اپنی کوئی علامت، بھی قائم نہ کی۔ آپؐ ہمیشہ یہ فرماتے تھے کہ تمام علامتیں اور نشانات اللہ کے ہیں اور خدا کے کلام کا اُن پر نزول سب سے بڑا معجزہ ہے[۲]

اتیچ پائرینی: — H. PIRANEY

فرماتے ہیں کہ انسانی دُنیا میں ایک خلا تھا۔ وسیع و بسیط خلا۔ انسان انسان

۱؎ WOMEN IN ISLAM (1930)

۲؎ THE ORIGIN OF ISLAM IN THE CHRIST AN ENVIRONMENT (1926)

سے بچھڑا ہوا اور فاصلے پر کھڑا تھا۔ عرب کے صحراؤں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انسانی یگانگت اور عالمی برادری کا جو پیغام دیا، اُس نے اس خلا کو پُر کر دیا۔ انسان انسان کے قریب آگیا۔ آج ہم عالمی برادری کی جو اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ اس کا تصور پیغمبر عربی کی عطا ہے[1]!

ALBERT. W&E. MACLELON

البرٹ وایل اور ایملی میکلیلن:

کہتے ہیں کہ خدیجہؓ کے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پہلی بیوی ایک ایسی خستہ حال بیوہ تھی جس کا خاوند جلاوطنی میں انتقال کر گیا تھا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ کی شدید درخواست اور خواہش کے تحت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ابوبکرؓ کی صاحبزادی عائشہؓ سے شادی کی۔ ابوبکرؓ نے اسلام کی اتنی خدمت کی تھی اور وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایسے جان نثار تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُن کی درخواست نظر انداز نہ کر سکتے تھے۔ عمرؓ کی بھی ایک صاحبزادی تھیں جن کا نام حفصہؓ تھا۔ اس کا خاوند فوت ہو چکا تھا۔ عمرؓ اس کی دوسری شادی کرنا چاہتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مزاج کی اتنی تیز تھیں کہ کوئی اُن سے شادی کے لئے تیار نہ تھا اور مسلمان انہیں نظر انداز کر دیتے تھے۔ جب حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکرؓ سے درخواست کی کہ وہ حفصہؓ سے شادی کر لیں تو اُنھوں نے بھی یہ درخواست قبول نہ کی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حفصہؓ سے شادی کر لی۔ ان میں ایک زوجہ مطہرہ ایسی تھیں کہ اس کے والد کے خلاف لڑائی میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فتح نصیب ہوئی۔ اس قبائلی سردار کی بیٹی سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شادی کر کے پورے قبیلے کی دوستی حاصل کر لی کیونکہ اس شادی کے ذریعے وہ اس مفتوحہ قبیلے کے رشتہ دار بن گئے۔ یوں اُنھوں نے جہاں اُس قبیلے کا وقار قائم رکھا وہاں امن و امان کو بھی مستحکم

---

[1] MOHAMMED AND CHARLE MAGNE (1968)

کر دیا۔ اسی طرح خیبر کی فتح کے بعد بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سرداروں میں سے ایک کی بیوہ سے شادی کی ۔۔۔۔۔۔۔ اور یہ ثابت کیا کہ آپؐ ان لوگوں کا احترام کرتے اور اُنہیں اپنا دوست سمجھتے ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تین ایسی درمیانی عمر کی بیواؤں سے شادی کی جن کے پہلے شوہر جہاد میں شہید ہوئے تھے۔ اس کی بھی وجوہات تھیں، یہ بیوائیں مسلمان تھیں اور اُن کے رشتے دار جو کافر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دُشمن تھے۔ اُنھوں نے ان بیواؤں کو بھوکے مرنے کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ آپؐ نے اپنی ایک نادار رشتے دار خاتون سے شادی کی جن کی عمر پچاس برس سے اُوپر تھی۔ اس خاتون کا کوئی گھر نہ تھا۔ یوں آپؐ نے حضرت عباسؓ اور عالم اسلام کے نامور جنگی جرنیل خالدؓ بن ولید کے دل جیت لئے جو اُس خاتون کے رشتے دار تھے۔ مصر کے عیسائی گورنر نے جو رُوسی شہنشاہیت کے ماتحت تھا، آپؐ کے لئے ایک نوجوان کنیز لڑکی بھیجی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر اس سے شادی کرنے سے انکار کر دیتے تو یہ مصر کی توہین ہوتی اور پھر محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے بلند کردار کے حامل تھے کہ وہ کسی کنیز کو رکھنے کے روادار نہ تھے۔ اُنہیں طبقہ اناث کے احترام کا جو احساس تھا، اس کا بھی یہی تقاضا تھا کہ وہ اس مصری خاتون سے شادی کرلیں۔[1]

مزید کہتے ہیں:

اب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فاتح تھے اور عرب کے حکمران ۔۔۔ اب آپ کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ قانون کا درجہ رکھتا تھا، وہ بلا شرکتِ غیرے اقتدار کے مالک تھے۔ اب اگر آپؐ چاہتے تو ساری دولت سمیٹ سکتے اور عیش و آرام کی زندگی بسر کر سکتے۔ مدینے کے اُن لوگوں نے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روزمرّہ زندگی کے ہر عمل کا بغور مشاہدہ

---

[1] TRANSFORMING LIGHT (1970)

کرتے تھے، اُنھوں نے دیکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طرزِ حیات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور آپؐ پہلے کی طرح سادہ اور تنگی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ آپؐ کو جو ملتا وہ دوسروں میں بانٹ کر خود خالی ہاتھ رہ جاتے[1]

جی۔ ایم۔ ڈریکاٹ: G. M. DRAYCOTT

انسانی تاریخ میں کسی قوم کا نامۂ اعمال اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اتنا سیاہ نہیں جتنا کہ یہودیوں کا ہے۔ مغربی مؤرخ اور عالم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے یہودیوں پر مظالم کا پروپیگنڈہ کرتے نہیں تھکتے! حالانکہ اس پراپیگنڈے میں صداقت ہے نہ غیر جانبداری۔

یہودیوں نے اپنی فطرت کے عین مطابق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف پہلے تو افواہوں کا بازار گرم کیا۔ اس کے بعد مہاجر و انصار میں تفرقے اور عناد کا بیج بونے کی کوشش کی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف سارے معاہدوں کو بالائے طاق رکھ کر مکّے کے دشمنانِ اسلام کے ساتھ سازشیں کرنے لگے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) طرح دیتے اور نظرانداز کرتے چلے گئے۔ جب یہودیوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان اور اُن کے دین کو ختم کرنے کی سازشیں جاری رکھیں تو پھر جوابی کارروائی کا حق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی نہیں چھین سکتا تھا۔

ناعاقبت اندیش اور جانبدار مؤرخ —— یہودیوں کی اجتماعی نفسیات کو دانستہ نظرانداز کر دیتے ہیں۔ کون سا ملک ہے جہاں اُنھوں نے اپنے وقت کے حکمرانوں کے خلاف سازش اور عناد کا بیج نہیں بویا؟ کون سی سرزمین ہے جہاں سے یہ نکالے نہیں گئے؟ یورپ کے حکمرانوں نے ان کے ساتھ جو سلوک کیا اُس کا

---

[1] خاتون مشرق دہلی۔ رحمۃ للعالمین نمبر صـ ۶۹

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سلوک کے ساتھ موازنہ کریں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سراپا عفو و تحمل دکھائی دیتے ہیں۔

اپنی تاریخ کے بدترین دور میں اگر یہودیوں کو کہیں جائے امان ملی تو مسلمانوں کی عظیم الشان حکومتوں میں۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی قوم کے بارے میں منتقم المزاج ہوتے تو پھر دُنیا کی کوئی مسلمان حکومت یہودیوں کو پناہ نہ دیتی لیکن تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ محمدؐ کو خود یہودیوں نے اپنے کالے کرتوتوں سے مجبور کیا کہ ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس کے باوجود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوری انسانیت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے ترکے اور ورثے میں یہودیوں کے لئے انتقام کی ہدایت نہیں چھوڑی۔ یہی وجہ ہے کہ جب دنیا ان یہودیوں پر تنگ کر دی گئی۔ تو مسلمانوں کی شفقت، فیاضی اور انسان دوستی نے اُنہیں پناہ دی[له]

آر۔ ڈبلیو اسکاٹ:

کہتے ہیں تمام رومی شہنشاہ قیصر سے قسطنطین اعظم تک ذاتی جاہ و جلال اور حشمت و شوکت کے دلدادہ ہونے کے ساتھ ساتھ مفتوحین کے ساتھ ظالمانہ سلوک روا رکھنے کے عادی تھے۔ ان کے مذہبی پروہتوں، پادریوں اور عُلماء نے انھیں مذہبی اجازت نامہ دے رکھا تھا کہ وہ مفتوحین اور غیر مذہب افراد کے ساتھ ہر طرح کا ناروا سلوک اختیار کر سکتے ہیں۔

اور پھر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ دُنیا کے بیشتر مذاہب تلوار اور طاقت کے بل بوتے پر پھیلائے گئے۔ اسپین میں مسلمانوں کی حکومت ختم کر کے

له MOHAMMED (1949)

آبادی کو جبراً عیسائی بنایا گیا۔ تعزیری محکمے قائم ہوئے۔ پرووِنس اور برگنڈی پر جو بیتی تاریخ کا ایک تاریک باب ہے۔ نئی دنیا جس طرح عیسائیوں نے آباد کی اُسے بھی کوئی نظر انداز کرنے کی کوشش کے باوجود نظر انداز نہیں کرسکتا۔

اس کے برعکس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو حکمت عملی اختیار کی وہ انسانی تاریخ کا روشن ترین باب ہے۔ آپؐ نے اپنی برتری عناد، دشمنی، تعزیری اور انتقامی سزاؤں کے بغیر قائم کی۔ میدان کارزار میں بہادری کے ابواب تحریر کیے۔ کھُلی جنگ میں کوئی گھٹیا اور پست حربہ اختیار نہیں کیا۔

وہ شہر جس کے سرداروں اور لوگوں نے آپؐ کا جینا اُجیرن کر دیا تھا، جہاں وہ درختوں کی چھال اور پتوں سے پیٹ بھرنے پر مجبور کر دیے گئے تھے۔ اُسی شہر میں جب وہ فاتحانہ داخل ہوئے تو انسانی تاریخ میں ایک ایسی مثال قائم کی جس کی نظیر کبھی نہ مل سکے گی۔ پورے شہر کو سلامتی اور امان کا مژدہ سُنا دیا گیا۔ چار ـــــ صرف چار افراد ایسے تھے، جن کے جرائم ناقابلِ معافی تھے، اس لئے وہ موت کے گھاٹ اُتار دیے گئے۔[1] ISLAM AND ITS FOUNDER (1876)

ویدکی گواہی: (اترا کھنڈ کا ایک مضمون)

۱:- وہ مخلوق سے نہیں ڈرے گا اور نہایت شجاعت اور عرفان والا ہوگا اور اس کا نام "مہامت" ہوگا۔ (مہادیو جی)

۲:- ان مہامت کی وضع کو دیکھ کر لوگ حیران رہیں گے۔ نئی طرح کا ان کا احوال دیکھیں گے، اور جو پوجا انکی قوم کے لوگ کریں گے وہ نہ کریں گے اور اپنی قوم سے کہیں گے کہ مجھکو اس قادر ایک ذات کا جس کا شریک نہیں یہ حکم ہے کہ اسطرح کی بے معنی پوجا مت کرو۔ اور میں سوائے اللہ کی ذات پاک کے اور کسی طرف رجوع نہیں کرتا ہوں، تم میری تابعداری کرو، اسو جہ سے ساری قوم اُن سے جُدا ہو جائے گی۔[2] (مہادیو جی)

---

[1] اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں۔ ص ۳۷-۱۳۶۔

سر ٹامس ڈبلو آرنالڈ Sir THOMAS. W. ARNOLD

سی۔ آئی۔ ایف۔ بی اے۔ ڈی لٹ ۔ عربی پروفیسر لندن یونیورسٹی

پروفیسر موصوف لکھتے ہیں کہ : اسلام ابتداء ہی سے ایک تبلیغی مذہب تھا جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے کے رہنے والوں کی وحشیانہ عادات، چھڑا کر انہیں مسلمان بنایا، تو نہ ان کے پاس طاقت تھی نہ دولت، بلکہ صرف ایک آلۂ تبلیغ تھا جسے زبان کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عقیدۂ توحید پر صرف ایک ہی طریقے پر زور دے سکتے تھے اور وہ یہ تھا کہ بت پرستی کی خوفناک سزاؤں سے متنبہ کریں اور ان انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کو یاد دلائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہر زمانے میں اللہ رب العزت کا پیغام لے کر مبعوث ہوئے تھے البتہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے تو آپ کو فداکار انصار کی ایک ایسی جماعت مل گئی جو آپ پر سے اپنی جانیں قربان کرنے اور ایک آزاد حکومت کے قیام کی بنا ڈالنے کے لئے تیار تھی۔ اگرچہ اس وقت اس کی حیثیت بالکل بدل گئی تھی، مگر اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تبلیغ اسلام کا وہی طریقہ جاری رہا کہ افراد کو نیکی کی ترغیب دے کر قبولِ اسلام پر راضی کیا جائے۔[1]

---

[1] اسلام کی صداقت غیر مسلموں کی نظر میں نمبر ۲ جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ص ۴۵۲ چھاپہ پتھر)

مصنّف کی دیگر تصانیف

شمار	نام کتاب	قیمت	شمار	نام کتاب	قیمت
	اُردو اڈیشن		۱۷	مختصر تاریخ عالم اسلام	۴۰/-
۱	حفیظ القواعد	۲۵/-	۱۸	غیبت	۶/-
۲	توشۂ آخرت	۲۵/-	۱۹	**اسلامی بنیادی تعلیمات**	زیر طبع
۳	معیار انتخاب	۱۶/-	۲۰	چشمۂ ہدایت	زیر طبع
۴	چند باتیں	۲۰/-	۲۱	اسلامی آداب	زیر طبع
۵	مشعلِ راہ	۱۰/-			
۶	نوری چہل حدیث	۲/۵۰		**تلگو اڈیشن**	
۷	انسانیت کے چراغ	۱۲/-	۱	کانتی کرانالو	۱۵/-
۸	دُرِّ بے بہا	۱۲/-	۲	مانوتا دیپمو	۱۰/-
۹	شعاعِ نور	۱۲/-	۳	کانتی ستمبھالو	۱۰/-
۱۰	روشنی کے مینار	۱۲/-	۴	نیتی ولوگولو	۱۰/-
۱۱	لمعات ایمانی	۱۲/-	۵	آسان نماز	۶/-
۱۲	فردوس نظر	۱۲/-	۶	کفن و دفن کا طریقہ	۴/۵۰
۱۳	نقوشِ راہ	۱۵/-	۷	چہل حدیث	۳/-
۱۴	صدائے حق	۱۲/-	۸	ودیا جیوتی	۱/۵۰
۱۵	پہلی منزل	۱۰/-			
۱۶	نایاب جواہر	۳۰/-			

ملنے کا پتہ

ظفر بُک ڈپو کچہری مٹہ کاوَلی ۵۲۴۲۰۱ ضلع نیلور (اے، پی)

فون نمبر 44119